

# موسیقی

## اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں



ڈاکٹر گوہر مشتاق  
(پی ایچ ڈی امریکہ)

# موسیقی

اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں

ڈاکٹر گوہر مشتاق

**اذان سحر پبلی کیشنز**

منصورہ ملتان روڈ لاہور فون: 042-5435667

**جملہ حقوق محفوظ ہیں!**

|           |   |                                           |
|-----------|---|-------------------------------------------|
| نام کتاب  | : | موسیقی، اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں |
| مصنف      | : | ڈاکٹر کوہر مشتاق                          |
| ناشر      | : | عباس اختر اعوان                           |
| اشاعت سوم | : | مئی 2014ء                                 |
| مطبع      | : | رانا پرنٹرز، لاہور                        |
| قیمت      | : | 140 روپے                                  |

**ملنے کے پتے:**

- ♦..... دی بک ڈسٹری بیوٹرز، کراچی، 021-2787137
- ♦..... مسٹر بکس، سپر مارکیٹ، اسلام آباد فون 051-2278843، 2278845
- ♦..... اسلامی کتاب گھر، خیابان سرسید، راولپنڈی 051-4830451
- ♦..... علی بک شاپ، کمیٹی چوک راولپنڈی 5530352
- ♦..... احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک راولپنڈی
- ♦..... اولڈ بک کارز بیرس پلازہ کمرشل مارکیٹ، راولپنڈی 4421666
- ♦..... مکتبہ تبلیغ اسلام، الاکرام بلڈنگ راولپنڈی 5962137
- ♦..... النور اسلامک بکس۔ سنگاپور پلازہ۔ صدر۔ راولپنڈی 5794605
- ♦..... ادارہ تطہیر افکار، جی ٹی روڈ، پشاور۔ 091-262407

## فہرست

|    |                                                                |
|----|----------------------------------------------------------------|
| 6  | ☆..... عرض ناشر                                                |
| 7  | ☆..... پیش لفظ ڈاکٹر احمد حسین صقر                             |
| 8  | ☆..... کلمات تحسین شیخ عبدالرحیم گرین                          |
| 9  | ☆..... ابتدائیہ امام طاہر انور                                 |
| 10 | ☆..... حرف آغاز ڈاکٹر گوہر مشتاق                               |
| 15 | ☆..... تعارف مصنف                                              |
| 17 | باب اول: موسیقی! قرآن اور حدیث کی روشنی میں                    |
| 20 | ☆..... موسیقی اور گانے بجانے کے متعلق قرآن کا فیصلہ            |
| 24 | ☆..... موسیقی اور گانے بجانے کے متعلق حدیث کا فیصلہ            |
| 31 | ☆..... حضور ﷺ کی زندگی سے ایک واقعہ                            |
| 32 | باب دوم: موسیقی کے انسانی جسم پر اثرات کے متعلق سائنسی تحقیقات |
| 33 | ☆..... موسیقی اور جذبات کا تعلق سائنس کی روشنی میں             |
| 36 | ☆..... موسیقی کے انسانی جسم پر بائیولوجیکل اثرات               |
| 39 | ☆..... موسیقی کے انسانی ذہن پر حیاتیاتی (Biological) اثرات     |
| 42 | ☆..... جنسی خواہشات کو ابھارنے میں موسیقی اور گانے کا کردار    |
| 45 | ☆..... انسانی جسم اور خود فریبی (Self-Delusion)                |
| 47 | ☆..... انسانی دل کی دھڑکن اور موسیقی کی موزونیت (Rhythm)       |
| 48 | ☆..... کانوں کے راستے دل کی زنگ آلودگی اور تباہی               |
| 53 | ☆..... موسیقی سے کانوں کو پہنچنے والا نقصان                    |
| 56 | باب سوم: جنسی بے راہ روی نشیات اور موسیقی                      |
| 57 | ☆..... غناء اور رزنا میں تعلق                                  |
| 62 | ☆..... موسیقی اور منافقت میں تعلق                              |
| 64 | ☆..... موسیقی اور نشے میں گہرا تعلق                            |

|     |                                                                                       |
|-----|---------------------------------------------------------------------------------------|
| 73  | ☆..... عوام کو فریب دینے میں موسیقی کا کردار                                          |
| 76  | ☆..... فلمی صنعت میں موسیقی کی اہمیت                                                  |
| 79  | ☆..... اشتہارات کی صنعت میں موسیقی کی اہمیت                                           |
| 82  | باب چہارم: موسیقی نے مجھ سے ایسا کروا دیا                                             |
| 79  | ☆..... کلاسیکی موسیقی اور پاپ موسیقی کا موازنہ                                        |
| 86  | ☆..... والدین کے خلاف جوان نسل کی سرکشی میں موسیقی کا کردار                           |
| 90  | ☆..... نوجوانوں کی خودکشی میں موسیقی کا کردار                                         |
| 94  | ☆..... موسیقی کے اثرات کے تحت ہونے والے خودکشی کے چند واقعات                          |
| 96  | ☆..... (نفس) تحت اشعور کی گمراہی میں موسیقی کا کردار                                  |
| 100 | ☆..... عورت کو جنسیات کے آلہ کے طور پر پیش کرنے میں موسیقی کا کردار                   |
| 106 | ☆..... موسیقی اور ٹیلی ویژن کا الحاق..... ظَلُمْتُ عَلٰی ظَلُمْتُ                     |
| 108 | ☆..... حدیث نبوی ﷺ کی ایک پیشین گوئی.....                                             |
| 111 | باب پنجم: کیا موسیقی حرام ہے؟                                                         |
| 111 | ☆..... موسیقی سے متعلق صحابہ کرامؓ کا نقطہ نظر                                        |
| 113 | ☆..... آئندہ اربعہ اور دوسرے اسلامی سکالر کی رائے                                     |
| 121 | ☆..... ایسے حالات جن میں گانے کی اجازت ہے                                             |
| 123 | ☆..... موسیقی کے سننے اور گانے بجانے کے متعلق قانونی حکم                              |
| 125 | باب ششم: اسلامی موسیقی کے حق میں ہونے والے مباحثے کا تنقیدی تجزیہ                     |
| 127 | ☆..... اسلام میں موسیقی کی ممانعت اختلافی مسئلہ نہیں ہے۔                              |
| 131 | ☆..... غیر اراوی طور پر موسیقی کا سننا                                                |
| 132 | ☆..... عمومی اعتراضات کے جوابات.....                                                  |
| 137 | ☆..... دو لڑکیوں کا امام المؤمنین حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گانا سنانا |
| 140 | ☆..... اسلام کے نام پر Pop culture                                                    |
| 144 | ☆..... اسلامی تصوف اور موسیقی                                                         |

|        |                                                                   |     |
|--------|-------------------------------------------------------------------|-----|
| ☆..... | موسیقی اور اسلامی عبادات                                          | 146 |
| ☆..... | اسلامی محفلوں میں موسیقانہ تفریحات کے ذریعے چندہ اکٹھا کرنا       | 147 |
| ☆..... | اسلام میں جائز تفریحات                                            | 150 |
| ☆..... | موسیقانہ تفریحات کے بغیر اسلامی محفلیں۔ چند مثالیں                | 152 |
| ☆..... | اسلام کا طریقہ، برائی کو مٹانے سے پہلے ہی دبا دو!                 | 153 |
| ☆..... | موسیقی ہماری روح میں ایک خلا اور بے حسی / لاپرواہی پیدا کرتی ہے!  | 156 |
| ☆..... | بیماریوں کی شفاء۔ تلاوت قرآن                                      | 161 |
| ☆..... | باب ہفتم: موسیقی اور معاشرہ                                       | 171 |
| ☆..... | موسیقی اور قوموں کی زندگی                                         | 177 |
| ☆..... | دہلی کی شاہی عدالت میں مباحثہ۔ کون سی عورت اچھی ڈانسر ہے؟         | 180 |
| ☆..... | نواب واجد علی شاہ کا موسیقی اور گانے بجانے کا شوق                 | 180 |
| ☆..... | گولیوں اور موسیقاروں کی عبرت آموز زندگیاں                         | 181 |
| ☆..... | باب ہشتم: سچی تو بہ کرنے والوں کے قصے                             | 184 |
| ☆..... | سچی تو بہ کے ذریعے ایک گناہ گار کے عالم بننے کا واقعہ             | 186 |
| ☆..... | امام مالکؒ کی زندگی میں فیصلہ کن موڑ                              | 187 |
| ☆..... | عمر ابن عبدالعزیزؒ کی اپنے بیٹوں کے استاذ کو ایک نصیحت            | 188 |
| ☆..... | ڈاکٹر بلال فلپس: نائنٹھ کلب سے اسلامی فقہ میں پی ایچ ڈی تک کا سفر | 190 |
| ☆..... | مصری گلوکاراؤں اور رقاصاؤں کی تو بہ کے واقعات                     | 193 |
| ☆..... | جنید جشید، پاپ میوزک سے اللہ کے راستے تک                          | 195 |
| ☆..... | شیخ یوسف سائنس۔ موسیقی کے بزنس سے تبلیغ اسلام تک                  | 198 |
| ☆..... | باب نہم: اختتامی کلمات                                            | 200 |

## عرض ناشر

الحمد للہ، اس کتاب کی اشاعت کے ساتھ ہم اپنے اوارے کی کتب میں ایک ایسی قیمتی کتاب کا اضافہ کر رہے ہیں جس پر ہم بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔ موسیقی کے ہولناک نقصانات پر اردو زبان میں لکھی گئی یہ سب سے مفصل کتاب ہے جس میں اسلام و دیگر تہذیبوں کے ساتھ ساتھ موسیقی کے حامیوں کی آراء پیش کر کے واضح کیا گیا ہے کہ موسیقی کی ہر شکل انسانیت کے لئے نقصان دہ ہے، جس سے صرف شیطان کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ بات بالکل غلط ہے کہ موسیقی روح کی غذا ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ گمراہی کی طرف لے جاتی ہے اور انسان کو جہنم کی غذا بنا ڈالتی ہے۔ ڈاکٹر گوہر مشتاق کی یہ شاندار تخلیق اردو لٹریچر میں ایک خوبصورت اور جذبات انگیز اضافہ ہے۔

موسیقی کے جتنے زیادہ نقصانات ہیں، اس کا قلع قمع کرنے کیلئے اس قدر زیادہ کوشش نہیں کی جاتی۔ حالانکہ جتنا کام برائی کو پھیلانے کے لئے شیطان کے ایجنٹ کر رہے ہیں، اہل ایمان کو کم از کم اتنا کام تو نیکی کو پھیلانے کا کرنا چاہئے۔ چند سال قبل پنجاب میں آئی جی جہانزیب برحق نے اُس وقت پبلک ٹرانسپورٹ میں میوزک پر پابندی لگا دی تھی، جب لاہور سے کجرات جانے والی ایک کوسٹر سیلابی ٹالے میں گرنے سے تیس سے زیادہ افراد جاں بحق ہو گئے تھے، اس گاڑی کے ڈرائیور نے اونچی آواز میں میوزک لگا رکھا تھا، بعض مسافروں نے اسے میوزک بند کرنے کو کہا لیکن وہ موسیقی کے زیر اثر، کسی اور ہی لے میں تھا، اس نے کسی کی نہ مانی اور خود بھی زندگی سے محروم ہوا اور اسکی گاڑی کے مسافروں میں سے بھی تین چار افراد کے علاوہ کوئی نہ بچ سکا۔ میوزک کی مدہوشی میں ہونیوالے حادثات میں سے یہ ایک واقعہ تھا، اس واقعے کے چند روز بعد ہی وہ پابندی بھی ہوا ہو گئی جو آئی جی پنجاب نے لگائی تھی۔

ہم اس کتاب کے قارئین سے گزارش کریں گے کہ وہ کم از کم ایک ایسے فرد تک یہ کتاب ضرور پہنچائیں جو موسیقی کا رسیا ہو اور اسکے ذریعے موسیقی کا ہر دوسروں کے کانوں میں اتر رہا ہو۔ پھر جب اُسے ہدایت حاصل ہو جائے تو وہ بھی اس کتاب کو کم از کم ایک اور فرد تک پہنچائے، یوں انشاء اللہ ایک کے بعد دوسرے فرد تک ہدایت کا نور پہنچتا جائے گا اور معاشرتی اصلاح کی ایک مضبوط لہر پیدا ہو جائے گی۔ اس مقصد کیلئے رعایتی قیمت پر کتابوں کی فراہمی کا فریضہ ہم انجام دیں گے۔

عباس اختر اعوان

## پیش لفظ

موسیقی کے متعلق ڈاکٹر کوہر مشتاق کی یہ کتاب دنیا کے ہر طرح کے لوگوں کے لیے دلچسپی کا باعث ہے، چاہے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم..... بوڑھے ہوں یا جوان..... پڑھے لکھے ہوں یا طالب علم..... جو موسیقی کو پسند کرتے ہیں اور جو اس کے خلاف ہیں اور بالخصوص ان لوگوں کے لیے جو اسلام میں موسیقی کی حیثیت اور پوزیشن جاننا چاہتے ہیں۔ مصنف نے کتاب میں مذہب، عمرانیات، سائنس، میڈیکل اور تاریخی میدانوں سے حوالہ جات اور معلومات جمع کر دی ہیں۔

یہ کتاب یقیناً ایک منفرد کاوش ہے۔ میں ہر لڑکے اور مرد و عورت کو تلقین کروں گا کہ وہ یہ کتاب پڑھیں تاکہ ان کی موسیقی کے متعلق غلط فہمیاں دور ہوں۔ آپ لوگوں سے استدعا ہے کہ آپ قرآن کی تلاوت اور قاری کی خوبصورت آواز کی تلاوت کو محسوس کریں۔ قرآن کی تلاوت مومنین کے دلوں کو چھوتی ہے اور انہیں نیک کاموں پر ابھارتی ہے۔ تلاوت قرآن سنتے ہوئے یقیناً لوگوں پر کچپی طاری ہوتی ہے۔ ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کا بلڈ پریشر بہتر ہو جاتا ہے جیسا کہ اس کتاب میں سائنسی دلائل کی روشنی میں یہ بات ثابت کی گئی ہے۔ اللہ کی آپ سب پر رحمت ہو۔ آمین۔

ڈاکٹر احمد حسین صقر

(امریکہ میں مقیم لبنانی عالم اسلام، جو بائیو کیمسٹری میں پی ایچ ڈی بھی ہیں)

## کلمات تحسین

میں نے آپ کی کتاب ختم کر لی ہے اور تمام حمد و ثنا اللہ کے لیے ہے آپ نے ایسی کتاب لکھی ہے جو ہر قسم کے لیے دلچسپی کا سامان لیے ہوئے ہے۔ اس کے اندر قرآن اور حدیث اور مختلف مکاتب فکر اور مذاہب فقہ کے علماء کی طرف سے دلائل موجود ہیں اور جو شخص بھی اللہ کے احکامات کی اطاعت کرنا چاہتا ہے اور اسکی مافرمانی سے دور رہنا چاہتا ہے اس کے لیے یہ کافی ہیں۔

منفرد طور پر اس کتاب میں انسان پر موسیقی کے اثرات کے متعلق سائنسی تحقیقات بھی موجود ہیں۔ سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں اور شکوک و اعتراضات کو رفع کیا گیا ہے اور تو بہ کرنے کے خواہش مند مسلمانوں کے لیے ولولہ انگیز سچے واقعات بیان کئے گئے ہیں۔

یہ ایک ایسی کتاب ہے جسکی ایسے وقت میں شدید ضرورت تھی جبکہ ہم میں سے بہت سے لوگ اپنے نفس اور اپنی خواہشات کے خلاف جہاد کو بھول چکے ہیں۔ اور قرآن و سنت سے چٹے رہنے کی بجائے اپنی نفس کو موسیقی اور گانے بجانے کے ذریعے خوراک دیتے ہیں جبکہ موسیقی شیطان کی اذان ہے اللہ ہم سب کی ہدایت کے راستوں کی طرف رہنمائی کرے آمین۔“

شیخ عبدالرحیم گرین

(آپ برطانیہ کے نو مسلم ہیں جنہوں نے 1980ء کی دہائی میں اسلام قبول کیا، جید علماء سے اسلامی علوم حاصل کئے اور آج برطانیہ میں نور اسلام پھیلا رہے ہیں)

## ابتدائیہ

ایک ایسے موضوع پر شدید مطلوب کتاب جس موضوع کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں ہیں۔ موسیقی کے منفی اثرات کو نہایت عملی انداز میں بیان کیا گیا ہے موسیقی کی حرمت کے موضوع پر عرصے سے ایک کتاب کا انتظار تھا اور ڈاکٹر کوہر مشتاق نے اس موضوع کو تفصیل سے شاندار طریقے سے بیان کیا ہے۔ بہت سے لوگ اس بات کا اندازہ نہیں کرتے کہ موسیقی کے سننے والے پر بہت سے منفی معاشرتی اور اخلاقی اثرات مرتب ہوتے ہیں جو بذات خود منشیات جنسی بے راہ روی اور خودکشی کے ساتھ جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور یہ تمام چیزیں کسی قوم اور معاشرے کے زوال کا سبب بنتی ہیں موسیقی کو کئی قوموں اور گروہوں کو کنٹرول کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اور ان تمام امور کے متعلق تحقیق کو اس کتاب میں نہایت خوبصورت انداز میں سمودیا گیا ہے۔

المختصر تمام آیات قرآنی، احادیث رسول اور اقوال علماء جو کئی کتابوں میں بکھرے پڑے تھے انہیں ایک کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے یہ کتاب ہر اس شخص کے لیے پڑھنا لازمی ہے جو صدق دل سے موسیقی کی حرمت اور اس کے زہر آلود اثرات کے متعلق ٹھوس تحقیق کا متلاشی ہے۔

امام طاہر انور

(امریکہ میں کیلیفورنیا کی ایک مسجد کے امام اور عالم اسلام)

## حرف آغاز

انسان ایک معاشرتی مخلوق ہے یہ اپنے ارد گرد کے ماحول سے اثر قبول کرتا ہے۔ فطرت کے علاوہ ماحول اور تربیت بھی انسان کی شخصیت پر انمٹ نقوش مرتب کرتے ہیں۔ اس پر مزید تسم یہ کہ انسانوں کی اکثریت اپنی فطری کابلی کی وجہ سے چیزوں کو گہرائی میں دیکھنے کے عادی نہیں ہوتی۔ اُن کے ذہن یہ سوال نہیں کرتے کہ آیا ان کے ارد گرد جو کچھ ہو رہا ہے وہ حق ہے یا باطل، ان کا طریقہ وہی ہوتا ہے جو انگلش کے مقولے میں بیان ہوا ہے۔ ”Seeing is believing“ یعنی جو دیکھا اس پر ایمان لے آئے۔“

موجودہ زمانے میں جبکہ سائنسی ایجادات نے نہایت تیزی سے ترقی کی ہے، ایک چیز جس کا جنون تیزی سے پھیلا ہے وہ موسیقی اور گانے بجانے کا رواج ہے۔ آج موسیقی اتنی عام ہو چکی ہے کہ اکثر مسلمان موسیقی سنتے ہیں لیکن اس چیز کی تکلیف کو را نہیں کرتے کہ دیکھیں کہ اسلام کا موسیقی کے متعلق کیا حکم ہے۔ اس کے باوجود آج مسلمانوں کی نوجوان نسل کے دل میں گناہ کی چند باتیں کھٹکتی ہیں۔ اس لیے آج ہم کسی اسلامی کانفرنس یا کنونشن میں جائیں تو علماء سے تین سوالات ضرور کئے جاتے ہیں:

- 1..... اسلام میں حجاب کا کیا حکم ہے؟ کیا چہرے کا پردہ کرنا چاہیے۔ یا نہیں؟
- 2..... اسلام میں موسیقی کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ حلال ہے یا حرام؟
- 3..... کیا اسلام میں دائری رکھنی ضروری ہے؟

حدیث کے مطابق گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے۔ آج جبکہ ماڈرن زدہ اور معذرت خواہ حکومتی علماء نوجوانوں کو کئی غلط کاموں کے حلال ہونے کا فتویٰ دے بھی دیتے ہیں پھر بھی مسلمان نوجوان ہر کانفرنس میں یہ تین سوالات علماء سے بار بار کرتے ہیں کیونکہ بے حجابی

کا گناہ، موسیقی سننے کا گناہ اور داڑھی نہ رکھنے کا گناہ ان کے دل میں کھٹک مسلسل پیدا کرتے رہتے ہیں۔ یہ بات بذات خود اس چیز کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کام کو ہم جائز نہیں کہہ سکتے۔ حدیث مبارک میں ہے:

رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا، جس سے آپؐ نے فرمایا:

جِئْتُ تَسْأَلُ عَنِ الْبِرِّ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ: اسْتَغْفِرْتُ قَلْبَكَ. الْبِرُّ مَا أَطْمَأْنَنْتَ إِلَيْهِ  
النَّفْسُ وَأَطْمَأَنَّ إِلَيْهِ الْقَلْبُ. وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ وَتَرَدَّدَ فِي الصَّدْرِ وَإِنْ  
أَفْثَاكَ النَّاسُ وَأَفْتَوْكَ (مسند احمد)

(احمد بن حنبل / المسند، عالم الکتاب، بیروت، ۱۹۹۸ء/ ج ۶، ص ۷۴)

، رقم ۱۸۱۶۹

”تم مجھ سے نیکی کے متعلق پوچھنے آئے ہو۔ اس نے کہا جی ہاں آپؐ نے فرمایا: اسْتَغْفِرْتُ قَلْبَكَ۔ یعنی اپنے دل سے فتویٰ طلب کرو۔ نیکی وہ ہے جس کے متعلق روح مطمئن ہو اور دل مطمئن ہو اور گناہ وہ ہے جو روح میں بے چینی پیدا کرے اور دل میں کھٹکے، چاہے لوگ تجھے بار بار اس گناہ کے حق میں دلیل دیں۔“ (مسند احمد)

دوسری حدیث میں آپؐ نے فرمایا:

الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يُطْلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ  
(صحیح مسلم، کتاب البر بروایت نواس بن سمعان)

”نیکی اچھے اخلاق اور اعمال ہیں اور گناہ کا کام وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے اور تم یہ نہ پسند کرو کہ دوسرے لوگ اسے دیکھیں۔“

یہ دلچسپ بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ مسلمانوں میں اٹھنے والے مغرب زدہ علماء، دیگر اسلامی احکامات کے علاوہ بالخصوص ان تین مسائل میں قرآن و حدیث کے بالکل خلاف پوزیشن ضرور اختیار کرتے ہیں تاکہ مذہب سے بیزار مسلمان ان کے ساتھ شامل ہو سکیں

اور حکومت وقت بھی ساتھ ساتھ خوش ہو جائے۔ دراصل جن مسلمانوں کے دل ایمان سے خالی ہوں، جیسا کہ اُن Modernist مسلمانوں کے ہوتے ہیں، وہی ایسی چیزوں سے دھوکہ کھاتے ہیں۔

عبداللہ بن عباسؓ نے حضور ﷺ کے طریقہ تعلیم کے متعلق فرمایا تھا:  
تعلّمنا الایمان ثم تعلّمنا القرآن۔ (جامع البیان فی تاویل القرآن۔ ابو جعفر ابن جریر طبری، بیروت 1992ء)  
یعنی: (ہمیں حضور ﷺ نے پہلے ایمان سکھایا، پھر قرآن سکھایا)۔

جب دل میں ایمان ہو تو نہ حجاب کرتے ہوئے کوئی مشکل پیش آتی ہے اور نہ موسیقی سے بچتے ہوئے۔ لیکن یہ ایمان دراصل حضور ﷺ کی ذات سے سچی محبت سے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر ہم انبیاء کرام کی زندگیوں دیکھیں تو ہم نوٹ کریں گے کہ ان سب نے سوسائٹی میں مروج بڑائیوں کے خلاف آواز اٹھائی اسی لیے کوئی نبی یا رسول ﷺ بھی اپنے لوگوں میں اس طرح مقبول نہیں ہوا جس طرح آج کے سیاستدان ہوتے ہیں۔

مثلاً اگر حضرت شعیبؑ اپنی قوم کو ہم جنس پرستی کے گناہ کے خلاف سرزنش کرتے تو ان کی قوم شاید انہیں اپنے کاندھوں پر اٹھاتی۔ کیونکہ یہ بڑائی قوم شعیب میں موجود ہی نہ تھی لیکن حضرت شعیبؑ نے معذرت خواہانہ انداز اختیار کئے بغیر اپنی قوم کو ان میں مروج بڑائی یعنی ناپ تول میں کمی اور کاروبار میں بددیانتی کے متعلق ٹوکا تو ان کی قوم حضرت شعیبؑ کی دشمن بن گئی۔

اسی طرح اگر لوطؑ اپنی قوم کو شراب خوری، غیبت یا جوا کھیلنے سے منع کرتے تو شاید وہ اپنی قوم میں بہت مقبول ہوتے کیونکہ یہ ان کی قوم میں عام بڑائیاں نہ تھیں لیکن لوطؑ نے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے بے پرواہ ہو کر اپنی قوم کو ہم جنس پرستی کی بڑائی پر ٹوکا تو پوری قوم ان کی دشمن بن گئی۔ لوطؑ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ بطریق احسن ادا فرمادیا۔

چونکہ لکھائی بھی ایک طریقہ ہے کہ جس سے برائی کو ہاتھ سے روکا جاتا ہے، اس لیے یہ کتاب سوسائٹی میں مروج ایک برائی کو روکنے کی ادنیٰ سی کاوش ہے اس کتاب کا پہلا حصہ

موسیقی کے متعلق آیات قرآنی اور احادیث نبویؐ کے متعلق ہے۔ دوسرے حصے میں سائنسی تحقیقات کی روشنی میں انسانی جسم پر اثرات پر بحث کی گئی ہے۔ تیسرے حصے میں عمرانی سائنسی تحقیقات کی روشنی میں موسیقی کے معاشرے پر اثرات بیان کئے گئے ہیں۔ اس سے اگلے حصے میں موسیقی کے مسئلے میں لوگوں کے عام اعتراضات کے فقہ اسلامی کی روشنی میں جوابات پیش کئے گئے ہیں اور کتاب کا آخری حصہ ایسے لوگوں کی زندگیوں کے متعلق ہے جو موسیقی اور گانے بجانے کے میدان میں امامت کے مقام پر فائز تھے لیکن انہوں نے اللہ کے حضور توبہ کی اور پھر پوری دنیا کے لیے ہدایت کے امام بن گئے۔

کچھ لوگ یہ اعتراض اٹھا سکتے ہیں کہ سائنس تو بدلتی رہتی ہے پھر آپ نے موسیقی کے نقصانات کو ثابت کرنے کے لیے سائنس کا سہارا کیوں لیا؟ مزید برآں سائنس یہ بھی بتا سکتی ہے کہ موسیقی کے کچھ فائدے بھی تو ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا میں کوئی بھی چیز 100 فیصد شر نہیں ہوتی ہر چیز کے فائدے اور نقصانات ہوتے ہیں۔ تاہم اسلامی شریعت کا طریقہ کار یہ ہے کہ ہر چیز کے فائدوں اور نقصانات کو ٹولا جائے۔ اس چیز کو قرآن میں شراب نوشی اور جوئے کے متعلق واضح طور پر بیان کیا گیا ہے:

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا (سورہ البقرہ 219)

ترجمہ: یہ لوگ آپؐ سے پوچھتے ہیں شراب اور جوئے کا کیا حکم ہے؟ کہو: ان دونوں چیزوں میں بڑی خرابی ہے، اگرچہ ان میں لوگوں کے لیے کچھ منافع بھی ہیں۔ مگر ان کا گناہ ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے۔

پس شراب اور جوہازی کے معاملے میں قرآن اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ ان میں لوگوں کے لیے کچھ فائدہ بھی موجود ہیں لیکن شراب اور جوئے کے نقصانات ان کے فائدوں سے زیادہ ہیں۔ اسی لیے اسلام نے انہیں حرام قرار دیا ہے۔ یہی معاملہ موسیقی کا بھی ہے کہ موسیقی کی چند اقسام میں تھوڑے بہت فائدہ بھی ہو سکتے ہیں مثلاً سننے والے کو عارضی طور پر کچھ سکون پہنچا سکتا لیکن موسیقی سننے کے نقصانات اس کے فوائد سے کئی گنا زیادہ ہیں۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ موسیقی کے مضمر پہلوؤں اور نقصانات کے متعلق اس کتاب میں جو تحقیقات پیش کی گئی ہیں، وہ صرف بیالوجی، کیمسٹری اور طب کے میدان سے تعلق نہیں رکھتیں بلکہ عمرانی سائنسز (Social Sciences) سے متعلق بھی ہیں جو سروریز اور اعداد و شمار پر مشتمل ہیں۔ اگر کسی شخص کو سائنسی لٹریچر میں موسیقی کے حق میں ایک یا دو تحقیقات مل بھی جائیں تو پھر بھی یہ کتاب پڑھنے کے بعد قاری کو اندازہ ہوگا کہ اس کتاب میں بیان کی گئی سائنسی تحقیقات بے تحاشا ہیں اور وہ ایک دوسرے کی تائید بھی کرتی ہیں جن کے مطابق موسیقی کا شراب نوشی، منشیات، فحاشی و عریانی، سگریٹ نوشی اور خودکشی سے تعلق کا پتہ چلتا ہے۔

اس کتاب کو پائے تکمیل تک پہنچانے میں بہت سے لوگوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے اس کام میں مختلف طریقوں سے مدد پہنچائی۔ مفتی عبدالرحمن بن یوسف مائیکرا صاحب (انگلینڈ) خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کو حرف بحرف پڑھا اور اپنی عالمانہ رائے سے نوازا۔ الجمعہ میگزین کے حسن لیدی، محترمہ ڈاکٹر نصرت صاحبہ اور انجینئر زاہد محمود بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔ میں اپنی والدہ فریدہ مشتاق اور والد مشتاق حسین کا بھی ممنون ہوں کہ انہی کی مروت نے مجھے نکتہ دان بنایا۔

آخر میں میں اپنی اہلیہ سعدیہ کا مشکور ہوں جس نے پانچ بچوں کی تعلیم و تربیت اور گھر چلانے کی ذمہ داری کے باوجود اسلام کی تبلیغ کے کاموں میں میری ہر ممکن مدد کی۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ

ڈاکٹر گوہر مشتاق

امریکہ

درجے رہتے ہیں۔ انگلش اور اردو زبان میں بہت سی اسلامی کتابوں کے مصنف ہیں۔ اُن کی انگریزی کتابوں کی تفصیلات انٹرنیٹ سے حاصل کی جاسکتی ہوں۔ ڈاکٹر گوہر کی اردو کی کتابوں کی لسٹ درج ذیل ہے:

- 1..... ایک آنکھ والا دجال
- 2..... موسیقی، اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں
- 3..... انسانی دل اور قبولِ اسلام۔ ایک مذہبی اور سائنسی تجزیہ
- 4..... معرکہ روح و بدن
- 5..... پردہ : عقلمند خواتین کا انتخاب
- 6..... دجالی دور اور مسلم نوجوان
- 7..... واڑھی کی اہمیت، قرآن و سنت اور جدید سائنس کی روشنی میں
- 8..... ویلنٹائن ڈے۔ بُت پرست رومیوں کا تہوار
- 9..... سورۃ الواقعہ کی سائنٹفک تفسیر
- 10..... سورۃ یس کی تفسیر: کتاب و سنت اور جدید تحقیقات کی روشنی میں
- 11..... تزکیہ نفس، اسلام اور جدید علم نفسیات کی روشنی میں
- 12..... روزے کے روحانی اور طبی فوائد۔ قرآن حدیث اور میڈیکل سائنس کی روشنی میں
- 13..... دجالی دور اور مسلم خواتین
- 14..... اللہ کی مدد کیوں نہیں آ رہی؟
- 15..... مسلم نوجوانوں کو درپیش سب سے بڑا مسئلہ
- 16..... عرشِ الہی سے لگتی قدیلوں میں، سبز پرندوں کے دلوں میں
- 17..... تاریخ کا سبق

## باب اول

# موسیقی! قرآن اور حدیث کی روشنی میں

موسیقی کے مسئلے کو اسلامی شریعت کی روشنی میں جانچنے سے پہلے مسئلے کو بیان کرنا ضروری ہے۔ موسیقی اور گانے بجانے کا مسئلہ آج کی نوجوان نسل کے لیے انتہائی اہم سوال ہے۔ اس کتاب کو لکھنے کا مقصد موسیقی کی اسلام میں پوزیشن واضح کرنا ہے اور یہ بتانا ہے کہ کس قسم کا غنا حرام ہے اور کس طرح کا غنا مباح ہے کیونکہ آجکل جدید آلات (Electronic Devices) موسیقی کی ایجاد کے ساتھ اور کمپیوٹر میوزک (Computer Music) کی آمد کے ساتھ اس پہلے سے پیچیدہ مسئلے میں ایک اور جہت کا اضافہ ہو گیا ہے۔

شریعت اسلامی میں احکامات اخذ کرنے کی بنیاد اس بات پر ہوتی ہے کہ ہم مسئلے کو کس طرح سمجھتے ہیں یعنی ”الْحُكْمُ قُرْعٌ“ عَنْ تَصَوُّدِہ

اس سلسلے میں قرآن اور حضور ﷺ کی سنت میں اس حکم کی کیا تفصیل ہے، یہ چیز فقہ اسلامی میں ”تخریج المناط“ اور ”تنقیح المناط“ کے زمرے میں آتی ہے۔ پھر حکم اسلامی کے حرام یا حلال ہونے کی علت معلوم کرنے کا تعلق ”تحقیق المناط“ سے ہے۔ اسی میں اس مسئلے کے مصالحوں اور مفاسد کی بحث بھی آ جاتی ہے جو اس کتاب میں جدید سائنسی تحقیقات کی روشنی میں کی گئی

ہے۔ قرآن وحدیث کی سمجھ اور اس سمجھ کو مسئلے پر منطبق کرنے سے اس مسئلے کے حلال یا حرام ہونے کے بارے میں فتویٰ دیا جاتا ہے۔ دراصل اسلامی شریعت کا طریقہ یہ ہے کہ معاملات کے مصالح (Benefits) اور مفاسد (Harms) کا موازنہ کیا جاتا ہے کیونکہ شریعت اسلامی کا اصل مقصد معاشرے کو فائدہ پہنچانا ہوتا ہے۔ موسیقی کے مسئلے کو ہم تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

1- آلات موسیقی (مثلاً دف، پیانو، گٹار، بانسری، کمپیوٹر سے پیدا ہونے والی موسیقی کی آوازیں)

2- گانے کے بول (Lyrics)

3- گانے والا یا جو شخص موسیقی مرتب کرتا ہے۔

اس کتاب میں موسیقی کے مسئلے کی ان تینوں جہتوں پر روشنی ڈالی جائے گی۔ قرآن وحدیث کے بیان کے علاوہ اس کتاب میں صحابہ کرامؓ اور علمائے اسلام کی موسیقی کے معاملے میں پوزیشن بیان ہوگی۔ اس کے بعد ہم اس مسئلے پر فتویٰ دینے کی پوزیشن میں ہوں گے۔

اس بحث کو شروع کرنے سے پہلے ہمیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ تمام مسلمانوں کے لیے آخری اتھارٹی قرآن وحدیث ہیں۔ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا ﴿٣٦﴾ (سورہ الاحزاب: 36)

ترجمہ: ”کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی معاملے کا فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔“

اور سورہ النور میں اللہ نے فرمایا ہے:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ

عَذَابُ أَلِيمٌ ۝۸ (سورہ النور)

ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہئے کہ وہ کسی فتنے میں گرفتار نہ ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب نہ آجائے۔“ (سورۃ النور: 63)

قرآن کی ان آیات میں ہمیں حکم ہوا ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی تعمیل کریں۔ ہمیں اجازت نہیں کہ ہم ان احکامات میں سے چور دروازے نکالیں جو ہماری اپنی مرضی کے مطابق ہوں یا ہماری حالت ایسی ہو کہ بقول اقبال:

ع خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

اور جیسا کہ اقبال نے دوسری جگہ کہا تھا:

احکام تیرے حق ہیں پر اپنے مفسر  
تاویل سے قرآن کو بنا سکتے ہیں پازند

جب ہم اپنے ارد گرد کا جائزہ لیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ موسیقی آج صرف غیر مسلموں میں ہی نہیں مسلمانوں میں بھی عام ہے۔ تاہم یہ حقیقت کہ لوگوں کی اکثریت موسیقی سنتی ہے، موسیقی کے حلال ہونے کی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ قرآن کا لوگوں کی اکثریت کے متعلق درج ذیل فیصلہ ہے جو سورہ الانعام میں بیان ہوا ہے۔

وَإِنْ تَطْعُمْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ

وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۝۸ (سورہ الانعام: 116)

ترجمہ: ”اور (اے محمدؐ) اگر تم ان لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو جو زمین میں بستے ہیں تو وہ تمہیں اللہ کے راستے سے بھٹکا دیں گے۔ وہ تو محض گمان پر چلتے اور قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔“

## موسیقی اور گانے بجانے کے متعلق قرآن کا فیصلہ

قرآن سے پہلی دلیل:

سورہ لقمان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ  
وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ (سورہ لقمان: 6)

ترجمہ: ”بعض آدمی ایسے بھی ہیں جو کلامِ لغویہ (لہو الحدیث) خریدتے ہیں تاکہ بغیر کسی دلیل کے خدا کی راہ سے بھٹکائیں اور اسے مذاق بنائیں۔ یہ لوگ ہیں جن کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ”لہو الحدیث“ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”لہو الحدیث سے مراد غناء ہے، قسم ہے اس ذات کی جسکے سوا کوئی معبود نہیں۔“ یہ کلمہ حضرت عبداللہ نے تین بار فرمایا۔

(نیل الاوطار علامہ شوکانی، لاہور 2000ء۔ جامع البیان فی تائیل القرآن۔ ابو جعفر ابن جریر طبری بیروت 1992ء)

اسی طرح ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے مطابق اس آیت کا اشارہ گانے بجانے اور اسی طرح کے دوسرے کاموں کی طرف ہے جبکہ حضرت جابر بن عبداللہؓ کے مطابق اس آیت سے مراد گانا بجانا اور گانے سننا ہے۔ (سنن الکبریٰ۔ امام بیہقی۔ حیدر آباد دکن 1355ھ) (تفسیر ابن کثیر۔ علامہ عماد الدین ابن کثیرؒ)

علامہ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ بہت سے تابعین جن میں مجاہد، عکرمہ، کھول، سعید بن جبیر اور عمرو بن شعیب اس آیت کو موسیقی اور گانے بجانے کے خلاف دلیل قاطع سمجھتے تھے۔

(تفسیر ابن کثیر۔ علامہ عماد الدین ابن کثیرؒ)

ابن عساکر مفسر قرآن کھول ”کا قول نقل کرتے ہیں: ”مگر کسی نے گانا گانے والی

عورت خریدی تاکہ وہ گانا بجانا کرے اور وہ شخص اسی حالت میں مر جائے تو میں اس کے جنازے میں شرکت نہیں کروں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورہ لقمان میں فرمایا ہے کہ ایسا شخص ”ہوالحدیث“ خرید کر لاتا ہے۔ (معالم التنزیل - امام بغویؒ - مصر 1347ھ)

علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر ”جامع البیان“ میں لکھتے ہیں کہ مفسرین کے مطابق ”ہوالحدیث“ کی اصطلاح کو تین معانی میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

- 1- گانے گانا اور سننا
- 2- گانے والے مردوں یا عورتوں کی خدمات حاصل کرنے کا کاروبار کرنا
- 3- آلات موسیقی کی خریداری۔ (تفسیر طبری)

اسی طرح امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں: ”ہوالحدیث“ کی تمام تشریحات میں سب سے موزوں ترین تشریح ”گانا بجانا“ (غناء) ہے اور یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کی رائے تھی۔ (الجامع الاحکام القرآن - امام ابو عبد اللہ القرطبیؒ، بیروت 1953ء)

یہاں یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ علمائے اسلام کے مطابق تفسیر قرآن کے چار مآخذ ہیں:

- 1- قرآن کی تفسیر، قرآن سے۔
- 2- قرآن کی تفسیر، حدیث سے۔
- 3- قرآن کی تفسیر، صحابہ کرامؓ کی تشریح (آثار) سے۔
- 4- قرآن کی تفسیر، عربی لغت سے۔

قرآن کی آیات کو سمجھنے کے لیے احادیث کے علاوہ صحابہ کرامؓ کی تشریحات نہایت اہم ہیں۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر قرآن کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

”مگر ہمیں کسی آیت کی تفسیر قرآن یا حدیث میں سے نہ ملے تو ہم اس بارے میں صحابہ رسولؓ

کی تشریح کو دیکھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام قرآن کو اور لوگوں سے بہتر سمجھتے تھے کیونکہ انہیں قرآنی آیات کے اسباب نزول کا علم تھا، قرآن کی مکمل سمجھتی اور دانتہائی راست باز لوگ تھے۔  
(تفسیر ابن کثیر)

أَفَمِنْ هَذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ۖ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ۖ وَأَنْتُمْ  
سَامِعُونَ ۖ فَاسْمِعُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ۖ (سورہ النجم: 62-59)

ترجمہ: اب کیا یہی وہ باتیں ہیں جن پر تم اظہار تعجب کرتے ہو؟ ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو؟ اور گاجا کر انہیں ڈالتے ہو؟ جھک جاؤ اللہ کے آگے اور بندگی بجالاؤ۔

امام ابو عبیدہؓ کے مطابق یعنی لہجے میں ”سمود“ کے معنی گانے کے ہیں۔ (تفسیر روح المعانی۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ۔ بیروت 1983ء)

عرب ماہر لغت علامہ ابن منظور ”لسان العرب“ میں لکھتے ہیں: ”عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لفظ ”سمود“ کے معنی ”گانے بجانے“ کے ہیں۔ دراصل یہ لفظ یعنی عربی سے ہے۔ چنانچہ ”اسمٰد علیٰنا“ کے معنی ہیں ”ہمارے لیے گانا گاؤ“ اور جب گانے والی عورت کو کہا جائے ”اسمٰدینا“ تو اس کا مطلب ہوگا ”ہمیں گانا سنا کر نشے کی حالت میں کر دو“۔ (لسان العرب۔ علامہ ابن منظور الافریقی۔ 1304ھ مصر)

ابن عباسؓ کے مطابق ”سامدون“ سے مراد عربوں کا قرآن کے خلاف گانا بجانا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

### قرآن سے تیسری دلیل:

وَاسْتَفْزِرُوا مَنِ اسْتَضَاعَتْ مِنْهُمْ بِصُوتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ  
وَرَجْلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدَّتْهُمْ وَمَا يَعْلَمُهُمُ الشَّيْطَانُ  
إِلَّا غُرُورًا ۖ (سورہ الاسراء: 64)

ترجمہ: ”تو (یعنی شیطان) جس جس کو اپنی آواز سے پھسلا سکتا ہے پھسلا لے، ان پر اپنے

سوار اور پیادے چڑھالاً مال اور اولاد میں ان کے ساتھ ساجھا لگا اور ان کو وعدوں کے جال میں پھانس، اور شیطان کے وعدے ایک دھوکے کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ اور تابعین میں سے ضحاک، حسن البصری اور مجاہد کے مطابق شیطان کے انسانوں کو اپنی آواز سے بہکانے سے موسیقی اور گانا بجانا مراد ہے۔ ضحاک کے مطابق اس سے ہوا والے آلات موسیقی (مثلاً ڈھول، بانسری) کی آواز مراد ہے۔ تاہم ابن عباسؓ کے مطابق اس سے ہر وہ آواز مراد ہے جو خدا کی مافرمانی کی طرف دعوت دے۔ (تفسیر طبری)

علامہ ابن قیمؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”ابن ابی حاتم نے کہا تھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مطابق اس آیت میں شیطان کی آواز سے مراد ہر وہ چیز ہے جو معصیت خداوندی کی طرف دعوت دے اور یہ بات معلوم ہے کہ گناہ کی طرف بلائے والی چیزوں میں سب سے بڑھ کر گانا ہے اور اسی وجہ سے شیطان کی آواز کی تفسیر گانے سے کی گئی ہے۔ (اغاثۃ اللہفان من مصاعد الشیطان - علامہ ابن قیم 1993ء مصر)

یہ بات نوٹ کرنی چاہئے کہ مشہور صوفی عالم علامہ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ بالا تینوں آیات قرآن کو موسیقی کی حرمت کی دلیل کے طور پر اپنی کتاب عوارف المعارف میں بیان کیا ہے۔

### قرآن سے چوتھی دلیل:

قرآن میں اللہ نے عباد الرحمن کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ [سورہ الفرقان: 72]

ترجمہ: ”وہ بے ہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے۔“

محمد بن الحنفیہ اور مجاہد نے ”الزور“ کی تفسیر ”غنا“ سے کی ہے۔

(کفایہ العار ل ابن حجر المکی - بحوالہ اسلام و موسیقی مفتی محمد شفیع - تحقیق محمد عبد المعز - کراچی 2002ء)

ابن کثیرؒ کے مطابق ”الزور“ کا ایک معنی گانا بجانا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر) ابو بکر الجصاص اس آیت کی تفسیر میں قمر از ہیں: ”یہ روایت کی جاتی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے مطابق ”الزور“ سے مراد موسیقی اور گانا بجانا ہے۔ ممکن ہے کہ اس سے مراد غنا ہو جیسا کہ کچھ علماء نے مراد لیا ہے اور یہ بھی ممکن ہے ایسی بات کہنا مراد ہو جس کے قائل کو علم نہ ہو۔ بہر حال! لفظ چونکہ عام ہے اس لیے دونوں ہی معنی مراد ہو سکتے ہیں۔ (احکام القرآن - امام ابو بکر الجصاص - 1347ء مصر)

## موسیقی اور گانے بجانے کے متعلق حدیث کا فیصلہ

کچھ کمزور ایمان کے مسلمان یہ دعویٰ کرتے ہیں:

”اگر موسیقی حرام ہے تو قرآن میں یہ کیوں نہیں کہا گیا کہ یہ حرام ہے؟ ہم صرف قرآن کے احکامات کو مانتے ہیں۔“ یہ اعتراض کوئی نیا نہیں بلکہ اسلامی تاریخ کے ہر دور میں کئی افرنگ زدہ اور معذرت خواہی پسند (Apologetic) مسلمان اسلامی احکامات پر اسی قسم کے اعتراضات اٹھاتے رہے ہیں۔ ویسے تو سورہ لقمان کی آیت نمبر 6 میں موسیقی کو واضح طور پر حرام قرار دیا گیا ہے تاہم اسلام کے ہر حکم کی تشریح کے لیے ہمیں حضور ﷺ کی سنت کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ قرآن مجمل ہے جبکہ اسلامی احکامات کی تفصیل ہمیں احادیث نبوی ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے آثار (اقوال) میں ملتی ہے۔ حضور نے احادیث میں ایسے مغرب زدہ اور منکرین سنت مسلمانوں کے متعلق پیشین گوئی فرمادی تھی۔ مقدمام بن معدیکرب کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

الْإِنِّي أَوْتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَا يُؤْثِرُكَ رَجُلٌ شَيْعَانٌ عَلَى أَرْيَاحِهِ يَقُولُ عَلَيْنَا الْقُرْآنُ فَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ جَلَالٍ فَاحْلُوهُ وَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَخَبِرُوا (سنن ابی داؤد)

”خبردار رہو! مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ویسی ہی ایک اور چیز بھی۔ خبردار ایسا نہ ہو کہ کوئی پیٹ بھرا شخص اپنی مسند پر بیٹھا ہو یہ کہنے لگے کہ بس تم قرآن کی پیروی کرو جو کچھ اُس میں حلال پاؤ اُسے حلال سمجھو اور جو کچھ اُس میں حرام پاؤ اُسے حرام سمجھو۔ حالانکہ دراصل جو کچھ اللہ کا رسول حرام قرار

وہ وہ ویسا ہی حرام ہے، جیسے اللہ کا حرام کیا ہوا۔“

(ابوداؤد کتاب السنن حدیث کو عصر حاضر کے محدث شیخ ناصر الدین البانی نے اپنی کتاب صحیح سنن ابوداؤد کتاب نمبر 40 حدیث نمبر 4587 اور 4606 میں صحیح قرار دیا ہے۔)

### حدیث نمبر 1:

لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّيِّ أَقْوَامٍ يَسْتَحِلُّونَ الْحَرَ وَالْحَرِيرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ

(صحیح بخاری کتاب لاشربہ)

ترجمہ: ”حضور ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور باجوں کو حلال سمجھیں گے۔“

### موسیقی کے متعلق صحیح بخاری کی حدیث کا تجزیہ:

عربی کے لفظ ”معازف“ کے بارے میں علمائے لغت کا اتفاق ہے کہ اس کے معنی باجے اور گانے بجانے کے آلات اور آلات موسیقی کے ساتھ گانا بجانا ہے۔ امام قرطبی لکھتے ہیں کہ عربی ماہر لغت الجوهری کے مطابق ”معازف“ سے مراد آلات موسیقی ہے۔ ”العازف“ گانے والے یا والی کی طرف اشارہ کرتا ہے جبکہ ”عزف“ سے مراد آلہ موسیقی کی آواز ہے۔ آلات موسیقی کی مثالوں میں وائیلن، ڈھول، طبلہ، گٹار، بانسری، ہارمونیم، سارنگی، ستار، پیٹھ پاجہ، کمپیوٹر سے پیدا ہونے والی آلات موسیقی کی آوازیں وغیرہ شامل ہیں۔

مذکورہ بالا حدیث کے الفاظ پر غور کرنے سے موسیقی کا حرام ہونا درج ذیل وجوہات کی بنا پر ثابت ہوتا ہے:

1- يَسْتَحِلُّونَ (یعنی حلال قرار دیں گے) اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ موسیقی درحقیقت حرام ہے اور کچھ لوگ اسے حلال قرار دیں گے۔

2- موسیقی اگر حرام نہ ہوتی تو اسے شراب اور زنا کے ساتھ بیان نہ کیا جاتا۔

3- جب ہم حدیث میں بیان کی گئی ان چاروں چیزوں پر غور کریں تو ہم دیکھیں گے کہ یہ نہ صرف

حرام ہیں بلکہ قبیح اعمال ہیں جن کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور جو شیطان کے کام (وَجَسَّ مِنْ غَمَلِ الشَّيْطَانِ) ہے۔

چنانچہ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ کوئی چھوٹے گناہ نہیں۔ آخر حدیث میں ان چاروں اعمال (زنا، ریشم، شراب اور آلات موسیقی) کو ایک ساتھ بیان کرنے سے کیا نتیجہ نکالا جاسکتا ہے؟ اس سے کم سے کم یہ نتیجہ ضرور نکلتا ہے کہ موسیقی کا سننا کوئی چھوٹا گناہ نہیں بلکہ ایک بڑا گناہ ہے۔

4- عربی لفظ ”يُسْتَحْلُوْنَ“ کے معنی ہیں ”حلال قرار دیں گے“ اور یہ الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ موسیقی درحقیقت حرام ہے اور کچھ لوگ نہ صرف اس نگاہ کا ارتکاب کریں گے بلکہ اسے حلال بھی قرار دیں گے۔ یہ مذہب سے بغاوت کی بدترین صورت ہے۔

5- اگر کوئی یہ دعوئی کرے کہ موسیقی صرف تب حرام ہے جب اس کے ساتھ شراب، زنا اور ریشم بھی شامل ہوں تو یہ ایک باطل دعوئی ہے کیونکہ اگر یہ دعوئی سچا ہو تو یہ استثناء (Exception) آخر موسیقی کے لیے ہی کیوں؟ اس دعوے کا انطباق شراب، زنا اور ریشم پر بھی ہو سکتا ہے۔ پھر تو کوئی شخص یہ دعوئی بھی کر سکتا ہے کہ شراب خوری یا زنا کاری حلال ہیں سوائے اسکے کہ یہ کام موسیقی وغیرہ کے ساتھ کیے جائیں۔

## حدیث نمبر 2:

يَسْرَبْنَ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِي الْحَمَرُ يَسْمُونَهَا بَغَيْرِ اسْمِهَا يُعْرِفُ عَلِي  
رُؤُسِهِمْ بِالْمَعَازِفِ وَالْمَغْنِيَّاتِ يَخْسِفُ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ وَيَجْعَلُ  
مِنْهُمْ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ - (سنن ابن ماجہ)

ترجمہ: عنقریب میری امت کے کچھ لوگ شراب پیئیں گے اور اس کا نام بدل دیں گے۔ ان کے سروں پر مایچ لگانے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے بعض کو خنزیر اور بندر بنا دے گا۔

(یہ صحیح روایت ہے اور تینٹی اور ابن عساکر نے بھی روایت کی ہے علامہ ابن قیم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ عصر حاضر کے محدث شیخ ناصر الدین البانی نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کم از کم تیرہ صحابہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی احادیث روایت کی ہیں جن میں آلات موسیقی اور گانے والوں کی کثرت کو اللہ کے عذاب کے نزول کی وجہ بتایا گیا ہے۔

علامہ ابن القیمؒ اس بارے میں اپنی کتاب ’اغاثۃ اللہفان‘ میں لکھتے ہیں:

وَقَدْ تَطَاهَرَتِ الْأَخْبَارُ بِوُقُوعِ الْمَسْحِ فِيهِذِهِ الْأُمَّةِ وَهُوَ مُقْبِلٌ فِي أَكْثَرِ الْأَحَادِيثِ بِأَصْحَابِ الْغِنَاءِ وَشَارِبِي الْخَمْرِ (اغاثۃ اللہفان من مصائد الشیطان، علامہ ابن القیم، دار البیان 1993ء)

ترجمہ: ”احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ بات بکثرت آئی ہے کہ اس امت میں چرے بگڑنے (مسخ) کا عذاب واقع ہوگا اور اکثر حدیثوں میں یہ عذاب گانے بجانے میں منہمک ہونے اور شراب پینے والوں کے ساتھ مقید ہے۔“

### حدیث نمبر 3:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ الْخَمْرَ وَالْمَيْسِرَ وَالْكُوبَةَ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

(رواہ مسند احمد و ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بلاشبہ اللہ نے شراب جوئے اور طبل کو حرام کیا ہے۔ نیز ہر نشاء و ریجز حرام ہے۔“

### حدیث نمبر 4:

إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى أُمَّتِي الْخَمْرَ وَالْمَيْسِرَ وَالْمُزَرَ وَالْكُوبَةَ وَالْقَيْنَ وَزَادَنِي صَلَوةَ الْوُتْرِ (مسند احمد)

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری امت پر شراب، جوئے، طبل اور بانسری کو حرام کیا ہے اور اس نے مجھے اس کے بدلے وتر کی نماز سے نوازا ہے۔“

(اس حدیث کو امام بیہقی نے صحیح قرار دیا ہے۔ مزید برآں، شیخ ناصر الدین البانی نے السلسلہ الصحیحہ (حدیث نمبر 1708) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

#### حدیث نمبر 5:

صَوْتَانِ مَلْعُونَانِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِزْمَارٌ عِنْدَ نِعْمَةٍ وَرَنَةٌ عِنْدَ مُصِيبَةٍ  
(رواہ ہزارو البیہقی)

حضرت عائشہؓ اور انسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: دو قسم کی آوازیں ایسی ہیں جن پر دنیا اور آخرت دونوں میں لعنت کی گئی ہے۔ ایک تو خوشی کے موقع پر گانے باجے کی آواز، دوسرے مصیبت کے وقت آہ بکا اور نوحہ کی آواز۔ (رواہ ہزارو البیہقی)

(اس حدیث کو علامہ سیوطی نے جامع الصغیر میں روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

#### حدیث نمبر 6:

إِنِّي لَم أَهْ عَنِ الْبُكَاءِ، وَلَكِنْ نَهَيْتُ عَنْ صَوْتَيْنِ أَحْمَقَيْنِ فَاجْرَيْنِ:  
صَوْتٍ عِنْدَ نِعْمَةٍ لَهْوٍ وَلَعِبٍ، وَمِزْمَارٍ شَيْطَانٍ، وَصَوْتٍ عِنْدَ مُصِيبَةٍ  
لَطْمٍ وَجُوهٍ وَشَقٍّ جُيُوبٍ، وَهَذِهِ رَحْمَةٌ، وَمَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يَرْحَمُ

(مسند رک الحاکم)

حضور ﷺ نے فرمایا ”بے شک میں نے رونے سے منع نہیں کیا، بلکہ میں دو آوازیں منع کرتا ہوں جو کہ حماقت اور گناہ کی آوازیں ہیں۔ ایک آلات موسیقی کے ساتھ گانے کی آواز اور دوسرے مصیبت کے وقت نوحہ کرنے کی آواز، جس کے ساتھ چہرہ پیٹنا اور کپڑے پھاڑنا شامل ہو۔ لیکن یہ میرا آنسو بہانا رحم کی وجہ سے ہے (اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر) اور جو رحم نہیں کھاتا، اُس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔

(مسند رک الحاکم۔ اس حدیث کو شیخ ناصر الدین البانی نے ”حسن“ قرار دیا ہے۔)

### حدیث نمبر 7:

مَنْ قَعَدَ إِلَى قَيْنَةٍ يَسْمَعُ مِنْهَا صَبَّ اللَّهُ فِي أُذُنِهِ الْأَذْيَكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(جامع الصغير للسيوطی)

”جو شخص کسی مغنیہ باندی کا گانا سنے، قیامت کے دن اسکے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائیگا۔“

(اسی طرح کی روایت قاضی ابوبکر ابن العربی نے احکام القرآن میں روایت کی ہے۔ نیز اس حدیث کو ابن عساکر نے اپنی ”تاریخ“ میں بھی بیان کیا ہے۔)

### حدیث نمبر 8:

بُعِثْتُ بِكُسْبِ الْمَزَامِيرِ (کنز العمال)

حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں آلات موسیقی توڑنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

(اس حدیث کو روایت کر کے شیخ علی متقی ہندی صاحب کنز اعمال لکھتے ہیں: سَنَدُهُ ضَعِيفٌ)

### حدیث نمبر 9:

عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ سَمِعَ صَوْتَ زَمَارَةٍ رَاحَ فَوَضَعَ

أُصْبُعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ وَعَدَلَ رَاحِلَتَهُ عَنِ الطَّرِيقِ وَهُوَ يَقُولُ يَا نَافِعُ اتَّسَمِعُ

فَأَقُولُ نَعَمْ فَيَمْضِي حَتَّى قُلْتُ لَا فَوَضَعَ يَدَيْهِ وَأَعَادَ رَاحِلَتَهُ إِلَى

الطَّرِيقِ وَقَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ صَوْتَ

زَمَارَةٍ رَاحَ فَضَنَّ مِثْلَ هَذَا (سنن ابو داؤد، مسند احمد)

حضرت نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ

ایک چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنی سواری کو راستے سے موڑ لیا۔ پھر کہنے لگے: ”نافع! آواز آرہی ہے؟“ میں نے عرض کیا ”جی“ آپ چلتے رہے حتیٰ کہ میں نے عرض کیا کہ ”اب آواز نہیں آرہی“ تو آپ نے اپنے کانوں پر سے انگلیاں ہٹائیں اور اسی راستے پر آگئے۔ پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے چرواہے کی بانسری کی آواز سنا کر ایسا ہی کیا تھا۔

(اس حدیث کو ابن حجر عسقلانی نے صحیح قرار دیا ہے۔ نیز علامہ ابن ماصر جو علامہ ابن جوزی کے استاد تھے اس حدیث کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ یہی رائے علامہ سیوطی اور مولانا خلیل احمد سہارنپوری کی ہے۔ بحوالہ محمد عبدالمعز صاحب)

#### حدیث نمبر 10:

عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ خُسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَتَى ذَلِكَ؟ قَالَ إِذَا ظَهَرَتِ الْقِيَانُ وَالْمَعَارِفُ وَشَرِبَتِ الْخُمُورُ (رواه الترمذی)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس امت میں بھی زمین میں دھنسنے، صورتیں مسخ ہونے اور پتھروں کی بارش کے واقعات ہوں گے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے پوچھا: ”یا رسول اللہ ﷺ! ایسا کب ہوگا؟“ حضور ﷺ نے فرمایا: ”جب گانے والی عورتیں اور باجوں کا رواج عام ہو جائے گا اور کثرت سے شرابیں پی جائیں گی۔“

اسی طرح اور بھی بی شمار احادیث نبوی ﷺ موسیقی کے حرام ہونے کے بارے میں وارد ہوئی

### حضور ﷺ کی زندگی سے ایک واقعہ:

ابن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں اور ابن اسحاق، یزید بن ابیہاشیب، ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے سنا کہ میں جاہلیت کی رسوم پر اور موسیقی کی طرف کبھی بھی متوجہ نہیں ہوا، سوائے دو راتوں کے اور ان دو راتوں میں اللہ نے مجھے گناہ سے محفوظ رکھا۔ ایک بار میں رات کو عرب کے عام نوجوانوں کی طرف بیٹھا ساتھیوں سے باتیں کر رہا تھا تو مجھے ایک گھر سے گانے بجانے کی آواز آئی۔ میں نے پوچھا ”یہ کیا سلسلہ ہے؟“ کہنے لگے ”فلاں کے ہاں شادی ہوئی ہے۔“ اللہ نے میرے کانوں کو تھپتھپایا اور میں موسیقی کی آواز سے غافل ہو گیا یہاں تک کہ مجھے نیند آ گئی اور میں سو گیا اور ایسا سویا کہ اگلے دن سورج کی آمد پر اس کی شعاؤں نے مجھے بیدار کیا۔ دوسری بار پھر میں اس طرف آ گیا تو مجھے پھر وہی آ کر وہی موسیقی اور گانے بجانے کی آواز سنی جیسی کہ گزشتہ رات سنی تھی۔ اب کی بار پھر مجھے نیند نے آیا۔ بخدا! میں نے کوئی بھی برا کام نہیں کیا یہاں تک کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز کیا۔

(المصنف اکبری للسیوطی)

(ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند متصل اور تمام راوی معتبر ہیں۔ نیز حاکم اور الذہبی نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔)

اس واقعے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ گانا بجانا ایک بڑا کام ہے کیونکہ حضور ﷺ نے یہاں اسے برے کاموں میں شمار کیا ہے۔

اگلے باب میں موسیقی کے نقصانات کا سائنسی تحقیقات کی روشنی میں تجزیہ کیا جائے گا۔

## باب دوم

# موسیقی کے انسانی جسم پر اثرات کے متعلق سائنسی تحقیقات

موسیقی میں ساز و آواز کا ایک حسین امتزاج ہوتا ہے۔ موسیقی میں نہ صرف عام آواز کی خصوصیات ہوتی ہیں بلکہ اس میں ایک مزید عنصر ”موزونیت“ (Rhythm) کا بھی پایا جاتا ہے یعنی ایسی حرکت یا تبدیلی جس میں مختلف آوازیں باقاعدگی سے دہرائی جائیں۔ یہ چیز موسیقی میں نپے تلے وقت (Time-Dependent) کے ساتھ ہوتی ہے۔ ایسی چیزوں کے جسم انسانی پر مرتب ہونے والے اثرات کو آلات کی مدد سے ناپا جاسکتا ہے۔ جب موسیقی کے ساتھ گانے والے کی دلیفریب آواز بھی شامل ہوئے تو موسیقی کے اثرات سننے والوں پر دوچند ہو جاتے ہیں۔ چونکہ لوگوں کی اکثریت سننے کی کیفیت (Listening Experience) کو شعوری طور پر کوئی اہمیت نہیں دیتی اس لیے وہ اس کے اثرات سے بے خبر ہوتے ہیں۔

بے شمار سائنسی تجربات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ موسیقی اور گانے بجانے کے اثرات ہمارے جسم اور ذہن دونوں پر مرتب ہوتے ہیں۔ موسیقی سے انسانی جسم کے متاثر ہونے کی ایک جہ ہمارے جسم کی اپنی موزونیت (Body Rhythms) بھی ہو سکتی ہے۔ انسانی دل ایک منٹ میں 70 سے 80 مرتبہ دھڑکتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اکثر مغربی میوزک کی رفتار (Tempo) بھی یہی ہوتی ہے۔ موسیقار راجر سیشنز (Roger Sessions) کے مطابق موسیقی دراصل وقت کے دھارے میں آواز کی باضابطہ حرکت کا نام ہے۔ اسی تعریف کی مزید

تشریح کرتے ہوئے مغربی ماہر نفسیات اور موسیقار این روزن فیلڈ (Anne Rosenfeld) بیان کرتی ہے:

”موسیقی میں نظم و ضبط کا تصور بہت اہم ہے۔ موسیقی کبھی بھی بے ہنگم آوازوں کا نام نہیں ہے۔ موسیقی دراصل نہایت منظم آوازوں کا مرکب ہوتی ہے جنہیں اکثر اوقات سخت منطقی اصولوں کے تحت ترتیب دیا جاتا ہے۔“

پس موسیقی ایک قوت ہے جس کے اثرات اُس کے سننے والوں پر مرتب ہوتے ہیں۔ یہ ایک معصوم تفریح نہیں ہے۔ موسیقی دراصل نبی قلی اور منظم آوازوں پر مشتمل ہوتی ہے جیسا کہ ماہر نفسیات ڈاکٹر روزن فیلڈ نے بیان کیا ہے۔ موسیقی سننے کے ہمارے جسم اور کردار پر انتہائی دور رس اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن اور حدیث کی تعلیمات میں موسیقی اور گانے بجانے کے مسئلے پر خاص طور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس باب میں موسیقی کے انسانی جسم اور دماغ پر مرتب ہونے والے اثرات پر جدید سائنسی تحقیقات کے تناظر میں روشنی ڈالی جائے گی۔

### موسیقی اور جذبات کا تعلق سائنس کی روشنی میں:

ماضی میں سائنسدان یہ سمجھتے تھے کہ عقل (Reason) اور جذبات (Emotions) کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔ تاہم یہ نقطہ نظر اب بدل رہا ہے۔ ماہر نفسیات جے ٹی کاسیوپو (J.T. Cacioppo) اور ڈبلیو ایل گارڈنر (W.L. Gardner) کے مطابق اب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہمارے جذبات ہماری سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کے مقابلے میں کہیں زیادہ تیز رفتار ہوتے ہیں اور اپنی تیزی کی وجہ سے وہ دماغ کی پرکھنے کی صلاحیت کو اغواء کرنے کی طاقت رکھتے ہیں جسے "Emotional Hijack" کہا جاسکتا ہے۔

(Cacioppo, J.T. & Gardner, W.L. (1999) "Emotion" Annual Review of Psychology Vol 50 PP 191-214)

انٹونیو ڈیماسیو (Dr. Antonio Damasio) جو کہ یونیورسٹی آف آئیوا (University of Iowa) امریکہ میں نیورالوجی ڈپارٹمنٹ کا انچارج ہے اور انسانی دماغ پر تحقیق کے میدان میں ایک گراں قدر نام ہے نے حال ہی میں نفسیات کے روایتی نظریے کو اپنی کتاب "Descartes Error: Emotion, Reason and the Human Brain" میں چیلنج کیا ہے کہ علم نفسیات کا عقل کو جذبات سے علیحدہ رکھنا غلط ہے کیونکہ جذبات دراصل انسان کے عقل سے کیے گئے فیصلوں میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ ان کے مطابق عقل سے کیے گئے فیصلے صرف منطقی سوچ کا نتیجہ نہیں ہوتے بلکہ ان پر انسانی جذبات کی بھی گہری چھاپ ہوتی ہے۔

(Damasio, Antonio (1994), Descartes' Error: Emotion, Reason and the Human Brain. New York, Quill Publishers)

بعض سائنسی تحقیقات سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ موسیقی سننے ہوئے لوگوں پر جذباتی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ مثلاً مغربی محقق اے پائیک (A. Pike) کی موسیقی سننے کے تجربے پر کی گئی تحقیق جو "Journal of Research in Music Education" کے 1992ء کے شمارے میں چھپی جو کہ بہت سے لوگوں پر کی گئی تھی جنہوں نے مختلف قسم کی موسیقی اور گانے سنے۔ اس تحقیق کے نتائج سے یہ پتہ چلا کہ 96 فیصد سامعین کو لذت کا احساس ہوا، 83 فیصد موسیقی کے ساتھ وحدت کا احساس ہوا، 72 فیصد کو اپنے مزاج (Mood) میں تبدیلی محسوس ہوئی اور 65 فیصد کو جسم میں حرکت کا احساس ہوا۔ اس ریسرچ نے اس بات کا ثبوت فراہم کیا کہ موسیقی سامعین کے جذبات پر اثر انداز ہوتی ہے۔

(Journal of Research in Music Education Vol 20 PP 262-267)

سائنسدانوں نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ موسیقی کا اثر انسان کے کردار و عمل پر ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً 1991ء میں دو مختلف تحقیقات یونیورسٹی آف کیل (University of Keele) برطانیہ کے جان اے سلوبوڈا (Johm A. Sloboda) اور کینیڈا کے سائنسدان گیبریلسن (Gabrielsson) نے اپنی تجربہ گاہوں میں کیں۔ ان تجربات میں یہ ثابت کیا گیا

کہ موسیقی کی کئی اقسام کو سُن کر لوگ رونے لگ جاتے ہیں۔

Gabrielsson, A (1991) Canadian Journal of Research in Music Education, Vol 20 (Sloboda, John A Psychology of Music Vol 19 pp 110-120)

علاوہ ازیں چہرے کے پٹھوں پر بجلی کے الیٹروڈ لگا کر (Facial Electromyography) "EMG" سے سائنسدانوں نے یہ بھی ثابت کیا کہ موسیقی سنتے ہوئے لوگوں کے چہرے کے تاثرات بدل جاتے ہیں جبکہ انہیں اس بات کا احساس تک نہیں ہوتا۔

اسی طرح تین مغربی محققین مائیکلیسیک (Nyklicek)، تھیمر (Theyer) اور وین ڈورن (Van Doornen) نے ایک تحقیق میں جو "Journal Of psychophysiology" کے 1997ء کے شمارے میں چھپی، اس بات کا ثبوت فراہم کیا کہ موسیقی سننے والوں پر موسیقی کی مختلف اقسام (مثلاً خوشی، غم، غصہ یا آرام بخشنے والا میوزک) کے مطابق دل اور سانس پر اثرات (Cardio-respiratory effects) مرتب ہوتے ہیں مثلاً دل کی دھڑکن کا تیز یا آہستہ ہونا، سانس کی رفتار کا تیز یا آہستہ ہونا، نبض کی رفتار بدلنا وغیرہ۔

(Nyklicek, I., Thayer, J.F. & van Doornen, L.J.P. (1997). Journal of Psychophysiology 11: 304-321)

جسم انسانی پر موسیقی کے اثرات پر بحث کرتے ہوئے امریکی کی پنسلوینیا سٹیٹ یونیورسٹی (Pennsylvania State University) کی ماہر نفسیات جولین تھیمر (Julian Thyer) کے مطابق مختلف آوازوں کی آمیزش کی وجہ سے موسیقی میں فطرتاً اثر انداز ہونے کی خاصیت ہوتی ہے۔

(Rosenfeld, Anne H. (Dec. 1985) "Music, The Beautiful Disturber" Psychology Today)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ موسیقی اور انسانی جذبات میں گہرا تعلق ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ موسیقی دماغ کے کسی حصے (Limbic Region) پر اثر انداز ہوتی ہے جو ہمارے جذبات کو کنٹرول کرتا ہے۔

### موسیقی کے انسانی جسم پر بائیولوجیکل اثرات:

بعض تحقیقات میں جسم انسانی میں موسیقی سے پیدا ہونے والی ایک خاص رد عمل کی کیفیت پر روشنی ڈالی گئی ہے جس کو "Thrill" کہتے ہیں یعنی کسی شدید خوشی یا جذباتی حالت کی وجہ سے جسم میں ہيجان کی لہریاں "جھرجھری" پیدا ہونا۔ موسیقی سے جسم میں اس طرح کا رد عمل پیدا ہونا ایک عام بات ہے جو تحقیقات سے پتہ چلا ہے۔ اس طرح کی ایک سائنسی ریسرچ امریکی ریاست کیلیفورنیا کی سٹینفورڈ یونیورسٹی (Stanford University) کے سائنسدان ڈاکٹر آدرا م گولڈسٹائن (Dr. Avram Goldstein) نے کیا۔ چونکہ موسیقی ہمارے جذبات پر اثر انداز ہوتی ہے، اس لیے ڈاکٹر آدرا م نے انسانی جسم میں پیدا ہونے والی جھرجھری یا ہيجان کی لہریاں جو انسان کی کمر سے پورے جسم میں پھیل جاتی ہے (Spine-tingling chill) یا جذبات کے جوش سے دم رکنا (Lump in the throat) وغیرہ پر تحقیق کی کہ آیا یہ کیفیات اپنے سامعین میں موسیقی پیدا کر سکتی ہے یا نہیں؟ ڈاکٹر آدرا م نے یہ دریافت کیا کہ اس تحقیق میں شامل سامعین میں سے 69 فیصد رضا کاروں نے رپورٹ کی کہ انہیں موسیقی کی وجہ سے جسم میں Thrills محسوس ہوئیں جبکہ صرف 36 فیصد نے ورزش کی وجہ سے 57 فیصد نے کوئی سوال حل کرنے کی خوشی میں یا 70 فیصد نے جنسی عمل کی وجہ سے Thrills کو جسم میں محسوس کیا۔ مزید برآں رضا کاروں پر کسی ماول یا خوبصورت تصویر کے نظارے کے مقابلے میں موسیقی جسم کو بیدار کرنے (Physical Arousal) میں کئی گنا زیادہ کارگر ثابت ہوئی۔

(Goldstien, Avram (1980) "Thrills in Response to Music and Other Stimuli" Physiological Psychology vol 8 pp 126-129)

علامہ اقبالؒ نے موسیقی کی اسی صفت کے متعلق فرمایا تھا:

چشم آدم سے چھپاتے ہیں مقامات بلند  
کرتے ہیں روح کو خوابیدہ جسم کو بیدار

پس اس تحقیق میں شامل 250 رضا کاروں میں سے سب سے زیادہ "Thrills" موسیقی

سننے والے رضا کاروں نے محسوس کیں۔ "Thrill" دراصل جسم میں ہيجان یا ٹھنڈک کی لہر یا جھرجھری کا احساس ہونا ہے جو گردن کے پیچھے سے شروع ہوتا ہے اور چہرے اور سر کے اوپر کے حصے تک جاتا ہے اور ساتھ ہی جسم کے باقی حصوں میں پھیل جاتا ہے۔ ڈاکٹر آدرام کے مطابق موسیقی سے پیدا ہونے والی "Thrills" میں مردوں اور عورتوں میں کوئی فرق نہیں پایا گیا۔

Table: " Different types of stimuli that give us" Thrills"

| Item                                    | % of People who experienced thrills |
|-----------------------------------------|-------------------------------------|
| Musical Passages                        | 96                                  |
| Scene in a movie, Play, Battet or Book  | 92                                  |
| Great beauty in nature or art           | 87                                  |
| Physical contact with another person    | 78                                  |
| Climactic moments in opera              | 72                                  |
| Sexual activity                         | 70                                  |
| Sudden insight of solution to a problem | 57                                  |
| Particular moments at a sports event    | 52                                  |
| Particular fragrances                   | 39                                  |
| Physical exercise                       | 36                                  |

Summarized from: " Thrills in Response to Music and other stimuli"

Physiological Psychology. (1980) Vol 8 No 1 pp 126-129

ای ای جی یعنی "Electroencephalography" ایک میڈیکل تکنیک ہے جس کے ذریعے دماغ کی برقی حرکت (Electrical Actioity) کو ناپا جاتا ہے۔ موسیقی کے انسانی

دماغ پر اثرات کا اندازہ لگانے کے لیے سائنسدانوں نے EEG کی تکنیک استعمال کرتے ہوئے الیکٹروڈ موسیقی سننے والوں کے سروں پر لگائے اس طرح کی ایک تحقیق میں دو مغربی سائنسدان شمٹ (Schmidt) اور ٹرینر (Trainor) نے یہ مشاہدہ کیا کہ موسیقی سننے کے دوران انسانی دماغ کے مختلف حصے متحرک ہو جاتے ہیں، جس کی ایک ممکنہ وجہ ان حصوں میں خون کے بہاؤ میں تبدیلی ہوتی ہے۔ انہوں نے یہ بھی نوٹ کیا کہ خوشی کے اظہار والی موسیقی اور گانوں کے سننے سے دماغ کے بائیں حصے (Left Brain) میں نسبتاً زیادہ حرکت نظر آتی ہے جبکہ خوف اور غم کے اظہار والی موسیقی کا زیادہ اثر دائیں دماغ پر مرتب ہوتا ہے۔

(Schmidt, L. & Traitor, L (2001) Music and Emotion: Theory and Research, New York, Oxford Univ. Press)

جب گانے کے ساتھ موسیقی کے آلات بھی شامل ہوں تو گانوں کے بول اتنے طاقتور بن جاتے ہیں کہ سامعین کے جذبات کے ساتھ کھیلنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ ایک تحقیق جو "Journal of Applied Social Psychology" کے 1972ء کے شمارے میں چھپی، دو محققین گیلیزیو (Galizio) اور ہینڈریک (Hendrick) نے تجربات سے یہ ثابت کیا کہ گانا بجانا سننے والوں پر گانے کے بول اس صورت میں زیادہ ترغیب دینے والے اور گانے کا پیغام اس وقت زیادہ دل میں گھر کرنے والا ہوتا ہے جب گانے کے ساتھ گٹار (Guitar) کا استعمال بھی ہو بہ نسبت اس صورت میں جب گانے کے ساتھ کوئی آلہ موسیقی شامل نہ ہو۔

(Galizio, M. & Hendrik, C, (1972) "Effect of Musical accompaniment on attitude: The Guitar as a Prop for Persuasion. Journal of Applied Social Psychology vol 2 pp 350-359)

ان تحقیقات کا ماحصل یہ ہے کہ جب گانے کے ساتھ موسیقی بھی شامل ہو تو سامعین کو گناہ اور فحاشی پر ابھانے کی طاقت گانے میں کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔

### موسیقی کے انسانی ذہن پر حیاتیاتی (Biological) اثرات:

موسیقی بڑی حد تک منشیات کی طرح کام کرتی ہے کیونکہ موسیقی انسان کو اپنے ارد گرد کے ماحول سے بے خبر کر دیتی ہے۔ وہ ذہن کو ایف فریب حالت میں پہنچا دیتی ہے۔ سائنس کے میدان میں اس بات کے لیے کافی شواہد موجود ہیں کہ موسیقی کی کئی اقسام ذہن پر منفی اثرات مرتب کرتی ہیں جس سے سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت کمزور ہو جاتی ہے۔ مثلاً Insight میگزین کے مطابق دو مختلف یونیورسٹیوں میں کی گئی تحقیقات میں یہ دریافت ہوا کہ جب راک میوزک (Rock Music) لگایا گیا تو چوہوں کے لیے بھول بھلیوں میں اپنا راستہ معلوم کرنا عام حالات مقابلے میں کئی گنا زیادہ مشکل ہو گیا۔

(Insight Magazine, April 27, 1987 pg 57)

دوسرے الفاظ میں چوہوں کی سیکھنے کی صلاحیتیں موسیقی کے زیر اثر کمزور پڑ گئیں۔

انسانی ذہن ایک ایسا عضو ہے جو غور و فکر، تقریر اور جذبات کا ذمہ دار ہے۔ یہ جسم کا کنٹرول سینٹر ہے۔ انسان کے سامنے کے دماغ کے اندر گہرائی میں ایک حصہ ہوتا ہے جو "Limbic System" کہلاتا ہے۔ اس میں ایملڈیلا (Amygdala)، ہپو کمپس (Hippocampus) اور ہائپو تھیملس (Hypothalamus) جیسے حصے شامل ہوتے ہیں۔ لمبک سسٹم ہمارے جسم میں درج ذیل وظائف ادا کرتا ہے:

- 1- جذبات کو کنٹرول کرنا۔
- 2- جذباتی رد عمل۔
- 3- کیمیادی مادوں کے جسم میں اخراج کو کنٹرول کرنا۔
- 4- مزاج (Mood) کا کنٹرول۔
- 5- درد اور لذت کا محسوس کرنا۔
- 6- طویل المیعاد یادداشت (Long-term Memory)

جذبات و احساسات مثلاً غصہ، خوف، جوش، محبت، نفرت، خوشی اور غم کے احساسات

وغیرہ سب دماغ کے لمبک سینٹر میں پیدا ہوتے ہیں۔ اگر کسی حادثے یا بیماری کی وجہ سے دماغ کے اس حصے کو نقصان پہنچ جائے تو انسان کے جذبات کے اظہار کرنے کی صلاحیت بری طرح متاثر ہوتی ہے جس میں بے وجہ کارونا یا ہنسنا، آسانی سے غصے میں آ جانا، فکر و پریشانی، بہت زیادہ جنسی رجحان اور ڈپریشن وغیرہ شامل ہیں۔

Cayman, Charles B.M.D. (Medical Editor) (1989) Home Medical Encyclopedia (The American Medical Asso.) New York, Random House

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ موسیقی، نشیات اور جنسی خواہش کا آپس میں اتنا گہرا رابطہ ہے کہ یہ تینوں دماغ کے ایک ہی حصے کو متحرک (Stimulate) کرتے ہیں یعنی Limbic System جیسا کہ تصویر میں دکھایا گیا ہے۔ انسانوں میں نوجوانی کا دور شدید دباؤ (Stress) کا دور ہوتا ہے۔ نوجوان لڑکوں میں بالغ ہونے کے دور میں مردانہ ہارمون ٹیسٹوٹیرون (Testosterone) جسم میں عام حالات کے مقابلے میں 20 گنا زیادہ پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح لڑکیوں میں بلوغت کے وقت زمانہ ہارمونز (Progesterone) کی مقدار بہت بڑھ جاتی ہے۔ اس لئے بلوغت کے وقت دماغ کا لمبک سسٹم (Limbic System) جنسی ہارمونز کی کثرت کی وجہ سے متحرک ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بالخصوص نوجوان لڑکوں میں لڑائی جھگڑے کے واقعات بڑھ جاتے ہیں۔ جیسا کہ "Journal of Adolescent Health Care" کے 1981ء کے شمارے میں چھپنے والی تحقیق سے پتہ چلتا ہے جو دو مغربی عمرانی سائنسدان گیلر (Geller) اور گریڈانوس (Greydanus) نے کی۔

(Geller, B & Greydanus, D.E. (1981) "Aggression in adolescents: aspects of pathogenesis" Journal of adolescent Health Care. Vol 1 (pp 236-243)

تصویر-----

(تغویر میں یہ دکھایا گیا ہے کہ موسیقی دماغ کے اسی حصے کو متحرک کرتی ہے جس پر جنسی ہارمونز، شراب اور منشیات اثر انداز ہوتے ہیں۔)

نوجوان حضرات موسیقی سے لطف اندوز ہونا پسند کرتے ہیں کیونکہ یہ دماغ کے Limbic System کو متحرک کرتی ہے کیونکہ دماغ کے اسی حصے کو جنسی ہارمونز بھی متحرک کرتے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ میڈیکل جریدے "Postgraduate Medicine" (اپریل 1988ء) کی ایک تحقیق کے مطابق شراب بھی دماغ کے اسی حصے پر اثر انداز ہو کر اس میں تحریک پیدا کرتی ہے اور مزاج میں تھڑد اور جھگڑا لو پن (Aggression) پیدا کرتی ہے۔

(King, Paul MD (April 1988) Heavy Metal music and drug abuse in adolescents." Postgraduate Medicine Vol 83 pp 295-304)

اسی طرح کوکین اور کریک (Crack) جیسی منشیات بھی دماغ کے Limbic Area بالخصوص "Hypothalamus" پر اثر انداز ہو کر جسم میں بہت زیادہ تحریک، تشدد

پسندی، بھوک کا فقدان اور پریشانی (Nervousness) پیدا کرتی ہیں۔ اس لئے یہ بات حیرانگی کی نہیں جیسا کہ ڈاکٹر کوز (S.B. Guze) نے لکھا ہے کہ تشدد کے جرائم (Violent Crimes) کی شرح 15 سال سے 24 سال کی عمر کے لوگوں میں سب سے زیادہ ہوتی ہے۔  
(Guze S.B. (1976) Criminality and Psychiatric Disorders New York)

ایک تحقیق کے مطابق یونیورسٹی آف سین ڈی ایگو (University of San Diego) میں خودکشی کے 130 واقعات کا جب تجزیہ کیا گیا تو ان میں سے 66 فیصد کا بنیادی سبب شراب اور دیگر منشیات کا استعمال تھا۔

(Rich, C.L., Young, D., & Fowler, R.C. (1986). "San Diego suicide study. I. Young vs old subjects." Archives of General Psychiatry, 43(6): 577-582)

بچوں کے میڈیکل ڈاکٹر پال کنگ (Paul King) اس بارے میں لکھتے ہیں: ”موسیقی جو نوجوانوں سے جنسی بے راہ روی، تشدد اور خودکشی کے بارے میں گفتگو کرتی ہے وہ ایک بہت بڑی معاشرتی بیماری ہے۔“

(King Paul MD (April 1988) Postgraduate Medicine Vol. 83 pp 295-304)

مزید برآں ہپو کمپس (Hippo Campus) جو دماغ کے Limbic System کا ایک حصہ ہوتا ہے وہ طویل المیعاد یا داشت (Long-term Memory) کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ جب لوگ موسیقی سنتے ہیں جو ان کے دماغ کے Limbic Area پر اثر انداز ہوتی ہے تو جنسی بے راہ روی یا تشدد کے پیغامات جو گانوں میں بیان کیے جاتے ہیں وہ ان کی یا داشت اور کردار کا بقیہ زندگی کے لیے حصہ بن جاتے ہیں۔

جنسی خواہشات کو ابھارنے میں موسیقی اور گانے کا کردار:

مغربی سائنسدان چارلس ڈارون نے 1871ء میں طبع ہونے والی اپنی کتاب "The Descent of Man and Selection in Relation to Sex" میں یہ انکشاف کیا

تھا کہ جنسی خواہشات کو ابھارنے میں موسیقی کا کردار اس لیے اہم ہے کہ موسیقی کے ذریعے جنس مخالف کو اپنی طرف متوجہ کیا جاتا ہے۔ (چالس ڈارون، مطبوعہ لندن 1871ء)

یہ بات بیان کرنے کی حاجت نہیں کہ مشرق اور مغرب میں موسیقی اور گانے بجانے کا مرکزی موضوع عام طور پر جنس مخالف اور عشق بازی ہوتا ہے۔ دنیا کے اکثر رقص (Dances) اپنے اندر جنسی عنصر رکھتے ہیں۔ دنیا کے کئی قدیم جاہلی معاشروں (Pre-literate Cultures) میں موسیقی اور رقص کا زندگی کے شریک سفر کے انتخاب سے گہرا تعلق ہوتا تھا۔ یہ چیز جانوروں میں کورٹ شپ (Courtship) کے دوران رقص سے مشابہہ ہے۔ مثلاً مور (Peacock) مادہ مورنی (Peahen) کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے اپنے خوبصورت پر پھیلا کر مانتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ مور مانتے کے دوران آوازیں بھی نکالتا ہے (گویا کہ وہ گانا گارہا ہو)۔

(Loyau, A., Saint Jalme, M., and Cagniant, C. (2005-05-03) Behavioral

Ecology and Sociobiology 58 (6): 552-557)

موسیقی اور رقص کا عوام میں عام ہونا بلکہ لوگوں کو گانے بجانے سے نشے کی حد تک دلچسپی ہونا دراصل اس لیے ہوتی ہے کیونکہ یہ چیزیں ان لوگوں کے سفلی جذبات کو ابیل کرتی ہیں۔ یونانی فلسفی افلاطون (Plato) نے ایک مرتبہ کہا تھا: ”موسیقی کا ترنم اور سوز رقص کے ہمراہ دراصل انسانی روح کا وحشیانہ اظہار ہیں۔“

"Rhythm and melody, accompanied by dance are the barbarous expression of the soul."

(Alan Bloom (1987) The Closing of American Mind" New York.)

افلاطون نے اپنی کتاب "Republic" میں اس بات کا پُر زور اظہار کیا تھا کہ عوامی میوزک کو سختی سے سنسر کیا جائے۔ افلاطون نے اپنی کتاب میں اس خدشے کا اظہار کیا تھا کہ ملک کے شہری بڑے گانوں اور موسیقی کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں گے، ان کے اخلاق تباہ ہو جائیں گے اور وہ بڑے کاموں میں ملوث ہو جائیں گے۔ موسیقی کی روح کو اس سے بھی زیادہ بہتر الفاظ

میں مشہور ولی اللہ شیخ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا تھا:

الْعَنَاءُ رَقِیْقَةُ الزَّوْنِ یعنی ”گانا بجانا دراصل زنا کا ابتدائیہ ہوتا ہے۔“

(عوارف المعارف: شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ 1966ء بیروت)

علاوہ ازیں اس حقیقت سے بھی انکا مشکل ہے کہ نوجوان (Teenagers) پر عام لوگوں کی نسبت موسیقی زیادہ زہر آلود اثرات مرتب کرتی ہے۔ امریکہ کے بچوں کے دو ڈاکٹر الزبتھ براؤن اور ولیم ہینڈی کے مطابق جب لڑکے اور لڑکیاں بلوغت کی عمر کو پہنچتے ہیں تو وہ موسیقی اور گانوں کے مریجہ پیغامات سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ 1989ء میں امریکی میڈیکل جریدے "The Journal of American Medical Association" کے ایک تحقیقی مقالے میں وہ لکھتے ہیں:

”نوجوانوں کے لیے موسیقی کئی لحاظ سے اہم ہے۔ مثلاً نوجوانوں کے سوسائٹی کی اجتماعی زندگی میں شامل ہونے میں موسیقی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جیسے جیسے نوجوان خود مختار ہوتے ہیں وہ زندگی کے شہوانی پہلوؤں (Sexual Life styles) کے متعلق معلومات کے حصول کے لیے موسیقی اور گانوں کا رخ کرتے ہیں اور یہ ایسے معاملات ہوتے ہیں جن پر گھر اور اسکول دونوں جگہوں پر ممانعت ہوتی ہے۔“

(Brown, E.F. & Hendee, W.R. (1989). "Adolescents and their music.

Insights into the health of adolescents." The Journal of the American Medical Association 262: 1659-1663)

1971ء میں چھپنے والی ایک تحقیق میں عمرانی سائنسدان ڈاکٹر آرکول (R. Cole) نے یہ

رپورٹ کیا کہ 1960ء کی دہائی کے مشہور ترین گانوں (Top Songs) میں سے تین چوتھائی (75%) کا مرکزی موضوع عشق اور جنسی بے راہ روی تھا۔

(Cole, R. (1971) "Top Songs in the sixties." in Kline, F.G. & Clarke, P.

(Eds.). Mass Communication and youth: Some cultural perspectives. (pp.

87-98) Beverly Hills, CA, Sage)

یہ رجحان بعد کے سالوں میں بدلائیں بلکہ بدستور وہی رہا۔ نیکیا لہ تحقیق جو 1986ء میں "Journal of Communication" میں چھپی محققین شرمین (Sherman) اور ڈامینیک (Dominick) نے یہ دریافت کیا کہ 1980ء اور 1990ء کی دہائیوں میں گانوں کے الفاظ اور پیغامات میں جنسی اور عشقیہ رجحان میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔

Sherman, B. & Dominick, J. (1986). "Violence and sex in music videos:

TV and rock 'n' roll." Journal of Communication 36(1): 79-93

اسی طرح دو محققین کرسٹنسن (Christenson) اور ڈی۔ بینڈٹس (De Benedittis) نے 1986ء میں چھپنے والی اپنی تحقیق میں یہ نوٹ کیا کہ عوام میں مقبول موسیقی کے اشعار میں واضح یا اشارتاتی اور عریانی کے پیغام موجود تھے۔ ان تحقیقات سے یہ سمجھ آ سکتا ہے کہ ایسی موسیقی سننے کے سامعین پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

### انسانی جسم اور خود فریبی (Self-Delusion)

اینڈورفنز (Endorphins) ایسے کیمیائی مادے ہوتے ہیں جو درد کی شدت کو کم کرنے کی خاطر شدید پریشانی یا حادثے کی صورت میں ہمارا جسم خون میں خارج کرتا ہے۔ یہ ایک فطری عمل ہے جو حادثے کی صورت میں ہمارے جسم میں وقوع پذیر ہوتا ہے لیکن جسم کو اس کی قیمت دینی پڑتی ہے اور وہ توجہ مرکوز کرنے میں کمی اور غفلت (Loss of Alertness) کی صورت میں ہوتی ہے۔ یہ چیز انسان کو خود فریبی کی حالت میں پہنچا دیتی ہے تاکہ اسے درد کا احساس نہ ہو۔ موسیقی، نفسیاتی میدان میں ٹھیک یہی کام کرتی ہے۔ دراصل انسانی دماغ کے لمبک سسٹم پر اینڈورفنز اثر انداز ہو کر درد کے احساس کو کم کرتے ہیں۔ چونکہ موسیقی جذبات کو متاثر کرتی ہے، اس لئے ممکن ہے کہ موسیقی کی وجہ سے جسم میں اینڈورفنز خارج ہوتے ہوں جو درد کی شدت کو کم کرتے ہوں، جس کی وجہ سے موسیقی سننے والے انسان لذت محسوس کرتا ہے۔ تاہم ہمیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ یہ عمل نہایت مختصر دورانیے (Short-term Effect) کا ہوتا ہے۔ صرف اس

وقت تک جب تک موسیقی چل رہی ہوتی ہے اس لئے انسان موسیقی کو بار بار سنتا ہے جس کے نتیجے میں اس کا موسیقی سے تعلق نشیات کی طرح کا ہو جاتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ لوگ اپنے اندر کی بے چینی کو دور کرنے کے لیے ایسے واسطے ڈھونڈتے ہیں جو نہایت سطحی ہوتے ہیں۔ یہ خوراک کی طرح ہوتے ہیں جو جسم کی بھوک کو صرف عارضی طور پر مٹاتی ہے۔ انسان کے روحانی وجود کی بھوک کا یہی حال ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ موسیقی تو پاک غذا بھی نہیں ہے۔ امریکی مفکر اور پروفیسر ایلن بلوم (Allen Bloom) کے الفاظ میں موسیقی روح کی کچر غذا "Junk Food for Soul" ہے جو کہ روح کی صحت کے لیے سخت مضر ہے۔

Bloom, Allen(1987) The Closing of the American Mind. NewYork

دیگر کچر غذاؤں کی طرح موسیقی سے شروع میں لذیذ محسوس ہوتی ہے لیکن حقیقت میں انسان پر برے اثرات مرتب کرتی ہے۔ موسیقی سننے کی وجہ سے انسانی دل کو روحانی بیماریوں کا روگ لگ جاتا ہے۔ علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق دل کی روحانی بیماریوں کی دو اقسام ہیں:

1- شہوات کی بیماریاں

2- شہوات کی بیماریاں

دل کو شہوات کی بیماری تب لگتی ہے جب ایمان کمزور پڑ جائے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب موسیقی سننے کی وجہ سے دل میں منافقت کا بیج بویا جاتا ہے اور اس کی آبیاری ہوتی ہے۔ انسان کو شہوات کی بیماریاں تب لاحق ہوتی ہیں جب دل سفلی خواہشات کے آگے ہتھیار پھینک دیتا ہے۔ موسیقی انسان کے اندر جنسی جذبات کو بھڑکا کر یہ کام بخوبی کر دیتی ہے۔ جب دل بیمار ہو جائے تو وہ قیامت والے دن اللہ کے غضاب کا مستحق قرار پائے گا۔ قیامت والے دن صرف وہی شخص کامیاب ہوگا جو روحانی بیماریوں سے پاک دل لے کر اللہ کے حضور حاضر ہوگا جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے:

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۝۹۸ إِلَّا مَن آتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۝۹۹

(سورہ الشعراء: 88, 89)

(اس دن مال کوئی فائدہ دیگا نہ اولاد، بجز اسکے کہ کوئی شخص قلب سلیم لیے ہوئے اللہ کے حضور حاضر ہو۔)

### انسانی دل کی دھڑکن اور موسیقی کی موزونیت (Rhythm):

(Rhythm) ایک ایسی طبعی قوت ہے جو فطرت نے بہت سے جسمانی افعال میں رکھی ہے دل کی دھڑکن، دوڑنا، سانس لینا وغیرہ اس لیے ہمارا جسم فوری طور پر کسی بھی بیرونی چیز سے متاثر ہوتا ہے جس میں موزونیت کا عنصر موجود ہو۔ مثلاً ڈھول کی آواز، روشنیوں کا سحرانگیز طریقے سے بار بار جلنا بجھنا (Hypnotic Effects Lighting) اس لیے یہ بات حیران کن نہیں کہ سب سے زیادہ آرام دہ موسیقی وہ ہوتی ہے جس میں ساز و آواز کی ضرب (Beat) ایک منٹ میں 70 سے 80 تک ہوتی ہے جو کہ دل کی دھڑکن کے فطری رفتار کے مطابق ہے۔ موسیقی کی مشہور قسم ”جاز“ (Jazz) کی سب سے اہم خصوصیت دھڑکن کی آواز (Pulsating Rhythm) ہے۔ ”جاز“ میں ڈھول کی ضرب بھی دل کی دھڑکن کی طرح ایک منٹ میں تقریباً 72 دفعہ ہوتی ہے۔

موسیقی کے اندر انسان کو اپنا تاثر کرنے کی خصوصیت ہوتی ہے۔ اپنا مزاج کی بنیادی خصوصیات تکرار (Repetition) ہوتی ہے اور یہی چیز موسیقی اور گانوں میں بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ زیادہ دیر تک ایسی تکرار کے زیر اثر رہنے کے اثرات سحرانگیز ہوتے ہیں۔ مثلاً طلبے کی تھاپ کو مسلسل سننے سے انسان کے شعور (Consciousness) کی حالت میں عارضی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے اور موسیقی سننے والے کا دماغ اپنا مزاج کی ایسی حالت میں پہنچ جاتا ہے جس میں وہ ہر پیغام کو بغیر رد و کد کے قبول کر لیتا ہے (Suggestive Hypnosis)۔ یہی اثرات کھنگھرو کی چھن چھن ہٹبوروے کی آس اور گھنٹی کی ٹن ٹن پیدا کرتے ہیں۔ ایسی اپنا مزاج کی حالت میں گانے کے پیغامات سننے والوں کے اذہان پر نقش ہو جاتے ہیں۔ مغربی نقاد فرینک ڈا پا (Frank

Zappa نے لائف (Life) میگزین میں لکھا تھا: ”آوازیں جن ذریعوں سے انسانوں پر اثر انداز ہوتی ہیں وہ بے شمار ہیں۔ آج کی موسیقی کی اونچی آوازیں اور تیز روشنیاں برین واشنگ کا بہترین ذریعہ ہیں۔“ (Life, June 28, 1968)

مغربی موسیقار لیونارڈ مائیر (Leonard Meyer) نے اپنی مشہور کتاب "Emotion and Meaning in Music" میں موسیقی کی اسی ہم آہنگی اور موزونیت کو بیان کیا ہے۔ مائیر کے مطابق موسیقی کو اس طرح ترتیب دیا جاتا ہے کہ کچھ راگ یا گانے کے مضامین چند تبدیلیوں کے ساتھ دیگر مضامین کے ہمراہ بار بار دہرائے جاتے ہیں۔ لیکن گانے کے اصل راگ اور بول گانے کے دوران بار بار واپس آتے ہیں جس سے گانا سننے والے کو ایک طرح کی مانوسیت اور آسودگی کا احساس ہوتا ہے۔ یہ چیز نہ صرف کلاسیکل موسیقی میں بلکہ لوک موسیقی اور پاپ میوزک میں بھی پائی جاتی ہے۔

### کانوں کے راستے دل کی زنگ آلودگی اور تباہی:

ہمارے کان سننے کے لیے اسی طرح مرکزی حیثیت رکھتے ہیں جس طرح ہماری آنکھیں دیکھنے کے لیے۔ برطانیہ میں نیو ساؤتھ ویلز (New South Wales) کے اسکول آف بیہیویرل سائنسز (School of Behavioral Sciences) کے سائنسدان راڈرک پاور (Dr. Roderick Power) نے اپنی تحقیقات میں یہ بتایا کہ انسانی جسم میں حواس خمسہ میں سے سب سے طاقتور سننے اور دیکھنے کے حواس ہوتے ہیں۔ اسکے مقابلے میں قوت ذائقہ (Sense of Taste) قوت لامسہ (Sense of Touch) اور قوت شامہ (Sense of Smell) کی حیثیت ذیلی قسم کی ہوتی ہے اور ان کا انحصار انسان کی قوت سماعت اور بصارت سے حاصل شدہ معلومات پر ہوتا ہے۔

(Power, Roderick (1981). "We believe what we see over other sensory input." BMB Vol.6 (Perception 10:29))

ہر قسم کی آوازیں ہم پر اپنا اثر ڈالتی ہیں اور یہ اثر اچھا بھی ہو سکتا ہے اور بُرا بھی۔ اسی وجہ

سے کانوں کے راستے بہت آسانی سے دل کی تباہی کا سامان مہیا کیا جاسکتا ہے۔ شیطان کو انسان کی اس کمزوری کا بخوبی علم ہے۔ اسی لیے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے شیطان کے متعلق فرمایا ہے:

وَاسْتَغْزِرْ مِنْ اسْتَطَعَتْ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ..... الخ (سورہ الاسراء: 64)  
تو (یعنی شیطان) انسانوں میں سے جس جس کو اپنی آواز سے پھسلا سکتا ہے پھسلا لے۔

شیطان اپنی آواز یعنی موسیقی اور گانے بجانے کے ذریعے انسانوں کو بہکا تا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے اسلام نے موسیقی کو شیطان کی اذان قرار دیا ہے۔ شیطان انسان کے دل کو کانوں کے راستے خراب کرتا ہے اور یہ بات اب جدید سائنسی تحقیقات سے ثابت ہو چکی ہے کہ انسانی دل صرف پس نہیں بلکہ عقل و سمجھ رکھنے والا ایک عضو ہے جیسا کہ میں نے اپنی تصنیف "The Intelligent Heart, The Pure Heart" میں ثابت کیا ہے۔

Gohar Mushtaq (2006) The Intelligent Heart, The pure Heart: An Insight into the Heart based on Quran, Sunnah and Modern Science London, Ta-Ha Publishers.

یہ صحیح ہے کہ کانوں کی حفاظت کرنا آنکھوں کی حفاظت سے بھی مشکل کام ہے۔ اسی لیے قرآن میں قوت سماعت کا ذکر، دیکھنے کی قوت کے ذکر سے پہلے کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ۖ (سورہ الاسراء: 36)  
ترجمہ: ”یقیناً آنکھ، کان اور دل، سب ہی سے باز پرس ہوتی ہے۔“

پیدائش کے وقت بچے کی سننے کی صلاحیت مکمل طور پر کام کر رہی ہوتی ہے جبکہ بچہ ایک خاص فاصلے سے زیادہ کی چیز نہیں پہچان سکتا۔ نومولود بچے کو اس چیز میں کئی ہفتے لگتے ہیں کہ وہ لوگوں کے چہرے پہچان سکے۔ اسی طرح قرآن میں ارشاد ہے:

وَاللَّهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۖ (سورہ النحل: 78)

ترجمہ: ”اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا اس حالت میں کہ تم کچھ نہ جانتے تھے۔ اس نے تمہیں کان دیئے، آنکھیں دیں اور سوچنے والے دل دیئے اس لیے کہ تم شکر گزار بنو۔“

قُلْ هُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿٢٣﴾ (سورہ الملک: 23)

ترجمہ: ان سے کہو اللہ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، تم کو سننے اور دیکھنے کی طاقتیں دیں اور سوچنے سمجھنے والے دل دیئے۔ مگر تم کم ہی شکر ادا کرتے ہو۔

ان آیات میں ہم دیکھتے ہیں کہ ”سننے“ کا ذکر دیکھنے کی صلاحیت سے پہلے ہوا ہے۔ یہ اس لئے بھی ہے کہ رحم مادر میں قوت سماعت پہلے نشوونما پاتی ہے اور پھر قوت بصارت۔ ایک حقیقت جسے جدید سائنس نے صرف اسی صدی میں دریافت کیا ہے جبکہ قرآن اس حقیقت کو 1400 سے بیان کر رہا ہے۔ اسی طرح یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ بچے اپنی نشوونما کے ابتدائی سالوں میں بہت عرصے تک صرف سنتے ہیں اور پھر بولنا شروع کرتے ہیں۔ مزید برآں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے صبح اور شام ایک دعا مانگا کرتے تھے جس میں قوت سماعت کا ذکر قوت بصارت سے پہلے فرمایا کرتے تھے۔

اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي بَهْدِي اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي سَمْعِي اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي بَصَرِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ (ثلاثاً)

سنن ابوداؤد (4/324) مسند احمد (5/42) سنن نسائی (عمل اليوم والليلة)  
یہ حدیث امام بخاری نے الادب المفرد میں بھی بیان کی ہے۔ شیخ عبدالحزیز بن باڑ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ (بحوالہ تھمہ الاخبار ص 26)

ترجمہ: ”اے اللہ مجھے تو جسم کی سلامتی عطا فرما۔ اے اللہ مجھے سننے کی سلامتی عطا فرما۔ اے اللہ مجھے دیکھنے کی صلاحیت کی سلامتی عطا فرما۔“

قوت سماعت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اس جس کو قرآن

میں عقل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے:

وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ ﴿٩٨﴾ (سورہ الملک: 10)  
ترجمہ: ”اور وہ کہیں گے کاش ہم سنتے یا سمجھتے تو آج اس بھڑکتی ہوئی آگ کے سزاواروں میں نہ شامل ہوتے۔“

اسی طرح دوسری جگہ قرآن میں سننے کی حس کا تعلق سمجھ کے ساتھ بیان ہوا ہے۔  
رَبَّنَا إِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا  
(سورہ آل عمران: 193)

ترجمہ: ”اے ہمارے رب! ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا جو ایمان کی طرف بلاتا تھا اور کہتا تھا کہ اپنے رب کو مانو ہم نے اس کی دعوت قبول کر لی۔“

اور انسانی قلب اور کانوں کا تعلق قرآن میں ان الفاظ میں بیان ہوا ہے:

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ﴿٣٧﴾  
(سورہ بقرہ: 37)  
ترجمہ: اس میں عبرت کا سبق ہے ہر اس شخص کے لیے جو دل رکھتا ہو یا بھونچہ سے بات کو سنے۔

اگر ہم غور کریں تو ہم دیکھیں گے کہ سننے کی حس چاروں سمتوں میں (Circular) کام کرتی ہے جبکہ آنکھیں صرف سامنے دیکھ سکتی ہیں (یعنی Linear) ہم ہر سمت سے آواز سن سکتے ہیں جبکہ ہم صرف وہی چیز دیکھ سکتے ہیں جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہو۔ اگر خدا کی مافرمائی کا کوئی کام ہمارے سامنے ہو رہا ہو تو ہم اپنی آنکھیں آسانی سے بند کر سکتے ہیں لیکن اپنے کانوں کو حفاظت کے لیے ہمیں جسمانی طور پر اس جگہ کو چھوڑنا پڑتا ہے۔

(Gohar Mushtaq (2006) The Intelligent Heart, The Pure Heart)

مزید برآں، انسان کی قوت سماعت اندھیرے اور روشنی میں دونوں جگہ کام کر سکتی ہے جبکہ انسان کی آنکھیں اندھیرے میں نہیں دیکھ سکتیں۔ مسلمان عرب ماہر نفسیات محمد عثمان نجاتی کی اپنی کتاب ”قرآن کریم اور علم انفس“ میں لکھتے ہیں کہ انسان کی قوت سماعت کو اس کی قوت

بصارت پر اس لیے بھی فوقیت حاصل ہے کہ سونے کے دوران بھی انسان کے کان جاگے رہتے ہیں جبکہ نیند میں جاتے ہی انسان کی آنکھیں دیکھنا بند کر دیتی ہیں۔ (محمد عثمان نجائی۔ قرآن کریم اور علم النفس 1999 ملتان) (اردو ترجمہ)

اوپنی آواز سے سویا ہوا آدمی جاگ اٹھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گھروں میں آگ لگ جانے سے باخبر کرنے کے لیے دھوئیں کی خبر دینے والے الارم (Smoke-Detectors) گھر میں آگ لگ جانے کی صورت میں انتہائی اونچی آواز میں الارم بجاتے ہیں اور تیز روشنی پیدا نہیں کرتے کیونکہ اگر گھر کے مکین سو رہے ہیں تو وہ روشنی سے نہیں بلکہ اونچی آواز سے جاگیں گے۔ قرآن میں اصحاب کہف کے قصے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ غار میں سونے والے نوجوانوں کے کانوں کو اللہ تعالیٰ نے ڈھانپ دیا تھا تا کہ ان کی نیند خراب نہ ہو۔

فَضَرَبْنَا عَلَىٰ اُذُنَيْهِمُ فِي الْكَهْفِ مِصْبِرًا ۝۹۹ [سورہ الکہف: 11]

ترجمہ: ”تو ہم نے اُسی غار میں ان کے کانوں کو تھپک کر ساہا سال کے لیے گہری نیند سلا دیا۔“

پس اس تمام بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کانوں کو گناہوں سے بچانا آنکھوں کے مقابلے میں زیادہ مشکل ہے۔ موسیقی ہمارے روحانی دل کو کانوں کے ذریعے تباہ کرتی ہے۔ یہ حقیقت کہ دل کی تباہی کا سب سے آسان راستہ کانوں کے ذریعے ہوتا ہے، جدید سائنسی تحقیقات سے بھی سمجھ میں آ سکتی ہے جن کے مطابق جسم میں کانوں تک جانے والی رگیں (Auditory Nerves) سب سے زیادہ غالب ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے کان بہت حساس ہوتے ہیں اور اس کے بہت سے سائنسی شواہد موجود ہیں۔ ہمارا دماغ دائیں اور بائیں حصوں (Right and Left Hemispheres) پر مشتمل ہوتا ہے جو مختلف فرائض انجام دیتے ہیں۔ نتیجتاً ہمارے دو کان موسیقی اور گانے بجانے کو جب سنتے ہیں تو آنے والی آوازیں یا انفارمیشن کو مختلف انداز میں پرکھتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہمارے دونوں کان گانا گانے والی یا گانے والے کی آواز کے سوز اور درد اور گانے کے حاصل اشعار کو علیحدہ علیحدہ پرکھتے ہیں۔ یہ چیز پہلی بار مغربی محقق جے جیکسن (J. Jackson) نے 1878ء میں دریافت کی جو میڈیکل جریدے (Brain)

(Journal) میں چھپی۔ بعد میں اس میدان میں دوہری سماعت (Dichotic Listening) کے تجربات کیے گئے۔ دوسری سماعت کی تحقیقات میں مختلف آوازیں (اس معاملے میں وہ آوازیں موسیقی اور گانے تھے) دونوں کانوں کو علیحدہ علیحدہ ہیڈ فونز کے ذریعے سنائی جاتی ہیں یعنی ایک کان کو کوئی ایک طرح کی آواز سنائی جاتی جبکہ دوسرے کان کو بالکل دوسری طرز کی کوئی آواز۔ پھر اس چیز کا مطالعہ کر کے کہ کونسا کان کس قسم کی آواز کو زیادہ بہتر طریق پر پرکھ سکتا ہے، محققین یہ بتا سکتے ہیں کہ کونسا کان کس قسم کی موسیقی کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ مثلاً 1982ء میں دو مغربی سائنسدانوں ڈاکٹر لے (Ley) اور برائڈن (Bryden) نے ایک تحقیق کی جو Neuropsychologia میں چھپی۔

(Bryden, P., Ley, R., & Sugerman, J. (1982). "A left-ear advantage for identifying the emotional quality of tonal sequences." Neuropsychologia 20: 83-87)

اس تحقیق کے مطابق عام انسانوں میں بائیں کان (Left Ear) گانا گانے والے کی آواز کے سوز اور جذباتی پہلو کی پہچان میں بہتر ہوتا ہے جبکہ دایاں کان (Right Ear) گانے کے الفاظ اور اشعار کے اصل پیغام کو پہچاننے میں زیادہ بہتر ہوتا ہے۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے کان اس معاملے میں بہت حساس ہوتے ہیں کہ ان میں جانے والی انفارمیشن کس قسم کی ہے اور بالآخر یہی انفارمیشن ہمارے افعال کو متاثر کرتی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے جیسا کہ قرآن اور حدیث سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ موسیقی اور گانا عام طور پر ایک ساتھ ہوتے ہیں۔ اس میں حیرانگی کی بات نہیں کہ جب موسیقی اور گلوکار کی آواز کو ملایا جاتا ہے تو اس طرح شیطان انسان کے دائیں اور بائیں دونوں کانوں کا استحصال کر کے اس کے دل کو بیمار کر دیتا ہے۔

### موسیقی سے کانوں کو پہنچنے والا نقصان:

موجودہ زمانے میں سمعی ٹیکنالوجی (Audio Technology) میں تیزی سے ترقی کی وجہ

سے ارباب فکر موسیقی سننے سے کانوں کو پہنچنے والے نقصانات کے بارے میں پریشان ہیں۔ موسیقی کو جن طریقوں سے لوگوں تک پہنچایا جاتا ہے، ان میں آلات موسیقی، روایتی سپیکر، کمپیوٹر اور ہیڈ فونز (Head Phones) شامل ہیں۔ گزشتہ تیس سالوں میں پبلک ایڈریس سسٹم (Public Address System) کی ایجاد کی بدولت موسیقی کے اجتماعی پروگراموں (Musical Concerts) میں آواز میں بتدریج اضافہ ہوتا ہے۔ پی اے سسٹم دراصل عوامی جگہوں پر آواز میں اضافہ کرنے کا الیکٹرانک سسٹم ہوتا ہے اور یہ لاؤڈ سپیکر، مائیکروفونز، مکسنگ بورڈ، امپلی فائر وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کا مقصد آواز کو نکھار کر اور بڑھا چڑھا کر سامعین و حاضرین تک پہنچانا ہوتا ہے۔ ایک عام پاپ میوزک کنسرٹ میں آواز کی شدت (Intensity) تقریباً 140 ڈیسی بیل (Decibell) ہوتی ہے۔

امریکہ میں شدید اونچی آوازوں (noise pollution) کے خلاف ایک احتجاجی ادارہ "Noise Free America" ہے جس کے مہیا کردہ اعداد و شمار کے مطابق 140 سے 150 ڈیسی بیل تک اونچی آواز کے میوزیکل کنسرٹ میں موسیقی سننا اس چیز کے برابر ہے کہ انسان بونگ 747 ہوائی جہاز کے بالکل پاس کھڑا ہو جبکہ جہاز کے پیچھے پورے زور شور کے ساتھ چل رہے ہوں۔

(Chepesiuk, Ron (Jan 2005). "Decibell Hell: The Effects of Living in a Noisy World." Environmental Health Perspectives 113 (1): A35-A41.)

اونچی آواز میں موسیقی سننے کی وجہ سے قوت سماعت میں کمزوری اور "Tinnitus" (کانوں میں گھنٹی بجنے کی آواز ہر وقت سنائی دینا) جیسی بیماریاں لگ جاتی ہیں۔ امریکہ کے شہر لاس اینجلس میں کانوں کی بیماریوں کے ایک ریسرچ سنٹر ہاؤس ایئر کلینک (House Ear Clinic of St. Vincent Medical Center) کی ایک محقق سائنسدان خاتون ریکل کروڈ (Rachel Crouz) اس بارے میں بیان کرتی ہیں: "1960ء کی دہائی میں پاپ میوزک اور موسیقی سننے کے نئے آلات کی کثرت کے بعد بہت سے امریکی عوام کی قوت سماعت کمزور ہونا شروع ہو گئی۔ ہم نے اب یہ مشاہدہ کرنا شروع کیا

ہے کہ بہت سے موسیقار اور آلات موسیقی پر کام کرنے والے انجینئر حضرات جو عرصے تک اس پیٹھے سے منسلک رہتے ہیں، انہیں سننے میں مشکلات (Hearing Problems) پیش آتی ہیں۔“

(“March 2005 "Now Hear This "Reader's Digest pg.194.)

اسی طرح کانوں پر ہیڈ فونز لگا کر موسیقی سننے کے بھی اتنے ہی برے اثرات کانوں پر مرتب ہوتے ہیں۔ ریکل کروڈ کے مطابق ماہرین علم سماعت (Audiologists) قوت سماعت کے نقصان کا ذمہ دار نوجوانوں کے موسیقی سے شدید لگاؤ (بالخصوص ہیڈ فونز لگا کر) کو ٹھہراتے ہیں۔ امریکہ کی باسٹن یونیورسٹی (Boston University) کے میڈیکل کالج کے شعبہ علم سماعت کے چیف ڈاکٹر کلاک کاکس (Clarke Cox) نے ریڈرز ڈائجسٹ (Reader's Digest) کو ایک انٹرویو میں بتایا: ”اوپنی آواز میں موسیقی کو کسی بھی ذریعے سے لگاتار سننے سے انسان کی سننے کی صلاحیت مستقل طور پر مایوس ہو سکتی ہے۔“

(“March 2005 "Now Hear This "Reader's Digest pg.194.)

ستم بالائے ستم یہ کہ موسیقی اوپنی آواز میں سننے کے برے اثرات صرف کانوں تک محدود نہیں ہوتے۔ اوپنی آوازوں کے غیر سمعی (Non-auditory) اثرات بھی ہوتے ہیں جو قوت سماعت کو متاثر نہ بھی کریں لیکن وہ اثرات آلات کی مدد سے مانپے جاسکتے ہیں مثلاً بلڈ پریشر کا بڑھ جانا، بے خوابی، سانس لینے میں وقت، دل کی دھڑکن کا بڑھ جانا اور خون کی شریانوں کا سکڑنا وغیرہ ایسے اثرات ہیں جو اوپنی آوازوں کو سننے سے پیدا ہوتے ہیں۔

## باب سوم

### جنسی بے راہ روی، منشیات اور موسیقی

(Sex, Drugs and Rock 'n' roll)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا:

”معتزب میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو شراب پیئیں گے مگر اس کا نام بدل کر۔ ان کے سروں پر ناچ گانے کے آلات ہوں گے اور وہ گانا گانے والی عورتوں سے گانے سنیں گے۔ اللہ ان کے نیچے زمین کو پھاڑ دے گا اور بعضوں کو سوراخوں میں بند کر دے گا۔“ (سنن ابن ماجہ)

(یہ صحیح حدیث ہے۔ اسے انہی الفاظ سے پہنچا اور ابن عباس نے بھی روایت کیا ہے۔ علامہ ابوطیب خس الحنفی عظیم آبادی کی حدیث کی مشہور شرح میں بیان ہوا ہے کہ علامہ ابن قیم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ شیخ ناصر الدین البانی نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

اس حدیث کی روشنی میں ہم دیکھتے ہیں کہ تین چیزیں جو ایک مثلث کے تین کونے (Corners of a triangle) سمجھی جاسکتی ہیں، وہ ہیں شراب خوری، موسیقی کا سننا اور عورتوں سے ناجائز تعلقات۔ یہ ایک حقیقت ہے کیونکہ اگر ہم یورپ میں فنون لطیفہ (Fine Arts) کی تاریخ پر نظر ڈالیں اور ان تصاویر (Paintings) کو دیکھیں جو یورپین آرٹسٹوں نے فنون لطیفہ کے مختلف ادوار (مثلاً، Impressionism, Post-Impressionism, Realism, Romanticism اور Classicism وغیرہ) میں بنائیں ان میں سے اکثر میں ایک قدر مشترک یہ ہے کہ ان میں شراب نوشی، آلات موسیقی اور عورتوں کو ایک ساتھ دکھایا گیا

ہے۔ آج بھی امریکہ اور یورپ کے ناٹ کلبوں کے تو کیا کہنے، پاکستان کے ناٹ کلبوں میں بھی موسیقی، شراب خوری اور طوائفیں یا رقصائیں (Female Dancers) ایک ساتھ موجود ہوتے ہیں۔ موسیقی کی دنیا میں "Rock'n'Roll" کی اصطلاح بذات خود اپنے اندر فحاشی و عریانی کے معانی رکھتی ہے۔ ان چیزوں کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں ہر قسم کی موسیقی منع ہے، چاہے وہ پاپ میوزک ہو یا لوک موسیقی ہو یا مذہبی موسیقی۔ اس باب میں موسیقی کے منشیات، جنسی بے راہ روی اور منافقت سے تعلق پر بحث ہوگی۔

### غناء اور زنا میں تعلق:

موسیقی اور زنا میں گہرا تعلق ہے جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے:

”معتز یب میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو زنا، شراب نوشی اور آلات موسیقی کو حلال قرار دیں گے۔“ (صحیح بخاری)

اسی طرح عمران بن حصین سے روایت کردہ دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے زمانے کے قریب ”گانے والی عورتیں اور موسیقی کے آلات عام ہو جائیں گے اور شراب نوشی لوگوں میں پھیل جائے گی۔“ (بخاری)

(حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ (مزید تفصیل کیلئے دیکھیں باب 1)

مشہور ولی اللہ شیخ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اس تعلق کو اپنے ضرب المثل جملے میں سودیا ہے: **الْغِنَاءُ رَقِیَّةُ الزَّوْنِ**۔ (یعنی: گانا بجانا زنا کی ابتدا ہے۔)

گانا بجانا بدکاری کے لیے سیڑھی کا کام کرتا ہے۔ موسیقی اور گانا بجانا دراصل ایک انسان کے سغلی جذبات کو اتنا بھڑکا دیتے ہیں کہ اس کا انجام بدکاری پر منتج ہوتا ہے۔ اکثر گانوں میں شادی سے پہلے کی محبت (Premarital Love) کو سوسائٹی میں مروج عام بات کے طور پر

دکھایا جاتا ہے۔ علامہ عبدالرحمن ابن جوزی اپنی کتاب ”تلمیس الہیوس“ میں اس موضوع پر لکھتے ہیں:

”گائے میں دو مضرتیں جمع ہو جاتی ہیں۔ ایک طرف یہ انسان کو خدا کی یاد سے غافل کرتا ہے اور دوسری طرف یہ دل کو مادی لذتوں کے حصول کی طرف ابھارتا ہے اور یہ ایک مانی ہوئی بات ہے کہ مادی لذتوں میں سب سے شدید مرد اور زن کے تعلق کی لذت ہے۔ تاہم یہ لذت اُس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک اُس میں مسلسل جدت (Novelty) نہ ہو اور یہ واضح ہے کہ اس طرح کی جدت کا حصول حلال طریقے سے ممکن نہیں۔ اس لیے موسیقی اور گانا انسان کو زنا کاری کی طرف اکساتے ہیں۔ غناء (گانا بجانا) اور زنا میں گہرا تعلق ہے۔ غناء روح کے لیے فتنہ ہے اور زنا جسم کیلئے لذت اور فتنہ ہے۔“

عبدالرحمن ابن جوزی۔ تلمیس الہیوس۔ 1991ء ملتان (ترجمہ: مولانا جہانگیر رحیمی)

مشہور امریکی ماہر نفسیات سکاٹ پیک (Scott Peck) بھی اسی نظریے کو اپنی کتاب ”The Road Less Travelled“ میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مادی لذتوں (بالخصوص تعلق مرد و زن) میں کٹھن اُس وقت ہوتا ہے جب اُن میں جدت (novelty) موجود ہو۔

(Peck, M. Scott (1998) The Road Less Travelled. New York, Simon & Schuster)

موسیقی اور گانا لوگوں کو اسی جدت کے حصول پر ابھارتے ہیں۔ امریکہ کے ایک مؤقر میڈیکل جریدے Postgraduate Medicine (اپریل 1988ء، جلد 3) میں ایک تحقیق پیش کرنے کے بعد یہ خلاصہ پیش کیا گیا:

”دلائل و شواہد سے یہ پتہ چلتا ہے کہ پاپ میوزک اپنے سننے والوں میں منشیات کا استعمال، جنسی بے راہ روی اور تشدد کے رجحانات کی آبیاری اور افزائش کرتا ہے۔“

نوجوانوں میں بلوغت کا دور پہلے ہی بہت ڈنڈا کا دور ہوتا ہے۔ نوجوان لڑکوں

لڑکیوں کے جسموں میں حیاتیاتی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہوتی ہے۔ جنسی ہارمونز کی مقدار جسم میں بڑھ جاتی ہے۔ مثلاً مردانہ ہارمون ٹیسٹوسٹیرون (Testosterone) نوجوان لڑکوں میں 20 گنا زیادہ مقدار میں بننا شروع ہو جاتا ہے۔ ایسے دور میں موسیقی اور گانے جن میں جنسی پیغامات اور رجحانات ہوں، وہ جلتی پرتیل کا کام دیتے ہیں۔ اگر ہم گانوں کے نفس مضمون (Subject Matter) پر غور کریں تو ہم دیکھیں گے کہ چاہے وہ مغربی غیر مسلم ممالک کے گیت ہوں یا مسلمان ممالک کے گانے، سب کا موضوع ایک ہی ہوتا ہے یعنی شادی سے پہلے محبت یا آزادانہ محبت علاوہ دوسرے گناہ کے کاموں کی ترغیب کے۔

1985ء میں Journal of Broadcasting & Electronic

Media میں ایک تحقیق چھپی جس میں ڈاکٹر ایکسٹر (R.L. Baxter) اور معاون سائنسدانوں نے میوزک ویڈیوز میں پائے جانے والے مواد (Content) کا تجزیہ کیا اور یہ نتیجہ نکالا کہ ان میں سے تقریباً 60 فیصد میں جنسی جذبات و احساسات کا اظہار دکھایا جاتا ہے اور کچھ میوزک ویڈیوز میں تو جذبات کو بھڑکانے والے کپڑے اور فحش حرکات بھی دکھائی جاتی ہیں۔

Baxter R.L. et al (1985) "A Content Analysis of Music Videos." Journal of Broadcasting and Electronic Media Vol 29, pp 333-340

اسی طرح ایک دوسری تحقیق امریکن جرنل آف پبلک ہیلتھ میں چھپی، محقق آرا بیچ

ڈیورنٹ (R.H. Durant) اور معاون سائنسدانوں نے تین میوزک چینلوں، CMT، MTV اور VH1 سے نشر ہونے والی 518 میوزک ویڈیوز کا تجزیہ کیا کہ ان میں شراب اور تمباکو نوشی کا استعمال کتنا دکھایا جاتا ہے۔ اس ریسرچ میں ایک حیران کن دریافت انہوں نے یہ کی کہ شراب کا استعمال ان میوزک ویڈیوز میں زیادہ تھا جن میں جنسی بے راہ روی بھی دکھائی گئی تھی، بہ نسبت ان میوزک ویڈیوز کے جن میں ایسا مواد نہ تھا۔

(DuRant, R.H., et al. (1997). "Tobacco and alcohol use behaviors portrayed in music videos: A content analysis." American Journal of Public Health, 87, 1131-1135)

اس تحقیق سے بھی ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جنسی بے راہ روی، منشیات اور موسیقی کا چولی دامن کا ساتھ ہے جیسا کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیان ہوا ہے۔ ابھی حال ہی میں ایک تحقیق میں چھ مختلف قسم کے میڈیا کا نوجوانوں پر اثرات اور نتائج مرتب کرنے کے اعتبار سے تجزیہ کیا گیا۔ میڈیا کی مختلف اقسام میں فلمیں، ٹی وی شو، اخبارات، میگزین اور پاپ میوزک شامل تھے عمرانی سائنسدان پارڈون (Pardun) اور معاونین نے اس ریسرچ میں دیکھا کہ فحاشی کے اور عریانی کا مواد سب سے زیادہ پاپ میوزک کے میڈیم میں پایا گیا۔

Pardun CJ et al (2005) Mass Commun. Soc. Vol 8, p 75-91

جس طرح جنسی بے راہ روی اور آزادانہ محبت انسان کی جسمانی صحت کو تباہ کر دیتے ہیں اسی طرح یہ سوسائٹی کی اخلاقی صحت کا ستیاناس کر دیتے ہیں۔ موسیقی کا سب سے اہم پیغام شادی سے پہلے محبت اور جنسی بے راہ روی ہوتا ہے اور اس سے سبق لے کر لاکھوں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں "اخلاقی خودکشی" (Moral Suicide) کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔ امریکی مفکر اور یونیورسٹی آف شکاگو کے پروفیسر ایلن بلوم (Allan Bloom) نے اپنی کتاب "The Closing of the American Mind" میں بالکل صحیح تجزیہ کیا ہے کہ "آجکل کی موسیقی کا روئے سخن صرف اور صرف انسان کے جنسی جذبات ہیں، جائز محبت نہیں بلکہ صرف غیر تربیت یافتہ جنسی خواہش..... راک میوزک نوجوانوں اور بچوں کو چاندی کی پلیٹ میں سجا کر وہ سب کچھ دیتا ہے جس کے متعلق ان کے والدین انہیں ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ ابھی انہیں اس کا بڑے ہونے تک انتظار کرنا چاہیے۔ انسانی تاریخ میں کوئی آرٹ ایسا نہیں تھا جس نے اس طرح بے باکی سے نوجوانوں کو نشانہ بنایا ہو جیسے آج کے میوزک نے انہیں نشانہ بنایا ہے۔"

(Bloom, Allan (1987). The Closing of the American Mind. New York,

Simon & Schuster Inc.)

اس موضوع پر مزید مثالیں بہت ہیں لیکن طوالت کے خوف سے صرف ایک اور مثال پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ امریکہ اور برطانیہ کے عوامی میوزک میں کوئی میوزیکل گروپ اتنا مقبول نہیں

ہوا جتنا بی (Beatles) اُن کے گانے ہر عمر کے لوگوں نے سنے۔ "Beatles" اُن معدودے چند میوزیکل گروپس میں سے تھے جن کی شہرت نے جغرافیائی حدود کو پار کر دیا۔ 1964ء میں برطانیہ میں حیرت انگیز کامیابی کے بعد "Beatles" نے امریکہ کا رخ کیا۔ ان کے دس سب سے مشہور گانوں میں سے کچھ کے ٹائٹل درج ذیل ہیں:

- 1- I Saw Her Standing There.
- 2- I Want to hold your Hand.
- 3- From me to you.
- 4- She loves you.
- 5- All My Lovin.
- 6- Hold Me Tight.

(حوالہ: Key, Wilson Bryn (1976) Meida Sexploitation New York, Signet)

(Books.

مندرجہ بالا گانوں کے صرف عنوانات کو دیکھ کر ہمیں اندازہ ہو سکتا ہے کہ ان گانوں کا ایک ہی پیغام ہے یعنی بے لگام اور آزاد محبت۔

اکتوبر 1987ء میں امریکہ کے دارالحکومت واشنگٹن ڈی سی میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس کا مقصد موسیقی کے نوجوان نسل پر زہر آلود اثرات کا تجزیہ کرنا تھا۔ اس کانفرنس کا عنوان تھا:

"Raised on Rock'n'Roll-The sound and the Fury."

اس کانفرنس میں امریکہ کے سب سے بڑے ڈاکٹر یعنی سرجن جنرل (Surgeon General) ڈاکٹر سی ایویریٹ کاپ (Dr. C. Everett Koop) نے اس بات کا اظہار کیا کہ اس طرح کا میوزک فحاشی و عریانی کا قریبی ترین رشتہ دار (Close Relative of Pornography) معلوم ہوتا ہے۔

King, Paul M.D. Postgraduate Medicine (April 1988). 295-304 (5): 83

چنانچہ امریکہ کے سرجن جنرل نے اس حقیقت کو تسلیم کر لیا ہے کہ غناء اور زنا کا گہرا تعلق

ہے۔ ایک ایسی حقیقت جسکے متعلق حضورؐ نے ہمیں حدیث میں 1400 سال پہلے خبردار کر دیا تھا۔

### موسیقی اور منافقت میں تعلق:

صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے موسیقی کے متعلق فرمایا:

الْعَيْنَاءُ يُنْبِئُ الْبَغَاءُ فِي الْقَلْبِ

ابن قیم الجوزیہ اغاثۃ اللہفان دار البیان 1993ء (عربی)

یعنی: گانا بجانا دل میں منافقت کا بیج بوتا ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ سے جب اسلام میں موسیقی کے مقام کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا: ”موسیقی دل میں منافقت پیدا کرتی ہے اور یہ مجھے پسند نہیں۔“

(علامہ ابن جوزی تلمیذ ابلیس، ملتان، 1991ء)

گانے بجانے اور منافقت میں ایک نہایت لطیف تعلق پایا جاتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ منافقت اور زنا کاری دونوں ایک بیمار دل کی نشانیاں ہیں۔ قرآن میں ہم دیکھیں گے کہ سورہ النور میں زنا کی حد اور ستر و حجاب کے احکام کے فوراً بعد نفاق اور منافقین کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔ اسی طرح سورہ الاحزاب میں حجاب کے احکامات کے ساتھ ساتھ منافقین کا موضوع بھی بیان ہوا ہے۔ یہ تو واضح ہے کہ گانا بجانا زنا کی طرف پہلی سیڑھی ہے۔ اسی لیے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے گانے بجانے اور منافقت کا تعلق بیان کیا ہے۔ آج ہم مسلمان گلوکاروں کی منافقت کا اندازہ ان کے اخباری بیانات سے کر سکتے ہیں جن میں اکثر وہ اپنی موسیقی کی البمز (music albums) کی کامیاب فروخت یا ایوارڈز پر خدا کا شکر ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ اس بات کو نہیں دیکھتے کہ بندہ دو آقاؤں کی ایک ساتھ خدمت نہیں کر سکتا۔ وہ یہ نہیں کر سکتے کہ شیطان کے ساتھ مانج بھی کریں اور رحمن کی حمد و ثنا بھی کریں۔ قرآن میں سورہ البقرہ میں منافقین کی خصوصیات ان الفاظ میں بیان ہوئی ہیں:

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ۝۸

[سورہ البقرہ: 8-10]

ترجمہ: بعض لوگ (منافقین) ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے، حالانکہ درحقیقت وہ مومن نہیں ہیں۔ وہ اللہ اور ایمان لانے والوں کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں مگر دراصل وہ خود اپنے آپ ہی کو دھوکے میں ڈال رہے ہیں اور انہیں اس کا شعور نہیں ہے۔ ان کے دلوں میں ایک بیماری ہے۔

مشہور عالم اسلام علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”اغاثۃ اللہفان“ میں گانے بجانے اور منافقت کے دیگر پہلوؤں پر ان الفاظ میں روشنی ڈالتے ہیں:

”ہمیں یہ جان لینا چاہئے کہ گانے میں ایسی خصوصیات ہوتی ہیں جو دل میں منافقت پیدا کرتی ہیں جس طرح پانی سبزے کو آگاتا ہے اس کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ گانا بجانا دل کو غافل کرتا ہے اور دل کو قرآن پر تفکر و تدبر کرنے سے روکتا ہے۔ یہ اس لیے کہ قرآن اور گانا بجانا ایک دل میں موجود نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ قرآن فضول کاموں سے روکتا ہے اور انسانی جذبات کو روکنے کا حکم دیتا ہے اور گانا ہوں سے اجتناب کا درس دیتا ہے۔ گانا اس کے برعکس ان خوبیوں کے خلاف باتوں پر اکساتا ہے، نفس کو برائی پر ابھارتا ہے اور شہوانی جذبات کو انگیزت کرتا ہے۔ مزید برآں، منافقت کی بنیاد جھوٹ پر ہوتی ہے اور گانوں میں بہت سے جھوٹے بول اور کلمات موجود ہوتے ہیں۔ گانوں میں جو قبیح افعال ہوتے ہیں انہیں خوبصورت الفاظ کا لبادہ پہنا کر ان کی طرف مائل کیا جاتا ہے۔ یہی چیز منافقت کی جان ہوتی ہے۔ موسیقی کے رسیا شخص کے لیے بالخصوص قرآن کی تلاوت ایک بوجھ بن جاتا ہے اور اس کے کانوں کو قرآن کی تلاوت سے نہیں بلکہ گانوں سے تسکین ہوتی ہے۔ اگر یہ منافقت نہیں تو پھر آخر کیا ہے؟“

(علامہ ابن القیم، اغاثۃ اللہفان، دار البیان 1993ء عربی)

آج ہم پاکستان میں دیکھتے ہیں کہ کس طرح صبح کے وقت ہوٹلوں اور دکانوں والوں

نے ٹیپ ریکاڈر پر قاری عبد الباسط کی تلاوت (بالخصوص سورہ الرحمن) لگائی ہوتی ہے اور پھر پورے دن انڈین اور پاکستانی گانے اونچی آواز میں لگاتے ہیں۔ پھر رات کو وہ ”فرمان الہی“ سے اپنے دن کا اختتام نہایت اطمینان قلب کے ساتھ کرتے ہیں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے منافقوں کے متعلق فرمایا تھا:

لَا يَأْمَنُ الْمُنَافِقُ إِلَّا الْمُنَافِقَ.

(یعنی: صرف منافق ہی اپنے آپ کو منافق کی بیماری سے بچا ہوا سمجھتا ہے۔)

یہی حال پاکستان کے بس ڈرائیورز کا ہے۔ جب لمبے سفر کے لیے بس چلتی ہے تو بس میں پہلے تلاوت قرآن سے آغاز ہوتا ہے۔ پھر بغیر کسی احساس منافقت یا گناہ کے بس کا ڈرائیور انڈین یا پاکستانی گانے لگا دیتا ہے۔

### موسیقی اور نشے میں گہر تعلق:

جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں فرمایا:

”میری امت میں ایسے لوگ (یا گروہ) پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور گانے بجانے کے آلات کو حلال قرار دیں گے۔“ (صحیح بخاری، کتاب الاشرارہ)

اس حدیث مبارک میں موسیقی کو شراب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ قیاس سے اس کا انطباق منشیات اور ہرنشہ کرنے والی چیز پر ہوتا ہے کیونکہ اسلامی تعلیمات میں ہرنشہ آور چیز ”خمر“ (شراب) کہلاتی ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ (صحیح مسلم، کتاب الاشرارہ)

ہرنشہ آور چیز شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے۔

پیشک موسیقی اور نفسیات میں گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔ موسیقی بھی اسی طرح دماغ کو عارضی طور پر مفلوج اور پٹپٹا کر دیتی ہے جس طرح شراب، فیون، ہیروئن، کوکین وغیرہ (اور کسی حد تک تمباکو نوشی بھی) جیسا کہ باب 2 میں بیان ہوا ہے یہ سب چیزیں موسیقی کی طرح دماغ کے ایک ہی حصے (Limbic Region) کو متحرک کرتی ہیں۔ راک میوزک کے عالمی جینئرس امریکی گلوکار جیمی ہینڈرکس (Jimi Hendrix) نے امریکہ کے "Life" میگزین کے 1969ء کے انٹرویو میں کہا تھا:

”ہم میوزک سے لوگوں کو پٹپٹا کر (Hypnotize) کر سکتے ہو اور جب تم انہیں ذہنی لحاظ سے کمزور ترین مقام پر پہنچا دو تو تم ان کے لاشعور میں وہ باتیں پہنچا سکتے ہو جو تم چاہتے ہو۔“

(Oct 3 1969, Life Magazine Page 4)

بلاشبہ موسیقی اور نفسیات کا گہرا تعلق ہے۔ 1986ء میں عمرانی علم نفسیات کے میدان میں رسالہ "Journal of Consumer Research" میں ایک تحقیق چھپی جس میں سائنسدان آر ای مل مین (R.E. Millman) نے یہ ثابت کیا کہ ریسٹورانٹ میں بیک گراؤنڈ میوزک کے اثرات گاہکوں کے کھانے کے دورانے اور بل کی رقم پر مرتب ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی دیکھا گیا کہ موسیقی کے اثر سے گاہک کھانے کے دوران زیادہ شراب استعمال کرتے تھے۔ سب سے اہم بات اس تحقیق میں یہ دیکھی گئی کہ رات کا کھانا کھانے والے گاہک ریسٹورانٹ میں اُس وقت زیادہ دیر ٹھہرتے اور زیادہ مقدار میں شراب استعمال کرتے جب ہلکی رفتار کی موسیقی (مثلاً کلاسیکل موسیقی) بیک گراؤنڈ میں چلائی جاتی۔ بہ نسبت تیز رفتار (پاپ میوزک) کے۔

(Millman R.E. (1986) "The influence of background music on the behavior of restaurant patrons." Journal of Consumer Research, vol 13)

ماہر علم موسیقی ڈاکٹر ایڈم کنیستے (Dr. Adam Knieste) نے موسیقی کے انسانوں پر اثرات کا مطالعہ کرتے ہوئے ایک مرتبہ کہا تھا:

"It's a really powerful drug. Music can poison you, lift your spirits or make you sick with out knowing why."

یعنی: "موسیقی بہت طاقتور نشہ آور چیز ہے۔ موسیقی تمہارے اندر زہر گھول سکتی ہے، تمہارے جذبے کو بلند کر سکتی ہے یا تمہیں بغیر کسی وجہ کے بیمار کر سکتی ہے۔"

ماہرین نے موسیقی کو ایسا ذریعہ بتایا ہے جس سے نوجوان نسل شراب، مسگریٹ اور منشیات سے روشناس ہوتی ہے۔ امریکہ کے پاپ میوزک میں شراب کو ہمیشہ مرکزی مقام حاصل رہا ہے اور مسلمان ممالک بشمول پاکستان میں پاپ میوزک امریکہ ہی سے درآمد کیا جاتا ہے۔ امریکہ میں منشیات کی روک تھام کے ایک ادارے Office of National Drug Control Policy کے لیے کی گئی ایک تحقیق میں ڈائلڈ ایف رائٹس (Donald F. Roberts) اور معاون سائنسدانوں نے 1996ء سے 1997ء کے دوران پیش کیے جانے والے 1000 مشہور ترین گانوں کا تجزیہ کیا۔ جنہیں Billboard ریڈیو اینڈ ریکارڈ میگزین اور College Music Journal نے سب سے مشہور گانے قرار دیا گیا تھا۔

ان محققین نے یہ نوٹ کیا کہ تقریباً 20 فیصد گانوں میں شراب کے حوالے موجود تھے۔ جن گانوں میں شراب نوشی کا ذکر کیا گیا تھا، ان میں سے 91 فیصد میں شراب نوشی کا ذکر ایک خوبی کے طور پر کیا گیا تھا۔ ان نتائج پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈائلڈ رائٹس لکھتا ہے کہ گانوں میں شراب نوشی اور تمباکو نوشی کا ذکر اس تحقیق کی سب سے واضح دریافت (Single most striking finding) تھی۔

(Roberts, D.F., et al (1999) Substance use in popular movies and music. Washington D.C., Office of National Drug Control)

مغربی مصنف لی بی کوپر (Lee B. Cooper) نے امریکہ اور یورپ کی تاریخ کی مشہور ترین گانوں کے مرکزی مضامین پر اپنی کتاب "Popular Music Perspectives" میں بحث کی ہے اور بے شمار ایسے گانوں کا ذکر کیا ہے جن کا مرکزی موضوع

شراب نوشی تھا۔ جن میں سے چند گانوں کے ٹائٹل یہ ہیں:

Scotch and Soda, Chug-a-lug, Red Red Wine وغیرہ۔

(Roberts, Donald F. & Christenson, Peter G. (Feb. 2000). Alcohol, Drugs and Tobacco in Entertainment Media. New York, The Henry J. Kaiser Family Foundation.)

یہ تو ایسے گانے ہیں جن کا مرکزی موضوع ہی شراب خوری تھا۔ اس کے علاوہ بھی بے شمار ایسے گانے ہیں جن میں شراب نوشی اور منشیات کا ذکر ضمناً آیا ہے۔ مثلاً میوزیکل گروپ "Mavericks" نے اپنے 1997ء کے مشہور ترین گانے میں بے وفا محبت کا ذکر کرتے ہوئے یہ اشعار گائے:

"I can't sleep a wink anymore,  
ever since you walked out of the door  
and I just started drinkin, to forget."

دلچسپ بات یہ ہے کہ یہی رجحان انڈین اور پاکستانی گانوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ مثلاً ایک مشہور انڈین گانے کے بول ملاحظہ ہوں:

مجھے پینے کا شوق نہیں  
پیتا ہوں غم بھلانے کو  
تیری یادیں بھلانے کو

اسی طرح ایک پاکستانی گانے کے بول ملاحظہ ہوں:

ہنگامہ ہے کیوں برباد  
تھوڑی سی جو پی لی ہے  
ڈاکہ تو نہیں ڈالا  
چوری تو نہیں کی ہے

تمباکو نوشی پر ابھارنے کا ذکر مغربی موسیقی میں پایا جاتا ہے کہ شراب اور منشیات کے مقابلے میں کم۔ مثلاً ٹیکس ولیمز (Tex Williams) کا گانا بعنوان ”Smoke! Smoke! Smoke! That Cigarette“ تاہم اکثر گانوں میں تمباکو نوشی کا ذکر ضمنی طور ہوتا ہے۔ مثلاً راک میوزیکل گروپ Sublime کا مشہور گانا جس کا ٹائٹل تھا What I got (1996ء) جس کے چند بول یہ تھے:

“Early in the Morning  
Rising in the street  
Light me up that cigarette  
And strap shoes on my feet.”

تمباکو نوشی کا زیادہ ذکر میوزک ویڈیوز میں دکھایا جاتا ہے بہ نسبت گانوں کے اشعار میں۔ محقق ڈیورنٹ نے تمباکو نوشی کے میوزک میں استعمال کے متعلق ایک تحقیق کی جو 1997ء میں American Journal of Public Health میں چھپی۔ ڈیورنٹ نے اس تحقیق کے نتائج پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

”میوزک ویڈیوز میں تمباکو نوشی اور شراب خوری کے مثبت انداز میں اظہار کے نوجوانوں کے اخلاق اور افعال پر خاصے دور رس اثرات مرتب ہوتے ہیں۔“

DuRant, RH, et al (1997). Tobacco and alcohol use behaviors portrayed in music videos: American Journal of Public Health, 87.

بہت سے نوجوانوں میں یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ وہ گلوکاروں اور فنکاروں کو اپنا رول ماڈل بنا لیتے ہیں۔ اس لحاظ سے گلوکاروں اور فنکاروں میں منشیات کا استعمال زیادہ گہرے مسئلہ ہے۔ ٹائم میگزین کے 1969ء کے شمارے میں یہ خبر چھپی تھی کہ گانے بجانے والوں کی اکثریت نشہ کرتی ہے۔ اور ان کے گانوں کے اشعار میں منشیات کے متعلق بہت سے حوالے پائے جاتے ہیں۔ مثلاً میوزیکل گروپ ویلوٹ انڈر گراؤنڈ (Velvet Underground) کا گانا جیکا

عنوان تھا ”ہیر وئن“ اسکو سن کر کئی نوجوانوں نے منشیات کا استعمال شروع کیا اور اس کا انجام نہایت عبرتناک ہوا۔

Cale, John (May 1990). Spin: page 30.

اسی طرح ولسن برائن اپنی کتاب Media Sexploitation میں میوزیکل گروپ Beatles کے متعلق لکھتا ہے:

"Beatles نے پوری دنیا کے نوجوانوں میں منشیات کو عام کیا اور ثقافتی طور پر قبول عام دلایا۔ Beatles منشیات کے کلچر کے پیامبر اور سب سے زیادہ فروغ دینے والے بن گئے، مثال کے طور پر 1968ء کا یورپ اور امریکہ میں سب سے زیادہ مشہور گیت Beatles کا گانا تھا جس کا عنوان تھا Hey jude اُس گانے میں Beatles کے گلوکار پال میکارٹنی (Paul McCartney) نے "Hey Jude" گانا گایا، اور سننے والوں کو ایک روحانی نصیحت (spiritual advice) کی کہ زندگی کی تلخ حقیقتوں سے فرار کی بہترین راہ نشہ کرنے میں ہے۔ اسی طرح کیپٹل ریکارڈز (Capital Records) کی ریلیز کی جانے والے Beatles کی سب سے کامیاب البم Sergeant pepper's Lonely Hearts Club Bond تھی، جو لاکھوں میں فروخت ہوئی اور اس کی موسیقی اور گانوں کو اُن گنت لوگوں نے بار بار سنا۔ آ زاد محبت کے علاوہ بہت سے منشیات کے حوالے بھی اُس البم کے گانوں میں موجود تھے مثلاً Fixing a Hole اور L.S.D. وغیرہ جیسے گانے۔

Key, Wilson Bryan (1976). Media Sexploitation. New York, Signet Books.

موجودہ دور کے گانوں میں بھی منشیات کے حوالے کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ مغربی دنیا میں ایسے گلوکار جن کی اموات نشہ کرنے کی وجہ سے ہوئیں، ان میں Rolling stones، میوزیکل گروپ کا برائن جونز، Beach boys، گروپ کا ڈینس ولسن، Sex Pistols، میوزیکل گروپ کا سڈویشس (Sid Vicious)، جی ہینڈ رکس، ایلوس

پریسلے (Elvis Presley)، فرینکی لامون وغیرہ شامل ہیں۔ حال ہی میں Temptations میوزیکل گروپ کے گلوکار David Ruffin کی موت کو کین کا نشہ کرنے کی وجہ سے واقع ہوئی ہے۔

Ankenberg, Frank & Weldon, John (1992). The Facts on Rock Music.

Eugene, Oregon, Harvest House Publishers.

اسی طرح مسلمان ممالک کے کئی گلوکاروں اور فنکاروں کی موت شراب بہت پینے کی وجہ سے ہوئی ہے۔ ڈاکٹر پال کنگ (Dr. Paul king) جو امریکہ کی یونیورسٹی آف ٹینیسی (University of Tennessee) کے میڈیکل کالج میں بچوں اور نوجوانوں کے دماغی علاج (Child & Adolescent Psychiatry) کے شعبے کے پروفیسر ہیں، انہوں نے موسیقی اور منشیات کے تعلق کے بارے میں ایک سائنٹفک تحقیق کی۔ تین سالوں پر محیط یہ تحقیق 470 نوجوان مریضوں پر کی گئی (جن میں سے 242 لڑکے اور 228 لڑکیاں تھیں)۔ جنہیں شہر ممفس (Memphis) کے چارٹر لیک سائڈ ہسپتال میں داخل کیا گیا تھا۔

نوجوان مریض جن میں اکثریت سفید فاموں (American) کی تھی، ان کا تعلق مختلف معاشرتی و معاشی طبقات سے تھا اور ان کی عمریں 13 سے 18 کے درمیان تھیں۔ اس تحقیق سے یہ آشکارا ہوا کہ منشیات میں ملوث 60 فیصد مریضوں نے Heavy metal میوزک کو اپنا پسندیدہ ترین میوزک قرار دیا۔ ڈاکٹر کنگ لکھتے ہیں:

”جو لوگ ایسے نوجوانوں کے علاج میں مصروف ہوتے ہیں، جن نوجوانوں کو نشہ کرنے کی کٹ پڑی ہوتی ہے، وہ لوگ جانتے ہیں کہ ایسے نوجوان نہ صرف بگڑے طور اطوار اور جنسی بے راہ روی کا شکار ہوتے ہیں بلکہ ان کے ذہنوں پر ہر وقت ہیوی میٹل موسیقی بھی سوار ہوئے رہتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے نوجوان جنہیں منشیات کے استعمال کی وجہ سے علاج کی ضرورت پیش آتی ہے، انہیں اکثر گانوں کے بول زبانی یاد ہوتے ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ موسیقی کو وہ نہایت اہم سمجھتے ہیں اور اگر گھر سے والدین اس طرح کے میوزک کو نکالنے کی کوشش

کریں تو ایسے نوجوان شدید بغاوت اور ردِ عمل کا مظاہرہ کرتے ہیں۔“

King, Paul M.D. (April 1988). "Heavy metal music and drug abuse in adolescents." *Postgraduate Medicine* 83(5): 295-304.

نوجوانوں کے عادات و اطوار پر میڈیا کے اثرات سے متعلق ایک تحقیق میں دو محققین گروپ (Grube) اور والیک (Wallack) نے یہ دریافت کیا کہ صرف شراب کے اشتہارات نوجوانوں کو شراب نوشی کی طرف خاطر خواہ طور مائل نہیں کر سکتے کیونکہ شراب کے اشتہارات کی کامیابی کا انھما اس بات پر ہے کہ نوجوان کس حد تک وہ اشتہارات توجہ کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ نتیجتاً محقق گروپ اور والیک کے مطابق شراب کی کمپنیوں نے موسیقی اور مزاح کو شراب نوشی کی طرف نوجوانوں کو راغب کرنے والے اشتہاروں میں استعمال کیا۔ جب ایسے تمام اشتہارات کا کمپیوٹر پر Statistical Modeling کے ذریعے تجزیہ کیا گیا تو یہ پتہ چلا کہ ایسے شراب کے اشتہارات کے نتیجے میں نوجوانوں میں شراب نوشی بڑھ گئی۔

Grube, J.W. & Wallack, L. (1994). *Am J Public Health* 84: 254-259.

چنانچہ موسیقی اور مزاح ایسے بنیادی عناصر تھے جنہوں نے اشتہارات کے ذریعے شراب نوشی کی طرف نوجوانوں کو راغب کیا۔ ہمیں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ صرف پاپ میوزک ہی نہیں بلکہ کلاسیکل میوزک بھی شراب نوشی اور منشیات کے استعمال پر ابھارتا ہے۔ بہت سے سائنسدانوں نے اس بات پر زور دیا ہے اسی طرح شراب نوشی کے متعلق عملی میدان میں تحقیق (Research Field) سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کثرت شراب نوشی کا بلا واسطہ (Directly) تعلق میوزک سننے سے ہے۔

Journal of Studies on Alcohol میں چھپنے والی ایک تحقیق کے مطابق عمرانی سائنسدان پال چالفینٹ (Paul Chalfant) اور رابرٹ بیکلی (Robert Beckley) نے 30 مشہور ترین کلاسیکل گانوں کا تجزیہ کیا اور یہ مشاہدہ کیا کہ امریکہ کے لوگ

گانوں (جو امریکہ کے جنوبی حصے میں بہت مقبول ہیں بلکہ دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ بنے جاتے ہیں) کے اشعار میں شراب نوشی کو زندگی کی تلخیوں سے نمٹنے کے لیے ایک قابل قبول شے بتایا جاتا ہے۔ ان گانوں میں یہ پیغام دیا جاتا ہے کہ زندگی مشکلات سے بھری ہوئی ہے اور زندگی کی جن تلخیوں کا سامنا نہ کیا جاسکے، ان سے چھٹکارے کا واحد علاج شراب میں پنہاں ہے۔“

Chalfant, Paul, and Robert Beckley (1977). "Beguiling and Betraying: The Image of Alcohol Use in Country Music." *Journal of Studies on Alcohol* 38: 1428-1433.

مزید برآں، ان لوگ گیتوں میں سے 25 فیصد میں شراب نوشی کا بدکاری سے تعلق بیان کیا گیا تھا۔ ایسے گانے مثلاً ایک کا ٹائٹل تھا After the fire is gone ایک اور گانے کا عنوان تھا۔ Third rat romance اسی طرح City lights اور Take me home to somewhere وغیرہ میں شراب خوری اور مردوں عورتوں کے ناجائز تعلقات کو موضوع بنایا گیا تھا۔

یہ تمام تحقیقات اس بات کا ثبوت فراہم کرتی ہیں کہ موسیقی، منشیات اور جنسی بے راہ روی میں نہایت گہرا تعلق موجود ہے جیسا کہ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ نے چودہ سو سال پہلے فرما دیا تھا۔

پروفیسر ایلین بلوم (Allan bloom) جنہوں نے نہ صرف شکاگو یونیورسٹی میں پڑھایا ہے بلکہ انہیں نیل (Yale University)، پیرس یونیورسٹی، ٹورانٹو یونیورسٹی اور نیویارک کی کارنیل یونیورسٹی میں بھی طلبہ و طالبات کو پڑھانے کا تجربہ ہے، اپنی کتاب The Closing of American Mind میں موسیقی اور منشیات میں ایک اور مشابہت پر روشنی ڈالتے ہیں کہ دونوں کے اثرات نوجوانوں پر یہ ہوتے ہیں کہ ان میں مستقبل میں بلند پروازی کا جوش و جذبہ ہمیشہ کے لیے ماند کر ڈالتے ہیں۔

”راک میوزک سننے والے پر قبل از وقت قسم کا وجد (Premature Ecstasy) طاری کرتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ منشیات سے بہت مشابہ ہے۔ میرا یہ تجربہ ہے کہ جنون جوان منشیات میں بہت زیادہ ملوث ہوتے ہیں اور پھر بالآخر ان سے کسی طرح چھٹکارا حاصل کر لیتے ہیں تو پھر ان کے اندر کا جوش و جذبہ ہمیشہ کے لیے ماند پڑ جاتا ہے کو یا کہ ان کی زندگیوں سے رنگ نکل گیا ہو۔ اور وہ اب بلیک اینڈ وائٹ ہو جائیں۔ نشہ کے شروع میں وہ اتنی شدید لذت محسوس کر چکے ہوتے ہیں کہ آخر میں اب ان کے لیے کچھ نہیں رہا ہوتا۔ میرا یہ شبہ ہے کہ راک میوزک کا چمکا بھی منشیات کی طرح کا ہوتا ہے۔“

Bloom, Allan (1987). The Closing of the American Mind. New York, Simon & Schuster Inc.

### عوام کو فریب دینے میں موسیقی کا کردار:

یہ ایک حقیقت ہے کہ موسیقی انسان کو خدا کی یاد سے غافل کرتی ہے۔ دراصل موسیقی شیطان کا انسان کے خلاف پرانا ہتھیار ہے، جس سے وہ انسان کو اس کے عظیم مقصد تخلیق سے غافل کرتا ہے یعنی خدا کی عبادت و ذکر سے۔ سورہ لقمان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ (سورہ لقمان: آیت 6)

”اور انسانوں میں سے بعض آدمی ایسے بھی ہیں، جو لہو الحدیث کلامِ دُفریب خریدتے ہیں تاکہ بغیر کسی دلیل کے خدا کی راہ سے لوگوں کو بھٹکانیں اور اسے مذاق بنائیں۔ یہ لوگ ہیں جن کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔“

اس آیت میں لہو الحدیث سے مراد موسیقی اور گانا ہے جیسا کہ اسکی تفسیر عبداللہ بن مسعودؓ، جابرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ نے اور اکہر تابعین میں عکرمہ سعید بن جبیرؓ، مجاہدؓ، مکہولؓ وغیرہ نے کی۔ محدثین کرام سورہ لقمان کی اس آیت کے اسباب نزول میں درج ذیل واقعہ بیان کرتے ہیں۔ جب حضورؐ مکہ میں اسلام کی دعوت کو پھیلانے میں مصروف تھے۔ اُس وقت مکہ میں ایک

امیر تاجرتھا، جسکا نام تھا نصر بن الحارث، اس نے لوگوں کی توجہ اسلام کے پیغام سے ہٹانے کے لیے بہت سے طریقے اختیار کیے۔ ایک طریقہ اس نے یہ کیا کہ اس نے خوبصورت آواز سے گانا گانے والی چند لونڈیاں خریدیں۔

پھر جب بھی نصر بن الحارث دیکھتا کہ مکہ میں کوئی شخص اسلام کے پیغام میں یا قرآن میں دلچسپی لے رہا ہے تو وہ اس شخص پر ایک لونڈی کو مسلط کر دیتا، جو اسے بہت سا کھانا کھلاتی، شراب پلاتی اور گانا بجانا سنانی۔ کچھ دنوں کے بعد نصر بن الحارث اُس شخص کے پاس جا کر پوچھا کرتا: مجھے بتاؤ! کیا یہ شراب نوشی، لذیذ کھانے اور یہ موسیقی اور گانا سننا بہتر ہے یا وہ پیغام جو محمد (ﷺ) لائے ہیں۔ یعنی جہاد، نمازیں، روزہ وغیرہ۔ اس طریقے سے نصر بن الحارث نے بہت سے اسلام کی طرف مائل غیر مسلموں اور کمزور اعتقاد کے مسلمانوں کو اسلام سے پھیر کر کفر اور بت پرستی میں واپس پہنچا دیا۔ (تفسیر روح المعانی)

آج کے حکمران، سیاستدان اور سرمایہ دار حضرات وہی نصر بن الحارث والی ذہنیت رکھتے ہیں۔ یہ حکمران بالکل وہی نصر بن الحارث والا طریقہ، دھوکہ دہی (Seduction) استعمال کرتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ دوسرے اندازی کے نئے طریقے پرانے طریقوں سے کئی گنا زیادہ مؤثر ہیں کیونکہ انہیں جدید ٹیکنالوجی اور میڈیا کی پشت پناہی حاصل ہے۔ یہ دراصل عوام کو دھوکہ دہی کے ہتھیار (Weapons of mass Deception) بن گئے ہیں۔

آج مسلمان ممالک میں حکمرانوں اور سرمایہ داروں نے موسیقی کے ذریعے تفریح کے لیے علیحدہ ٹی وی اور کیبل چینل مختص کیے ہوئے ہیں۔ وہ عوام کو ہر طرح کی لہو الخدیث میں ملوث کرتے ہیں۔ تاکہ عوام پر آسانی کے ساتھ سواری اور حکومت کی جاسکے۔ کئی صدیاں پہلے رومی حکمران اپنی پبلک کو خوراک اور تفریح (Bread and Circus) کے ذریعے بہلاتے تھے آج بھی وہی ذہنیت اور ہتھکنڈے کام کر رہے ہیں۔ آج بھی حکمران لوگوں کو روٹی اور تفریح کے چکر میں پھنسا کر ان کو انکے اصل مقصد زندگی سے غافل رکھنا چاہتے ہیں۔

ہالی وڈ اس صدی کا سب سے بڑا نصر بن الحارث ہے۔ ہالی وڈ کی صنعت فلموں پر بے بہا پیسہ خرچ کرتی ہے جو دراصل بڑے پیمانے پر لہو الخدیث ہے۔

Titanic فلم موجودہ زمانے کی سب سے مہنگی فلم تھی جس کو بنانے میں 285 ملین ڈالر لاگت آئی۔ فلم کا موضوع ایک عشق کی داستان ہے اور یہ پیغام ہے کہ اگر ہم شادی سے پہلے محبت (Free love) میں ملوث ہوں گے تو ہم ہیر و بن جائیں گے۔ اس فلم میں موسیقی نے اس پیغام کو لوگوں تک پہنچانے میں نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس لیے ہمیں اس بات پر حیرت نہیں ہونی چاہیے کہ فلم Titanic کے مشہور گانے Celine Dion نے بے شمار میوزیکل ایوارڈ جیتے۔

موسیقی کی اس طاقت کو مد نظر رکھتے ہوئے ایڈی منسن (Eddie Manson) نے کہا تھا: ”موسیقی کو ہر جگہ برین واشنگ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ موسیقی اتنی ہی طاقتور ہے جتنی منشیات بلکہ ان سے بھی زیادہ خطرناک لیکن لوگ اس بات کو بخیر نگاہی کے ساتھ نہیں سمجھتے۔“

Chagall, David (Jan. 30, 1983). Family Weekly magazine: 12.

جو لوگ میڈیا کے سیاہ وسفید کے مالک ہیں، وہ موسیقی کی انسانی ذہن کو مسحور کر دینے والی طاقت سے بخوبی واقف ہیں۔ ڈینیس وین (Denise winn) برطانیہ کی صحافی خاتون ہیں جنہوں نے علم نفسیات اور طب (Medicine) میں بھی ڈگری لی ہے۔ اپنی کتاب The Manipulated Mind: Brainwashing, Conditioning and Indoctrination میں لکھتی ہیں کہ ایک کامیاب برین واشنگ پروگرام کے لیے ان عناصر کی ضرورت ہوتی ہے: ”جسمانی اور ذہنی تھکاوٹ، تکرار اور اپنے پیغام کو مختصر جملوں یا نعروں میں پیش کرنا۔“

جب ہم موسیقی اور گانوں پر غور کریں تو ان میں یہ تینوں عناصر موجود پاتے ہیں۔ لوگ موسیقی کو ایک تفریح سمجھتے ہیں چنانچہ وہ موسیقی اور گانے اکثر اُس وقت سنتے ہیں جب وہ ذہنی جسمانی لحاظ سے تھکے ہوئے ہوں۔ گانوں کے اشعار میں تکرار ہمیشہ موجود ہوتی ہے۔ گانوں میں پیغامات نہایت مختصر الفاظ یعنی اشعار کی صورت میں پیش کئے جاتے ہیں جو بہت حد تک نعروں سے مشابہ ہوتے ہیں۔ اس لیے گانے بجانے کے ذریعے سننے والوں کی

کامیاب طریقے سے برین واشنگ کی جاسکتی ہے۔ جبکہ انہیں اسکی خبر تک نہیں ہوتی۔ مغربی ماہر نفسیات جان کاپاس (John Kappas) کے مطابق لوگوں پر موسیقی کے پیغامات اثر انداز ہوتے ہیں۔ اور ان میں موسیقی سے خوشی یا غم کے احساسات پیدا ہوتے ہیں۔

”جب بھی ہم دماغ پر کسی چیز کی بھرمار کر دیں تو بندہ رائے قبول کرنے کے معاملے میں بہت کمزور (Suggestible) ہو جاتا ہے، اُس وقت انہیں جو بھی پیش کیا جائے وہ اسے بغیر رد و کد کے قبول کر لیتے ہیں کیونکہ ان میں اسکے خلاف دفاع کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ لوگ میوزیکل کانسرٹس (Musical Concerts) سے ایسی ہی حالت میں باہر نکلتے ہیں۔“

Schwartz, Ted and Empey, Duane (1989). Satanism: Is Your Family Safe?  
Gran Rapids, MI, Zondervan.

### فلمی صنعت میں موسیقی کی اہمیت:

فلموں میں موسیقی جذبات کو ابھارنے کا سب سے طاقتور ماخذ ہوتی ہے۔ اگر ہم فلموں سے موسیقی کو نکال دیں تو فلمی صنعت کی تمام عمارت زمین بوس ہو جائے گی کیونکہ لوگوں کو مسحور کرنے میں موسیقی انکا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔

فی الحقیقت کسی بھی فلم کے تمام مناظر (Scenes) چاہے وہ عشق کے متعلق ہوں یا جاسوسی یا خوف و ہراس یا مزاح سے متعلق، ان کا بنیادی انحصار موسیقی پر ہوتا ہے۔ فلموں اور ٹی وی ڈراموں کی آوازوں کے ٹریک (Sound tracks) کا بیشتر حصہ موسیقی پر مشتمل ہوتا ہے۔ موسیقی میں یہ طاقت ہوتی ہے کہ ایک سٹچی اور عام سے فلمی منظر کو ایک اہم منظر میں بدل ڈالے۔ موسیقی فلم میں عشقیہ منظر میں جان ڈال دیتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ دنیا کی تمام فلمی صنعتوں کا دار و مدار موسیقی پر ہے، چاہے وہ ہالی وڈ یا مصر کی فلمی صنعت ہو یا عربی ڈرامے ہوں، فلموں کے اندر موسیقی میں جذبات کے اظہار کی صلاحیت تصویر کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ موسیقی اپنے راگ، دھن، آواز اور موزونیت (Rhythm) میں بیک وقت کئی طرح کی جذباتی معلومات کو ظاہر کر سکتی ہے۔

فلمی صنعت میں موسیقی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب بیسویں صدی کی ابتداء میں خاموش فلمیں (Silent movies) دکھائی جاتی تھیں (کیونکہ ٹیکنالوجی نے اتنی ترقی نہیں کی تھی کہ فنکاروں کے ڈائلاگ بھی ریکارڈ کیے جاسکیں) تو اُس وقت فنکاروں کی حرکات کو واضح کرنے کے لیے موسیقی کو استعمال کیا جاتا تھا۔

فلمی نظریے (Film Theory) کے میدان کا بانی ہارورڈ یونیورسٹی کا ماہر نفسیات ہیوگو منسٹر برگ (Hugo Munsterberg) کو سمجھا جاتا ہے۔ اُس کی زندگی کی آخری کتاب جو 1916ء میں طبع ہوئی، اُس کا عنوان تھا: The photoplay: A Psychological Study اور یہ کتاب فلم بنانے کے موضوع پر پہلی کتاب تھی۔ اس کتاب میں Munsterberg نے اس بات پر زور دیا کہ فلموں میں موسیقی لازمی ہونی چاہیے کیونکہ موسیقی دلچسپی پیدا کرتی ہے۔ آرام بخشتی ہے، جذبات کو ابھارتی ہے اور لطف کا احساس دیتی ہے۔

Munsterberg کے مطابق سینما کی مشابہت تصویر کے مقابلے میں موسیقی سے زیادہ ہے کیونکہ تصویر ایک بے جان چیز ہے جبکہ سینما اور موسیقی دونوں انسان کے ذہن کی گہرائیوں میں اتر کر اُس کے جذبات کو بھڑکاتے ہیں۔ اور اسکی ماضی کی یادوں اور مستقبل کے خوابوں کو اس کے ذہن کے اندر نئی زندگی بخشتے ہیں۔“

Munsterberg, Hugo (1970). The Photoplay: A psychological Study. New York, Arno (originally published in 1916).

Munsterberg کی موت 1916ء میں اُسی سال واقع ہوئی جس سال اسکی کتاب The photoplay طبع ہوئی اور شروع میں فلمی صنعت نے اُس کے خیالات کی اہمیت کو نہ سمجھا۔ 1927ء میں جب بولنے والی فلموں کا آغاز ہوا تو موسیقی کو فلموں سے نکال دیا گیا۔ انہوں نے سوچا کہ اصل آوازیں اور صوتی اثرات (Sound effects) کی موجودگی میں جذبات کو ابھارنے میں موسیقی کی ضرورت نہیں۔

لیکن چند ہی سالوں میں لوگوں نے فلموں میں دلچسپی لینے چھوڑ دی۔ لوگوں نے محسوس کرنا شروع کیا کہ فلموں میں موسیقی کے بغیر کوئی زندگی نہیں۔ پس فلمی صنعت نے یہ تلخ سبق سیکھا کہ

فلموں میں موسیقی کے بغیر جذبات کا اظہار ممکن نہیں۔ اسی لیے موسیقار سی پالمر (C. Palmer) کے مطابق دو جہتی (Two-dimensional) فلمی سکرین میں موسیقی تیسری جہت (Third dimension) کا اضافہ کرتی ہے۔

Palmer, C. (1990). The Composer in Hollywood. New York, Marion Boyars.

ایک ریسرچ جو رسالہ Psychomusicology کے 1994ء کے شمارے میں چھپی جسے دو محققین بلر جہن (Bullerjahn) اور گلڈنرنگ (Guldenring) نے رپورٹ کیا۔ شہرت یافتہ اور پیشہ ور فلمی دنیا کے موسیقاروں نے پانچ مختلف قسم کے بیک گراؤنڈ میوزک ٹریک (Music tracks) تیار کیے۔ (مثلاً جرم کے وقت کا میوزک، ٹمگین موقع کا میوزک، سسپنس کا میوزک وغیرہ) اور ایک ہی 10 منٹ کے فلمی منظر (Scene) کے لیے مختلف رضا کاروں کو مختلف بیک گراؤنڈ موسیقی کے ساتھ وہ سین دکھایا۔

اُس تحقیق کا خلاصہ یہ تھا کہ بیک گراؤنڈ موسیقی کی نوعیت کے لحاظ سے جن لوگوں نے جس قسم کا میوزک سنا، اُسی حساب سے انہوں نے فلم کے سین اور اسکے ایکٹروں کے افعال و حرکات کے متعلق رائے قائم کی۔ اگر بیک گراؤنڈ موسیقی ٹمگین لے والی تھی تو ناظرین نے فلم کے سین اور ایکٹروں کی حرکات کے متعلق بھی یہی رائے قائم کی جبکہ اگر موسیقی سسپنس والی تھی تو ناظرین کی رائے اسی فلمی سین کے متعلق بالکل مختلف تھی۔ موسیقی کی فلموں میں اسی اہمیت کے پیش نظر اینا نیل جے کوہن (Annabel J. Cohen) قلمطراز ہیں:

”موسیقی فلم میں صرف آواز ہی پیدا نہیں کرتی بلکہ پردہ سکرین پر موجود چیز کی طرف متوجہ بھی کرتی ہے اور اس چیز کے متعلق جذباتی رائے قائم کرنے میں بھی مددگار ثابت ہوتی ہے۔ فلم کے بانی منسٹر برگ (Muinsterberg) نے بیان کیا تھا کہ فلم کے اندر پائے جانے والے نفسیاتی عوامل تصاویر یا آرٹ کے مقابلے میں موسیقی سے زیادہ مشابہ ہیں۔ اُس وقت سے اب تک سائنسی تجربات نے یہی ثابت کیا ہے کہ فلمی کہانی کو سمجھنے میں موسیقی اہم کردار ادا کرتی ہے۔

اور فلم کی بصری معلومات (Visual Information) کے ساتھ وہ موسیقی دیکھنے والے کی یادداشت کا حصہ بن جاتی ہے۔“

Cohen, Annabel J (2001). Music and Emotion: Theory and Research.

Patrik & Sloboda, John A. New York, Oxford Press: 249 - 272.

### اشتہارات کی صنعت میں موسیقی کی اہمیت:

موسیقی اشتہارات کا جزو لا ینفک ہے۔ بہت سی سائنسی تحقیقات سے یہ پتہ چلا ہے کہ انسان کے مزاج (mood) کے بدلنے اور پسند ناپسند کے انتخاب میں موسیقی اثر انداز ہوتی ہے۔ اس وجہ سے اشتہارات کی صنعت کا بھاری انحصار موسیقی پر ہوتا ہے۔ صنعت کار حضرات مشہور ترین موسیقی اور مشہور زمانہ گانوں کو اپنی مصنوعات کے اشتہارات میں استعمال کرتے ہیں تاکہ عوام کو مسحور کر کے اپنی مصنوعات خریدنے پر آمادہ کیا جاسکے۔

مغربی ماہر معاشیات ای ایم براڈ (E.M.Brand) اپنی کتاب Modern Supermarket Operation میں تحریر کرتے ہیں کہ سپر مارکیٹس میں موسیقی لگانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ گاہکوں کے لیے شاپنگ کا تجربہ اچھا رہے اور خریدے جانے والے سامان سے بھری کارٹ (ریڈی ہی یا تھیلا) کی ٹوٹل قیمت سے گاہکوں کی توجہ ہٹائی جاسکے۔

Brand, E. A. (1963). Modern Supermarket Operation. New York,

Fairchild Publications.

تحقیقات نے اس بات کا ثبوت فراہم کیا ہے کہ مزاج، جنس (Sex)، خوبصورت رنگ اور موسیقی کے اشتہارات کے استعمال کا ہماری مصنوعات کے انتخابات پر بلا واسطہ (Direct) اثر ہوتا ہے۔ مثلاً کینیڈا کی یونیورسٹی آف برٹش کولمبیا (University of British Columbia) کے پروفیسر جیرالڈ جے گارن (Gerald J. Gorn) نے انسانی رضا کاروں پر اپنے تجربات سے یہ ثابت کیا ہے کہ جب لوگوں کے سامنے بازار میں کوئی خریدنے والی چیز

آئے جبکہ وہ موسیقی سن رہے ہوں تو وہ موسیقی انکے مصنوعات کے انتخاب پر اثر انداز ہوتی ہے۔ مزید برآں موسیقی اور رنگ وغیرہ ایسے محرک (Stimuli) ہیں کہ امریکہ اور کینیڈا کے اکثر اشتہارات میں بیچنے والی چیز کے متعلق بہت کم معلومات ہوتی ہیں جبکہ ان اشتہارات میں زیادہ تر ایسے محرک ہوتے ہیں جو جذبات کو ابھارتے ہیں۔ مثلاً موسیقی اور خوبصورت رنگ اور دیگر بصری محرک جیسے اشتہارات میں خواتین ماڈل گرلز کا استعمال۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ پروفیسر گارن نے اپنے ایک تجربے میں یہ مشاہدہ کیا کہ تحقیق میں شامل تمام رضا کاروں میں سے جنہوں نے اپنی پسندیدہ موسیقی کے زیر اثر مصنوعات کا انتخاب کیا، ان میں سے 91 فیصد کو اس بات کی خبر تک نہ تھی کہ ان کے اس فیصلے میں انکے پسندیدہ موسیقی کے بیگ گراؤنڈ میں بیچنے کو دخل تھا۔

ای چیز کو علم نفسیات کی زبانی میں 'ذہنی تعصب' (Cognitive Bias) کہتے ہیں جس کے تحت لوگ اپنے آپ کو اور محققین کو یہ باور کرواتے ہیں کہ ان کے ذہن سے کوئی نہیں کھیل سکتا اور وہ ہر فیصلہ نہایت سوچ سمجھ کر کرتے ہیں۔ یعنی لوگوں کو اس بات کا علم تک نہیں ہوتا کہ موسیقی کے ذریعے ان کے ذہن سے کھیلایا جا رہا ہوتا ہے۔ اپنے مضمون کے آخر میں جیرالڈ گارن اشتہارات دینے والے صنعت کاروں اور سرمایہ داروں کو مشورہ دیتا ہے کہ وہ اپنے ناظرین تک جذبات کو ابھارنے والی چیزوں مثلاً موسیقی وغیرہ سے پہنچیں تاکہ ان کے اذہان کو کنٹرول کیا جاسکے۔ اور چیزیں خریدنے کے عمل میں ان پر اثر انداز ہو سکے۔

Gom, Gerald J. (Winter 1982). Journal of Marketing 46: 94-101.

امریکی ریاست شکاگو کی لویولا یونیورسٹی (Loyola University) میں رائلڈ ملمن (Ronald Millmen) اور معاون سائنسدانوں کی ایک تحقیق میں یہ بھی پتہ چلا کہ جب سپر مارکیٹ کی راہ داریوں (Aisles) میں آہستہ رفتار کی موسیقی (مثلاً کلاسیکل موسیقی) لگائی گئی تو سیل کی رسیدوں سے پتہ چلا کہ مارکیٹ میں خریداری بڑھ گئی۔ بہ نسبت اُس صورت میں جبکہ پاپ میوزک لگایا گیا۔ اس تحقیق میں جب سپر مارکیٹ سے خارج ہونے والے گاہکوں

سے موسیقی کے متعلق سوالات کیے گئے تو 33 فیصد گاہکوں کو اس کی خبر تک نہ تھی کہ مارکیٹ میں موسیقی چل رہی تھی۔ اور 29 فیصد گاہکوں نے اس بات کا سرے سے انکار کر دیا کہ مارکیٹ میں کسی قسم کی موسیقی تھی۔

Rosenfeld, Anne H. (Dec. 1985). "Music, The Beautiful Disturber."

Psychology Today.

جیسا کہ گارن (Gorn) کی تحقیق میں اشارہ کیا گیا تھا، اس تحقیق سے بھی پتہ چلتا ہے کہ گاہکوں کی اکثریت کو خبر نہ تھی کہ ان کے ذہنوں کے ساتھ موسیقی کے ذریعے کھیلایا جا رہا تھا۔ یہ تمام تحقیقات موسیقی کی شیطانی طاقت کے متعلق ہمیں بتاتی ہیں۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اشتہارات میں موسیقی کا استعمال کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ گاہکوں کی توجہ چیزوں کی قیمت یا خامیوں سے ہٹا کر موسیقی کی طرف منعطف کروائی جائے جو کہ ایک طرح کا دھوکہ ہے۔ جبکہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے تجارت میں دھوکہ حرام قرار دیا ہے۔

مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا (صحیح مسلم کتاب الایمان)

”جس نے ہم سے دھوکہ کیا وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں۔“

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضورؐ ہزار میں جا کر تاجروں سے کہتے تھے:

يَا مَعْشَرَ التَّجَارِ! أَيَاكُمْ وَالْكَذِبُ -

اے تاجرو! جھوٹ سے بچو! (طبرانی، المعجم الکبیر باب 5 حدیث 17598)

#### باب 4:

## موسیقی نے مجھ سے ایسا کروادیا

### The Music Made Me Do It

”موسیقی کی طاقت ہمیں رلا بھی سکتی ہے اور سرور بھی کر سکتی ہے۔ جھگڑا بھی کروا سکتی ہے اور محبت بھی..... یہ انسانوں کی تخلیق ہے جس کے ذریعے سے تڑپنے پیری اور رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔ لوگوں کے مابین ایک لحاظ سے موسیقی ہمیں محصور کر لیتی ہے اور یہی اس کا مقصد ہے۔ لیکن اگر اس کے طریقہ کار پر غور کیا جائے تو یہ بہت حیران کن بات ہے کہ لوگ محض موسیقی کی اہروں کی دھن پر ایک دوسرے کو مغلوب کر لیتے ہیں۔“

Anne H. Rosenfield (ایک ماہر نفسیات اور موسیقار)

ویبسٹر Webster انگلش ڈکشنری کی تعریفی اصطلاح میں لفظ ”میوز“ (muse) جو کہ میوزک کے لفظ کا اصل مادہ ہے، کا مطلب ہے ”ارادہ کا سرچشمہ“۔ انسان کے خارج میں اسکے لیے ارادہ عمل کے دو اسباب ہیں ”اللہ“ اور ”شیطان“۔ دونوں ہی اسباب اپنے سننے والے کے ساتھ تعلق قائم کر لیتے ہیں جبکہ وہ سرگوش ہو۔ شیطان کا طریقہ کار جھوٹ، دھوکہ اور دوسوہ ہے جس کے ذریعے سے وہ اپنے سننے، ماننے والے کو اللہ تعالیٰ کے خلاف سرکش بناتا ہے۔ قدیم یونانیوں کے نزدیک ”میوز“ کا مطلب وہ روحانی نفوس یا ارواح ہیں جو انسان کے اندر تمام طرح کے آرٹ کے لیے پیدا ہونے والی کشش / صفت کی ذمہ دار ہیں۔ گویا یہ ارواح ہی دراصل وہ شیطانی طاقتیں ہیں جو میوزک (موسیقی) میں کارگر ہیں کیونکہ ہر مطابق قرآن کریم شیطان انسانوں کو اپنے دوسوے کی

طاقت سے مغلوب کر کے گمراہ کرتا ہے۔ سوشل سائیکولوجی ثابت کرتی ہے کہ موسیقی کا انسان کے رویے اور سلوک پر براہ راست اثر ہوتا ہے۔

## کلاسیکی موسیقی اور پاپ موسیقی کا موازنہ

عام طور پر موسیقیدانوں کی طرح کی ہوتی ہے:

- 1..... کلاسیکی: جو ڈبھی اور نرم ہے۔
- 2..... پاپ موسیقی، جو تیز (ہیجان انگیز) اور بلند ہے (مثلاً راک، بینڈز، دھاتی، جاز، پینک۔

## سوسائٹی پر اثر پذیری کے لحاظ سے دونوں طرح کی موسیقی اور گانوں کا موازنہ

### پاپ موسیقی اور گانا

- 1..... اس موسیقی کا اثر انسان کے نچلے دھڑ پر ہوتا ہے۔ وہ تھرکتا ہے اور غیر مناسب ہو جاتا ہے اور اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے۔

- 2..... اس موسیقی کا رسیا اپنے والدین کو جاہل گردانتا ہے۔ غیر تابعدار ہو جاتا ہے اور موسیقی کے حلقے اور محفلیں اپنا لیٹا ہے۔

- 3..... یہ موسیقی اپنے شکار کو خود کشی تک لے آتی ہے، غلط کاری اور منشیات میں مشغول کر کے۔

### کلاسیکی موسیقی اور گانا

- 1..... اس موسیقی کو سننے والا سرد دھنتا ہے اور اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے۔

- 2..... یہ موسیقی انسان کو اپنے والدین سے باغی بناتی ہے اور اس کا اظہار وہ اپنی شادی کے معاملے میں آزادانہ اختیار سے کرتا ہے۔

- 3..... اگر محبت میں ناکامی ہو چکی ہو تو یہ راگ اس شخص کو مزید اُداس کرتا ہے اور یہ مایوسی اس کو خود کشی کے ارتکاب تک پہنچا دیتی ہے۔

- 4..... اس موسیقی میں غرق لوگ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ زنا سوسائٹی کا ایک عام معمول ہے اور وہ لوگ فواحشات سے لگن رکھتے ہیں۔
- 4..... پاپ موسیقی اپنے عادی انسان کو شہوانیت میں مبتلا کرتی ہے اور عصمت دری کا درس دیتی ہے۔
- 5..... کلاسیکی موسیقی اور گانوں میں اپنی محبوبہ کی تعریفوں کے ایسے پل باندھے جاتے ہیں کہ عورت کو جنسی دیوی (Sex goddess) کے مقام پر فائز کر دیا جاتا ہے۔
- 5..... پاپ موسیقی اور گانے عورتوں کو جنسی کھلونے (Sex object) کے طور پر پیش کر کے ذلت کی حد تک گرا دیتے ہیں۔
- 6..... سننے والے کے دل میں یہ موسیقی کاہلی اور مایوسی پیدا کرتی ہے۔
- 6..... پاپ موسیقی اپنے سننے والے کی رکوں میں ہلچل اور شدت پسندی پیدا کرتی ہے۔
- 7..... یہ موسیقی عورتوں کو زیادہ پُرکشش لگتی ہے کیونکہ یہ نرم اور رومانس بھری ہوتی ہے۔
- 7..... یہ موسیقی مرد حضرات کو زیادہ بھاتی ہے کیونکہ اس میں روشنی، تیزی اور شدت ہوتی ہے۔
- 8..... یہ موسیقی اثر پذیری میں شراب کی طرح ہوتی ہے کیونکہ یہ آہستہ آہستہ ہلاک کرتی ہے۔
- 8..... اس کا اثر منشیات کی طرح ہوتا ہے جو شراب کے مقابلے میں شدید اور اعصاب کو زیادہ بھڑکانے والی ہوتی ہیں مثلاً کوکین، ہیروئن، ایم ڈی ایم اے، ایل ایس ڈی (LSD)، پی سی پی۔

اوپر کا تقابل اس بات کا کواہ ہے کہ چاہے ان دونوں موسیقیوں کا طریقہ کار کتنا ہی مختلف ہو مگر جہاں تک گھناؤنے نتائج کا تعلق ہے، سوسائٹی پر دونوں کا اثر ایک جیسا ہے۔ جس کی وجہ یہ

ہے کہ دونوں کا سرچشمہ پاک ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ صنف مازک کلاسیکی موسیقی پسند کرتی ہیں اور مرد حضرات پاپ موسیقی۔ وینسٹین (Weinstein) کے مطابق موسیقی کی اس پسند کے فرق کی وجہ دونوں جنسوں میں بلوغت کے وقت وہ مختلف جنسی کشش ہے جس سے لڑکے اور لڑکیاں گزرتے ہیں۔

(Weinstein, D. (1983). "Rock: youth and its music." Pop Music Society 9:

2-16)

ایک اور دلچسپ تحقیق، جو 2001ء میں شائع ہوئی وہ "Journal of Music Therapy" میں ڈاکٹر جین کیسڈی اور ڈاکٹر کیرن ڈیٹی کی تحقیق ہے۔ انھوں نے 350 نومولود بچوں پر ایک مشاہدہ کیا۔ انہوں نے اپنے تجربات میں دکھایا کہ لڑکیوں میں سماعت کی طاقت لڑکوں سے 2 سے 4 گنا زیادہ ہوتی ہے اور یہ فرق پیدائش سے ہی موجود ہوتا ہے۔

(Cassidy, Jane & Ditty, Karen (2001). "Gender differences among newborns on a transient otoacoustic emissions test for hearing." Journal of Music Therapy 38: 28-35)

اس فطری فرق کی وجہ سے لڑکوں کے مقابلے میں لڑکیاں آواز کو 4 گنا زیادہ محسوس کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لڑکیاں نرم آواز کی موسیقی کے لئے زیادہ میلان رکھتی ہیں جبکہ لڑکے اونچی آواز کی موسیقی کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے لڑکیاں کلاسیکی اور لڑکے پاپ میوزک پسند کرتے ہیں۔

پاپ موسیقی تیزی اور زیادہ بلند آوازی کی وجہ سے اپنے سننے والے کو جلد تباہ کرتی ہے۔ جبکہ کلاسیکی موسیقی کی رفتار تباہ کرنے کے لحاظ سے آہستہ ہے لیکن تاثیر کے اعتبار سے دونوں (موسیقیاں) تباہ کن ہیں۔ موسیقی کی دونوں قسمیں قرآن اور سنت کی تعلیمات کی رو سے منع ہیں۔ دونوں اپنے اثرات کے لحاظ سے دیرپا ہی تعلق رکھتی ہیں جیسا تعلق سگار اور سگریٹ کا ہے بلکہ کلاسیکی موسیقی اپنے زہر آلود اثرات کے لحاظ سے پاپ موسیقی کی ماں ہے۔ اسی کلاسیکل موسیقی کی کوکھ سے پاپ موسیقی نے جنم لیا۔ جگندگی، فحاشی اور سبک روی کلاسیکی موسیقی میں درپردہ

تھی۔ وہ نئی ٹیکنالوجی، ایجادات اور ترقی کی وجہ سے منکشف ہوئی مثلاً ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر، سپیکرز، موسیقی کے ٹی وی سٹیشن، کیبل، ڈش، واک مین، CD پلیئر، ڈی وی ڈیز، انٹرنیٹ، آئی پوڈز، mp3 وغیرہ وغیرہ جیسے آلات۔

موسیقی زیادہ تر سرکشی اور شہوت کا پیغام لیے ہوتی ہے۔ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ پاپ موسیقی زیادہ مقبول ہوتی جا رہی ہے کیونکہ لوگ زیادہ بے حس ہوتے جا رہے ہیں۔ لہذا موسیقار اور فنکار پر لازم ہوتا جا رہا ہے کہ فحاشی اور آزادی کا پیغام اونچے طبقوں تک لیتے جائیں۔ اور اپنے اس ابلاغ کو زیادہ موثر بنائیں تاکہ عام لوگوں کو محفوظ کر سکیں اور ان کی تذبذب خواہشات کی تسکین کا سامان کر سکیں۔

### والدین کے خلاف جوان نسل کی سرکشی میں موسیقی کا کردار:

موسیقی چاہے ریڈیو سے ہو یا کسی دوسرے ذریعہ سے، جو اُن پود کے لیے ایک مقبول ذریعہ تفریح ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ 11 سے 13 سال کے درمیان کی عمر کے لوگ تقریباً 11.2 گھنٹے فی ہفتہ موسیقی سنتے ہیں جبکہ 18 سے 14 سال کی عمر کے لوگ 9.3 گھنٹے/ہفتہ۔ چاہے والدین اس بات کا احساس نہ کرتے ہوں مگر حقیقت یہ ہے بچوں اور جوانوں کی نفسیات پر موسیقی کا ایک گہرا اثر ہے۔ موسیقی بچوں کو سرکش بناتی ہے۔ Journal of American Medical Association میں ڈاکٹر ایلزبتھ براؤن (Elizbeth Brown, MD) اور ڈاکٹر ولیم ہنڈی (William Hendee, MD) لکھتے ہیں:

”گھروں میں جوان بچے (Teenagers) میوزک اپنے بیڈروم میں علیحدگی میں سنتے ہیں اور اس کو بغیر ماں باپ کی رہنمائی کے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں..... سن بلوغت کے دوران اُن بچوں کے اخلاق اور کردار کی بنیاد پڑتی ہے۔ اسی پر ان کی بالغ شخصیت کا دارومدار ہوتا ہے۔ اس کی روشنی میں میوزک جو ایک انتہائی موثر ذریعہ ہے، بالغوں کی زندگیوں میں بڑی مختلف اقدار پیش کرتا ہے۔ میوزک کے شہوانی اور درشت مکالمے اکثر اُن اصولوں اور معرفت سے ٹکراتے

(Brown, E.F. & Hendee, W.R. (1989). "Adolescents and their music. Insights into the health of adolescents." The Journal of the American Medical Association 262: 1659-1663)

پروفیسر ایلن بلوم (Allan bloom) اس بارے میں لکھتے ہیں:  
”اگرچہ طلباء کے پاس کتابیں ہوں یا نہ ہوں مگر ان کے پاس میوزک ضرور ہوتا ہے۔  
اس نسل کی بالکل منفرد بات اس کا میوزک کا عادی ہونا ہے۔“

(Bloom, Allan (1987). The Closing of the American Mind. New York, Simon & Schuster Inc.)

امریکی مصنف اور شاعر رابرٹ بلائی (Robert Bly) اپنی کتاب The Sibling Society میں لکھتے ہیں کہ 1960s اور 1950s کے وقت کے راک میوزک نے تحریک آزادی نوجوانان میں ایک اہم کردار ادا کیا جب ایک فنکار Elvis Presley کا وقت تھا۔ اور بیان کرتے ہیں کہ مشہور فنکار جیمز ڈین، ایلوس پریلے، میریلن منرو، اور جیک کیرواٹ سب نے جوانوں کو ڈھیل دینے میں کردار ادا کیا اور اس پر پسند کئے گئے۔  
رابرٹ بلائی یہ بتانا چاہتے ہیں کہ راک میوزک جواں پود کی ذہنی آزادی کا محرک تھا۔ میوزک انڈسٹری کا نشانہ ہے ہی جواں پود! کو کہ ہر عمر کے لوگ اس کا اثر لیتے ہیں لیکن جواں لوگ اندازاً 6 گھنٹے روزانہ میوزک میں کھیلتے ہیں۔

(Bly, Robert (1996). The Sibling Society. New York, Addison-Wesley Publishing Company.)

ریکارڈنگ انڈسٹری ایسوشن آف امریکہ کے مطابق 1986 میں 4 بلین امریکی ڈالر کی ایل پی ایس، سی ڈیز، اور ٹپکس کی فروخت ہوئیں۔ کل فروخت کا 30% سے زیادہ حصہ جواں

پود، 10-19 سال کے درمیان کے خریداروں کا تھا۔ میوزک کی خریداری کا یہ رویہ دوسرے ممالک میں بھی دیکھا جا رہا ہے گوکہ یہ امریکہ کے مقابلہ میں کچھ کم رفتار پر ہے۔

یہ میوزک اور یہ موسیقار (musicians) جو اس کی تخلیق کرتے ہیں وہ جوان پود اور اُن کی زندگیوں کے لیے، ایک نمونہ ہیں۔ اس میوزک کے ذریعے وہ فنکار سے ایک رابطہ محسوس کرتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک فنکار اُس ڈنسی کشمکش اور احساسات کو، جن سے وہ گزر رہے ہوتے ہیں، محسوس کرتا ہے۔ لہذا ان کا فنکار سے ایک تعلق سا قائم ہو جاتا ہے، جسے نفسیات کی زبان میں Social learning theory کے الفاظ میں سمجھا جاسکتا ہے۔ یعنی ”سوشل تعلیمی نظریہ“۔ اس نظریہ کے تحت، ایک انسان میں غیر سوشل اور جارحانہ تحریکات ماں باپ یا دوسرے اہم لوگوں کی موجودگی کی وجہ سے عمومی طور پر مہذب رہتی ہیں۔ اگر یہ اہم شخصیات زندگی میں مفقود ہوں، تو بچے ان کی کمی پوری کرنے کے لیے ان کے متبادل تلاش کرتے ہیں۔ زندگی میں یہ وہ مقامات ہیں جب میوزک اور موسیقار اس خلا کو پُر کرتے ہیں۔

جوں جوں وہ نمونہ زیادہ مقبول و معروف ہوگا، یہ نقالی اور اس کے ساتھ تعلق اور بڑھ جاتا ہے۔ موجودہ تمدن میں بچے اور جوان زیادہ سے زیادہ وقت اُن الیکٹرونک ذرائع کے ساتھ گزارتے ہیں، کیوں کہ زیادہ تر مائیں کسب معاش میں مصروف ہیں اور انہیں بچوں کے ساتھ وقت گزارنے کا موقع نہیں ملتا۔ کیلئے پین نے بچوں اور جوان پود کو اس بات پر مجبور کر دیا ہے کہ وہ نئے نئے لوگ ڈھونڈیں جو انہیں زندگیوں کے اہم فیصلے کرنے میں مدد دیں۔ اس قسم کی موسیقی انہیں وہی سناتی ہے جو وہ سننا چاہتے ہیں۔

بلوغت کے اس دور میں، بچوں پر پہلے ہی بڑا دباؤ اور بوجھ ہوتا ہے۔ جسمانی ہارمونز بھی اپنا اثر دکھا رہے ہوتے ہیں۔ جسمانی نشوونما کے اس مازک دور میں موسیقی اور منشیات اضطرابی کیفیت پیدا کرتے ہیں۔ یہی وہ وقت ہے جب زندگی ایک اہم موڑ پر ہوتی ہے۔ مستقبل کے فیصلوں کے لحاظ سے عین یہ وہ وقت ہوتا ہے جب موسیقی وہ مواد فراہم کرتی ہے جو اُن اقدار سے متعارض ہوتے ہیں جو والدین، سوسائٹی اور ساتھ کی دی ہوئی ہوتی ہیں۔ جس کے نتیجے میں یہ بچے کنفیوز سے ہو جاتے ہیں۔ بقول ڈاکٹر پال کنگ (جو بچوں اور بالغوں کی نفسیات

کے ماہر ہیں):

”وہ جوان لوگ جو عام روایتی اقدار سے منفصل ہیں، اپنی کوئی پہچان ضرور چاہتے ہیں لہذا نو جوان کسی اتھارٹی کے متلاشی ہوتے ہیں، جو انہیں وہ مقام دے جو وہ محسوس کرتے ہیں۔ اس حالت میں موسیقی ان کے اعمال اور فیصلوں کو تائید اور تصدیق مہیا کرتی ہے۔“

ایک ماہر تعلیم نے، جس کا ایسے بچوں کے ساتھ جنہیں مسائل درپیش ہیں، وسیع تجربہ ہے، بیان کیا کہ اس کے مختلف ادوار میں جو وہ طلباء کیساتھ گفتگو اور مباحث میں وقت گزارتا ہے، موسیقی کا موضوع بار بار زیر گفتگو آتا ہے۔ وہ بیان کرتا ہے: ”بار بار میں نے غور کیا کہ یہ بچے اپنے رویوں کے لیے اپنے آئیڈیل فنکاروں (rock music stars) کے رذیل اخلاق کو نمونہ بناتے۔ ان کے الفاظ میں جو وہ روزمرہ کی زندگی میں استعمال کرتے ہیں، گانوں کے عنوانات جو ان کی کتابوں پر لکھے ہوتے، پوسٹرز جو ان کے بیڈروم کی دیواروں پر چسپاں ہوتے، موسیقی جو وہ اپنی گاڑیوں میں سنتے، اور کپڑے جو وہ پہنتے، یہ سب ان کی اپنے آئیڈیل کیساتھ ذاتی یگانگت ظاہر کرتی ہے۔“

Media Update, Nov/Dec 1989, pp. 2-3

والدین کے خلاف بغاوت کا اظہار صرف ان کو (Nursing Homes) میں چھوڑ دینے سے ہی نہیں ہوتا بلکہ کچھ بچے والدین کو قتل تک کر دیتے ہیں۔ اور اس کی بڑی وجہ موسیقی ہے۔ مثلاً 9 جنوری 1988ء میں امریکی ریاست نیو جرسی کے جینرسن ٹاؤن میں ایک نو جوان تھامس سولیوان نامی (Thomas Sullivan) نے اپنی والدہ کو اپنے گھر کے تہہ خانہ میں قتل کر کے گھر کو آگ لگا دی تاکہ باپ اور بھائی بھی مرجائیں۔ اور پھر بھاگ کر باہر گیا اور اپنی کلائی کاٹ کر خودکشی کر لی۔ باپ بچ گیا۔ Thomas کا مردہ جسم پائین باغ میں پایا گیا۔ تحقیق کے بعد پتا چلا کہ Thomas Sullivan ایک نہایت لائق طالب علم، بہترین کھلاڑی اور سکاؤٹ تھا۔ پھر وہ راک میوزک میں بہت زیادہ منہمک ہو گیا۔ وہ Ozzy Osbourne کا بہت دلدادہ تھا۔ اس کے باپ نے بیان دیا کہ وادرات سے ایک ہفتہ پہلے اس کا بیٹا مسلسل یہ گانا لاپتا رہتا تھا:

"About blood and killing your mother" (خون اور ماں کا قتل)

Ankenberg, Frank & Weldon, John (1992). The Facts on Rock Music.

Eugene, Oregon, Harvest House Publishers.

اسی طرح US News World Report (Oct.28/1985) کے مطابق ایک 14 سالہ لڑکی نے، جو پاپ موسیقی سے بہت متاثر تھی، اپنی ماں کو چاقو سے قتل کر دیا۔ کوکہ یہ حد کو پہنچے ہوئے واقعات ہیں۔ مگر ثابت کرتے ہیں کہ موسیقی میں ڈنسی انتشار پیدا کرنے کی اتنی طاقت ہے کہ انسان کو شدت پسند اور سفاک بنا دیتی ہے۔

ہو سکتا ہے کہ موسیقی اور تشدد میں براہ راست تعلق نہ ہو جیسے سگریٹ نوشی اور سرطان میں نہیں مگر یہ حقیقت ضرور ہے کہ ان دونوں کے درمیان تعلق ضرور ہے۔ پیچھے پھروں کے سرطان کی وجہ سگریٹ نوشی اکیلی ہی نہیں مگر ایک اہم وجہ ضرور ہے۔ اسی طرح موسیقی کا سننا ہی صرف جوان لوگوں کی جارحیت پسندی کی وجہ نہیں مگر یہ ایک اہم وجہ ضرور ہے۔

#### نوجوانوں کی خودکشی میں موسیقی کا کردار:

جواں لوگوں کے مابین زمانہ جدید میں موسیقی کا خودکشی کے بڑھتے ہوئے رجحان میں ایک بڑا حصہ ہے۔ قرآن پاک میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَلَا تَأْسَوْا مِنْ رُوحِ اللَّهِ (سورۃ یوسف - 87)

اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ، إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا

”اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ بے شک اللہ معاف فرمادیتے ہیں گناہوں کو سارے کے

سارے۔“

ایک عربی لفظ جو شیطان کے لیے جوا استعمال ہوتا ہے وہ ابلیس ہے جس کا مطلب ہے وہ جو مایوس ہوتا ہے۔ ابلیس کی سب سے بڑی چال یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ آج کے جدید زمانہ میں مایوسی ہی پیدا کی جا رہی ہے۔ مثلاً ٹی وی دیکھنے سے مایوسی ہی حاصل ہوتی ہے۔ تباہی اور المنا کی دنیا میں ہر سو دکھائی جاتی ہے۔ ہر چیز جہنم واصل نظر آتی ہے۔ یہ ایک شیطانی نظریہ و فکر ہے۔

نیوز میڈیا میں دنیا میں ایک انتہائی مایوسی کا سماں دکھایا جاتا جو شیطان کو نہایت پسند ہے۔ انسان کو کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ یہ ایک شیطانی کیفیت ہے۔ یہی مایوس کن اداس پیغام ہے جو نوجوانوں کو موسیقی کے ذریعے سے دیا جاتا ہے۔ اور زیادہ موثر انداز میں منشیات کی طرح موسیقی بھی لوگوں کو مایوس بناتی ہے اور خودکشی تک نوبت آ جاتی ہے۔ موسیقی ایک نہایت موثر اور مایوس کن شے ہیں، اور سننے والے کے اندر خودکشی کا بیج بوتی ہے۔ خاص طور پر اگر گانے کے الفاظ میں دل کا ٹوٹنا، عشق میں ناکامی، درد، تکلیف، نقصان وغیرہ کا ذکر ہو۔ ماہر نفسیات Aaron Beck بیان کرتا ہے کہ ناامیدی ایک ایسی ذہنی کیفیت ہے جو سب سے بڑی وجہ ہے جو خودکشی کرنے والے میں پائی جاتی ہے۔

Beck, Aaron, Robert Steer, Maria Kovacs, and Betsy Garrison (1985).  
"Hopelessness and Eventual Suicide." American Journal of Psychiatry 142:  
559-563.

جو لوگ موسیقی کو ایک بے اثر، ہلکی اور معمولی تفریح خیال کرتے ہیں۔ ان کو دراصل موسیقی کی طاقت کا اندازہ نہیں ہے۔ انہیں معلوم نہیں کہ موسیقی کے ذریعے سے اُن کی نفسیات میں کیا زہر گھول دیا گیا ہے۔ موسیقی سننے سے پرانی یا دیں تازہ ہوتی ہیں۔ چاہے یہ اداس کرنے والا میوزک ہو یا سرور پیدا کرنے والا۔

لوگ گانوں کے الفاظ، نثر کے مقابلہ میں زیادہ آسانی سے یاد کر لیتے ہیں۔ لہذا میوزک ایسے تاریک تخیلات ابھارتا ہے جو ایسی اداسی کی کیفیت پیدا کر سکتے ہیں جو سننے والے کی برداشت سے باہر ہو جائے اور خودکشی تک نوبت پہنچ جائے۔ اور یہ حالت کلاسیکی اور پاپ دونوں طرح کی موسیقی سے پیدا ہو سکتی ہے۔

Country Western Music ”لوک گیت“ اکثر بڑے مایوس کن الفاظ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان میں بربادی کی کہانیاں سنائی جاتی ہیں۔ جو سننے والے کو مضطرب کر دیتی ہیں۔ 1992 میں ایک مطالعہ شائع ہوا۔ اس Journal کا نام Social forces میں۔ محققین Steven Stock اور Jim Gundlach نے لوک گیت (Country Music) اور پورے امریکہ میں خودکشی کی عادات کے براہ راست تعلق کا تجزیہ کیا۔ انہوں نے امریکہ کی 49 بڑی ریاستوں کا مطالعہ کیا گیا اور دیکھا گیا کہ جتنا زیادہ Country music سنایا گیا، اتنا زیادہ سفید فام امریکی لوگوں میں خودکشی کا رجحان بڑھا۔ جس سے یہ نتیجہ نکالا گیا کہ Country Music اپنے سننے والے کے اندر خودکشی کے رجحان کی پرورش کرتا ہے، اُن مسائل کی وجہ سے جو ایسے لوگوں میں زیادہ عموماً پائے جاتے ہیں مثلاً ناکام شادیاں، منشیات کا استعمال، قطع تعلقی۔ یہ موسیقی ناامیدی اور ہلاکت کا پیغام دیتی ہے۔ جو مایوسی، منافقت اور اس جدید زندگی کا دھوکہ کی روش کا مظہر ہے۔

(Stack, Steven & Gundlach, Jim. (1992). "The Effect of Country Music on Suicide." Social Forces 71(1): 211-218.)

مثلاً کسانوں کے حالات کے بارے میں قنوطیت اور مایوسی خاص طور پر لوک گیتوں میں نظر آتی ہے۔ مثلاً Nitty Gritty Dirt Band نے ایک کسان کے بارے میں جس کا کھیت نیلام ہو گیا درج ذیل گانے کے بول ملاحظہ ہوں:

"Worked this place all my life,  
Broke my heart, took my wife.  
Now I got nothing to show."

(Peterson, Richard A. (1991) quoted in: Stack, Steven & Gundlach, Jim. (1992). "The Effect of Country Music on Suicide." Social Forces 71(1): 211-218.)

اسی طرح یہ لوگ گیت نچلے معاشی طبقے کی تنہائی والی اور غیر متناسب زندگی کی عکاسی کرتے ہیں اور زندگی کی مایوسی سے بھرپور تصویر کھینچتے ہیں۔ مثلاً Alfred Reed کا گانا

“How can a man stand such things live?”

”آدمی کس طرح یہ برداشت کر سکتا ہے اور پھر زندہ رہتا ہے۔“ خودکشی اور لوگ گیتوں کے درمیان تعلق کا پتا دیتا ہے۔ اسی طرح Billy Hill کے 1989 کے ایک مشہور گانے:

“There's Too Much Month at the End of the Money”

میں مایوسی کے احساسات کا معاشی دباؤ کے ساتھ تعلق کا اظہار کیا گیا ہے۔

لوگ گیت شادی شدہ زندگی کی کشمکش اور نا کامیوں کے ذکر کے ذریعے خودکشی کے

رجحان کی پرورش بھی کرتے ہیں۔ ایک اور جریدے Journal of Marriage and

family میں 1990ء میں ایک مطالعہ پیش کیا گیا۔ محقق Steven Stack نے 1400 لوگ

گیتوں کے موضوعات کے تجزیہ کے نتائج کی جو رپورٹ پیش کی، اُسکے مطابق 75% گانوں

کا موضوع نا کام محبت سے تعلق رکھتا تھا۔ اور یہ مایوس کن، دل برداشتہ کرنے والے پیغامات غالباً

سننے والے کے اندر خودکشی کے رجحانات پیدا کرنے کی ایک وجہ ہیں۔

(Stack, Steven. (1990). Journal of Marriage and the Family 52: 119-127.)

راک میوزک نہ صرف سننے والے کو مایوس کرتا ہے بلکہ یہ سمجھاتے ہوئے کہ ”خودکشی

ہی دراصل مسئلہ کا واحد حل ہے اور نامیدی سے نکلنے کا یہی ایک راستہ ہے“ اسے خودکشی پر بھی

ابھارتا ہے۔ The National Education Association نے اپنی تحقیق میں یہ

رپورٹ دی کہ ہر سال 600 نوجوان (Teenagers) خودکشی کرتے ہیں جس کا محرک یہ مہلک

موسیقی اور اس کا مواد اور الفاظ ہیں۔

(Information for Parents' Music Resource Center, Nashville, TN 1990)

اس سلسلے میں مندرجہ ذیل چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

### موسیقی کے اثرات کے تحت ہونے والے خودکشی کے چند واقعات:

1..... 23 دسمبر 1985ء کو 18 سالہ Raymood Belknap اور 20 سالہ Old James Vance اپنے بیڈروم کی کھڑکیوں سے کود کر ہر ایک میدان میں گئے۔ اُن دونوں نے ایسا کرنے سے پہلے مشہور گلوکار Judas Priest کا گانا Beyond the Realms of Death سنا۔ Balknap نے اپنی ٹھوڑی کے نیچے پستول رکھ کر گولی چلا دی اور وہیں ختم ہو گیا جبکہ Vance نے بھی ایسا ہی کیا مگر نشتہ پھسل جانے کی وجہ سے وہ اسی وقت تو نہ ختم ہوا مگر زخم کی وجہ سے چہرہ بگڑ گیا۔ اور پھر 3 سال بعد وہ شدید اذیت میں رہ کر وفات پا گیا۔ اُس حادثہ کے دن یہ دونوں نوجوان سارا دن میوزک / گانے سنتے رہے اور پھر ایک دم گانے کے یہ بول دہرانے شروع کئے: ”بس کر ڈالو، بس کر ڈالو، (Just do it)“ اور پھر بے قابو ہو گئے اور خودکشی کر ڈالی۔

اُن بچوں کے والدین نے Judas Priest کے خلاف عدالت میں بجوئی دائر کیا اور دلیل پیش کی کہ اس گانے میں ایک تحت اشعوری پیغام ”کر ڈالو (Do it)“ دراصل زندگی سے ناامیدی کا پیغام ہے جس نے دونوں بچوں کو اس نوبت تک پہنچایا۔ موسیقی، اس کی تھاپ، اس کے الفاظ اور مواد نے بچوں کو مسحور و محصور کر دیا یہاں تک کہ اس بات پر ان کا ایمان ہو گیا کہ زندگی کا صل موت ہے۔

2..... Ozzy Osbourne کے گانے Suicide Solutions (خودکشی کا صل) کے سننے کے بعد ایک 19 سالہ بچے John McCollum نے اکتوبر 1984 میں سر میں گولی مار کر خودکشی کر لی اس گانے کے الفاظ کچھ یوں تھے:

The reaper's traveling at full throttle  
It's catching you but you don't see  
The reaper is you and the reaper is me...  
Suicide is the only way out...

Get the gun and try it  
Shoot, shoot, shoot

یعنی:

کائناتنے والا سفر کر رہا ہے، پوری رفتار سے  
یہ تمہیں آ پکڑے گا مگر تم دیکھتے نہیں  
تم بھی کائناتنے والے ہو میں بھی کائناتنے والا ہوں  
خودکشی ہی صرف ایک راستہ ہے  
بندوق لو اور کوشش کرو  
چلاؤ چلاؤ چلاؤ۔

جب McCollum کی مردہ لاش ملی تو اس نے اپنے کانوں میں ہیڈ فونز پہن رکھے تھے۔  
اسی گانے کو بیچہ ہلاکت بتایا گیا۔

Philips (1990). Just Weeks After Judas Priest Case, Ozzy Osbourne Faces  
Similar Suits Over Subliminal Messages. L.A. Times. Los Angeles: § F, at 1.

3..... 1986ء کے فروری میں Philip Morton ایک 18 سالہ لڑکے نے  
Delafield (Wisconsin, U.S.A.) کے شہر میں اپنے آپ کو الماری کے دروازے  
سے لٹکا کر خودکشی کر لی۔ اس وقت وہ گلو کا Pink floyd کی البم ”The wall“ کا گانہ سن  
رہا تھا جس کے گانوں کے عنوانات یہ تھے: ”goodbye cruel world“ اور  
”Waiting for the worms“۔

Watkins, Terry "It's Only Rock'n' Roll ... But It Kills".  
(http://www.av1611.org/rockn.html)

4..... 16 سالہ Steve Boucher نے کوئی مارکر خودکشی کر لی۔ اس کے والدین نے  
احتجاج کیا کہ ان کے بیٹے کی موت کی بیچہ اس کا AC/DC کا گانہ Shoot to

Thrill (سنسنی کے لیے کوئی چلاؤ) کا جنون تھا۔ جس وقت اُس نے خود کشی کی، وہ اس وقت AC/DC کے پوسٹر کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔

ان تمام واقعات میں اُن نوجوانوں کو اگر موسیقی نے ایسا پیغام نہ دیا ہوتا تو کیا انہوں نے ان جرائم کے کرنے کا کبھی گمان بھی کیا ہوتا؟ ان بچوں کے گھر والے اچھی طرح جانتے تھے ایسے بچوں کا ان گانوں کے لیے جنون جو وہ ہر وقت سنتے تھے، اور انھی گانوں کے الفاظ نے اُن پر یہ مہلک تاثر چھوڑا۔

### (نفس) تحت الشعور کی گمراہی میں موسیقی کا کردار:

غیر شعوری پیغامات (Subliminal messages) ہمارے ضمیر ہی کی غمازی کرتے ہیں۔ یہ وہ پوشیدہ احساسات یا آراء ہیں جن کو صرف ہمارا ضمیر یا تحت الشعور ہی محسوس کر سکتا ہے۔ یہ پیغامات انتہائی سرعت اور غیر محسوس طریقے سے سننے والے کو پہنچائے جاتے ہیں۔ جس کا اسکو شعور تک نہیں ہوتا اس کے ذرائع مواصلات موسیقی کے واسطے سے ہماری سماعت بھی ہو سکتی ہے اور تصاویر کے واسطے سے مطبوعہ شکل میں، بصارت بھی ہو سکتی ہے۔ جو چپکے سے اور تیز تحرکت کے ساتھ سکرین پر پیش ہوتے ہیں۔ اور دیکھنے والا اس بات کا شعور تک نہیں رکھتا کہ اس نے کچھ دیکھا ہے، موسیقی کا اپنی گمراہ کن بہکالے جانے والی طاقت کی وجہ سے ان غیر شعوری پیغامات کو انسان کے شعور تک لے جانے میں بڑا حصہ ہے۔ مثلاً الفاظ کی ادائیگی یا تو بہت تیزی سے ہوتی ہے یا پھر دھن کے ساتھ مل کر اس طرح اثر رکھتی ہے کہ سننے والا ان کو سننے کے باوجود شعوری طور پر سن بھی نہیں رہا ہوتا۔

ہمارا نفس کس طرح دھوکہ کھا جاتا ہے، اس کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم جانیں کہ ہمارا شعور / نفس کس طرح کام کرتا ہے۔ ہمارے نفس کے اندر غلط اور صحیح کی پہچان و دیت شدہ ہے۔ یہ ایک اخلاقی قدر ہے جیسے کہ قرآن پاک میں فرمایا گیا:

فَالْتَمِمْهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا - (سورہ الشمس: 8)

”اور پھر (اللہ تعالیٰ نے) اسکو اُلھام کر دیا اسکا فُجور (شر) اور اس کا تقویٰ (خیر)۔“

دوسری طرف ہمارا تحت اشعوری ذہن وہی اطلاعات ذخیرہ کرتا ہے جو اسکو حاصل ہوتی ہیں۔ جب غلط اخلاقی اقدار ہمارے دماغ کو غیر شعوری یا تحت اشعوری انداز میں پیش کی جاتی ہیں تو یہ ہمارے شعوری ذہن کو نظر انداز کرتے ہوئے جو صحیح اور غلط کی تمیز کی صلاحیت رکھتا ہے تحت اشعور میں ذخیرہ ہو جاتی ہیں اور اس طرح ہماری اخلاقی حس تباہ ہوتی رہتی ہے۔

1957ء میں پہلی دفعہ تحت اشعور کی اہمیت کو لوگوں کی توجہ (انتفات) میں لایا گیا جب James Vicary نے اصرار کیا کہ اس کی کمپنی Subliminal Projection Co. نے ایک ایسا آلہ دریافت کیا ہے جو ایک فلمی پردہ پر ہر 5 سیکنڈ سے کم تر دو رائے کیلئے ایک پیغام دے گا (ظاہر کرے گا) ایک فلمی تھیٹر نے اس آلہ کو 6 ہفتہ کے لیے استعمال کیا۔ پیغام جو پردہ پر بار بار چلایا گیا، وہ یہ تھا:

”کوکا کولا پیو“ بھوکے ہو؟ پاپ کارن کھاؤ“

Drink Coca Cola, hungry? Eat Popcorn!

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پاپ کارن کی فروخت %58 بڑھ گئی اور کوکا کولا کی %18۔ ان دنوں کے بعد لوگ اس دریافت پر غصے سے باہر ہو گئے کیونکہ ان کے لحاظ سے یہ انسانی ذہن کو بڑے ماہر انداز میں قابو میں لینے کے مترادف تھا۔

(Capps, Pamela Marsden (1991). "Rock on Trial: Subliminal Message Liability." Columbia Business Law Review 27.)

یہی غیر شعوری یا تحت اشعوری انداز میوزک میں بھی آزمایا جاتا ہے۔ اس طرح جس طرح TV فلموں اور دوسرے مواصلاتی ذرائع میں استعمال کیا جاتا ہے بلکہ موسیقی میں تو اسکا مسحور کن اثر اس عمل کو مزید مؤثر بنا دیتا ہے اور بڑے غیر محسوس طریقے سے اس میوزک کے پیغامات تحت اشعور تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔

یہ غیر شعوری پیغامات اتنے مدہم، غیر محسوس اور سرمت والے ہوتے ہیں کہ ان کو دھیان

میں نہیں رکھا جاسکتا یا قابو نہیں کیا جاسکتا۔ اُن کی سرعت اور غیر محسوس انداز شیطان کے وسوسہ ہی کی طرح ہوتا ہے جو وہ انسانوں میں پھونکتا ہے اور جو انسانوں پر بہت جلد اثر کرتے ہیں۔

قرآن پاک میں شیطان کی اس چال کو اس طرح بیان کیا گیا:

الَّذِي يُوسِّسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ

وہ جو کہ پھونکتا ہے (خیالات) انسانوں کے دلوں میں (سورۃ الناس: 5)

فَوَسَّوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا دَمٌ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلَىٰ

اور شیطان نے اس کے دل میں وسوسہ ڈالا، کیا اے آدم! کیا میں تمہیں پتہ نندوں ہمیشہ رہنے

والے درخت اور ایسی بادشاہت کا جو کبھی نہ ختم ہو؟ (سورۃ طہ: 120)

مختلف تجربات و مشاہدات میں اس لاشعوری انداز کی پیغام رسانی کا موثر ہونا ثابت

کیا گیا ہے اور مختلف سائنٹفک رسالوں میں یہ مطالعات شائع کئے گئے ہیں۔ جس طرح James

Vicary کا تجربہ Coke اور Popcorns کی فروخت کے سلسلے میں اوپر بیان کیا گیا ہے۔

اسی طرح جنوری 1958ء میں Seattle radio station, KOL کے ریڈیو سٹیشن نے اپنی

نشریات اور پروگراموں کیساتھ پیغام رسانی کا یہ غیر شعوری انداز بھی شامل کیا "How about a

cup of coffee" اور اسکے علاوہ "Someone is at the door"۔ اس تجربہ میں یہ

پتہ چلا کہ اکثر لوگوں نے کافی (Coffee) کے بارے میں سوچا یا بنائی اور دروازے تک بھی

گئے۔ اسی طرح KYA سان فرانسسکو نے یہ غیر شعوری پیغام رسانی کا تجربہ کیا اور اپنے سننے

والوں سے ریڈیو سٹیشن کو لکھنے کی درخواست کی۔ 6 دن کے اندر اندر ریڈیو سٹیشن کو تقریباً 87 جوابی

خطوط ملے۔

(Capps, Pamela Marsden (1991) Columbia Business Law Review 27)

میوزک انڈسٹری کا طریقہ یہ ہے کہ تحت الشعور تک پیغام رسانی کے لیے کوئی لفظ یا جملہ

ڈرم کی دھن کے ساتھ نتھی کر دیتے ہیں۔ اور یہ جان بوجھ کر کیا جاتا ہے۔ جب گانا ریکارڈ ہو رہا ہوتا

ہے۔ مثلاً پہلے والے خودکشی کے کیس میں Do it کا لفظ ایک غیر شعوری پیغام کے طور پر شامل کیا گیا تھا۔ وکیل پامیلا مارسڈین کیس بیان کرتی ہیں:

”عدالت میں یہ پتا چلا کہ ‘Do it’ کے الفاظ دراصل گلوکار اور گٹار کی آوازوں کا مجموعہ تھے۔ اور یہ گواہی بھی موجود ہے جو یہ ثابت کرتی ہے کہ یہ طریقہ ارادی طور پر اختیار کیا گیا۔ یعنی ترتیب وار Do it کے الفاظ کا ڈرم کی تھاپ میں وہاں مندرج ہونا جہاں پر ایک آواز کا وقفہ (Punch in sound) تھا، اس مقام پر ایک ریکارڈیشن دیا جاتا، پیشتر اس کے کہ بارہا دفعہ الفاظ ‘Do it’ ظاہر ہوں۔ اور کمپیوٹر کے تجزیہ بھی یہ ظاہر کرتا ہے کہ گلوکار کی سانس کے ساتھ ہر دفعہ ریکارڈ پر ‘Do it’ سنائی دیتا تھا۔“

Capps, Pamela Marsden (1991). "Rock on Trial: Subliminal Message

Liability." Columbia Business Law Review 27.

اسی طرح دوسرے واقعہ جو کہ McCollum کی خودکشی کے سلسلے میں بیان ہوا ہے Terry Watkins بیان کرتا ہے کہ (IBAR) Institute for Bio Acoustic Research Inc کو اختیار دیا گیا کہ وہ گلوکار آئزہارن کے گانے "Suicide Solution" (خودکشی ہی حل ہے) کا تجزیہ کریں جو کہ چھپے ہوئے الاشعوری موسیقی کی سطور کے طور پر اس گانے میں منتقل ہوئے۔ انہوں نے یہ دریافت کیا کہ گانے میں الاشعوری طور پر چھپا ہوا پیغام پہلی دفعہ سننے والے کے فہم میں نہیں آتا البتہ گانے کی یہ غیر محسوس سطور اتنی ضرور سنی جاسکتی ہیں کہ ان کا مطلب و مقصد واضح طور پر سمجھ آ جاتا ہے بلخصوص جب گانے کو بار بار سنا جائے اور یہ زیر سطور پیغام کیا ہے؟

Why try, why try? Get the Gun And Try it!

Shoot.....Shoot.....Shoot

کیوں آزمائیں کیوں آزمائیں؟ بندوق لو اور آزماؤ چلاؤ.....چلاؤ.....چلاؤ اور اس کے بعد ایک زوردار قہقہہ!۔“

اس مباحثہ کا مقصد پڑھنے والوں کو یہ مطلع کرنا ہے کہ موسیقی اور گلوکاری محض غیر نقصان دہ تفریحات نہیں ہیں یعنی بے اثر نہیں۔ چاہے مشرق ہو یا مغرب، موسیقار اور گلوکار جو کہ شیطان کے چیلے، جواہری ہیں، عمدایا غیر عمدایہ چھپی ہوئی لاشعوری شاعرانہ پیغام رسانی کلاسیکی یا پاپ موسیقی کے ذریعے سے کر رہے ہیں۔ یہ موسیقی میں مدغم فحاشی، منشیات، طغیان، مذہبی روایات کے خلاف سرکشی کے پیغامات آخر کار سننے والے کی شخصیت اور روش پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اور معاشرے کی اخلاقی اقدار کے تانے بانے کو چند ہی سالوں میں تباہ و برباد کر کے رکھ دیتے ہیں۔

### عورت کو جنسیات کے آلہ کے طور پر پیش کرنے میں موسیقی کا کردار

اس کتاب کے گذشتہ ابواب میں یہ بتایا گیا تھا کہ موسیقی کا سب سے بنیادی موضوع جنسیت ہے۔ جوانی پر مرکوز موسیقی اور جنسی تعلقات کے مابین ایک مشترکہ بات یہ ہے کہ عورت کو ان گانوں میں ایک جنسی شے یا آلہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ ان گانوں میں شہوت پسند آدمی کا دوسرے آدمیوں کے ساتھ عورت کے حصول کے لئے مقابلہ ہوتا ہے۔ کو یا کہ عورت ایک جنسی شے ہو جس کی قدر اس کی جسمانی کشش پر منحصر ہو۔

(Gow, J. (1995). "Reconsidering gender roles on MTV: depictions in the most popular music videos of the early 1990s." Commun Rep. 9: 151-161.)

آج کل کی ابھرتی ہوئی نوجوان پود میں ایسے مواد کو بار بار دیکھنا اس خیال کو تقویت بخشتا ہے کہ عورت محض ایک جنسیات کا ذریعہ ہے جیسے کہ میڈیا کے محقق ماہر نفسیات Monique Ward نے Journal of Youth and Adolescence کی 2002ء کی اشاعت میں ایک تحقیق میں ثابت کیا۔

اس طرح کی تعریفات سے بار بار واسطہ پڑنا اس بات پر منہج ہوتا ہے کہ آدمی اور عورت کا یہ رویہ زوال کردار شخصیتوں کے اندر سمویا جائے اور یہی ان کا تشخص بن جائے۔ لہذا عورت

کا ایک جنسی شخصیت کے طور پر پیش کرنا، بلوغت کو پہنچنے والے لڑکے لڑکیوں کی جنسی روش پر اثر کر سکتا ہے۔ اس نظریہ کی تصدیق ایک مفصل سائنسی مطالعہ و مشاہدہ میں کی گئی ہے، جو اگست 2006ء کے ایک میڈیکل جرنل Peadriatics میں شائع ہوا۔ ایک محقق Steven Martino، PhD، پینسلوانیا اور اُن کے معاون سائنسدانوں نے ایک قومی ٹیلی فونک سروے کیا 1461 بالغوں کا جو 12-17 سال کی عمر میں تھے۔ اور پھر دوبارہ ایک اور تین سال بعد 2001 میں جب پہلا انٹرویو کیا گیا تو زیادہ تر شرکاء کنوارے تھے، پھر اُس کے بعد 2002ء اور 2004ء میں یہ دیکھنے کے لیے انٹرویوز کئے گئے، کہ آیا موسیقی (جو بھی انہوں نے اختیار یا پسند کی) کا انکے بعد کے رویہ پر کیا اثر ہوا، اس تجربہ میں حصہ لینے والے لوگوں نے یہ بھی بتایا کہ ہر ایک نے کتنی دفعہ آدھے درجن سے زیادہ فنکاروں کو سناؤہ فنکار جو جواں پود میں بہت مشہور اور پسندیدہ تھے۔

اس مطالعہ سے ثابت ہوا کہ وہ حصہ دار جنہوں نے ایسے میوزک کو اختیار کر رکھا تھا، جن میں شہوانیت کا پیغام تھا، آئندہ 20 سال کے اندر اندر شہوانی نقل و حرکت میں ملوث ہونے کا دو گنا زیادہ خطرہ رکھتے تھے۔ بمقابلہ اُن بچوں کے جنہوں نے اس طرح کا شہوانیت بھرا میوزک یا تو بہت تھوڑا یا بالکل اختیار نہیں کیا۔

ڈاکٹر Martino کہتے ہیں: ایسے میوزک سے جو جنسی زوال پیدا کرے۔ زیادہ واسطہ پڑنے سے جنسیات کے بارے میں (اسکے سننے والے کو) ایک خاص پیغام ملتا ہے۔ لڑکے یہ سیکھتے ہیں کہ انکو عورت کے حاصل کرنے میں ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے اور لڑکیاں یہ سیکھتی ہیں کہ وہ اپنے آپ کو ایک جنسی آلہ خیال کریں۔

Associated Press (August 07, 2006)

(<http://www.cnn.com/2006/HEALTH/parenting/08/07/sexlyrics.teens.ap/index.html>)

موسیقی کے مواد کی بالغوں کے جنسی رویہ پر اثر انگیزی کے بارے میں رائے دیتے ہوئے ڈاکٹر مارٹینو لکھتے ہیں:

”موسیقار جو اس طرح کی جنسی عکاسی کرتے ہیں، اپنے گانوں میں وہ اپنے سننے والوں

میں صحت مند جنسی روش کی دلچسپی کی نمائندگی نہیں کر رہے بلکہ وہ کوئی خاص پیغام پہنچا رہے ہیں کہ آدمی اور عورت کا جنسی کردار کیا ہونا چاہیے۔ یہ عین ممکن ہے کہ ایسے نثر اور سطور (lyrics) سے عورت میں جنسیات کا آلہ ہونے اور آدمی میں شہوانی لگن میں لگن کردار ہونے کا خیال پروان چڑھائیں اور اس کو قبولیت کا درجہ ملے۔

(Martino, Steven C., Collins, Rebecca L., and associates (August 2006).

"Exposure to Degrading Versus Nondegrading Music Lyrics and Sexual Behavior Among Youth." Pediatrics 118(2): 430-441.)

ایک اور تحقیق جو ڈاکٹر مارٹینو بیان کرتے ہیں، وہ یہ مشاہدہ ہے کہ موسیقی سننے کا اور انسانی جنسی روش میں براہ راست تعلق ہے۔ یعنی جواں پود کا جتنا زیادہ وقت موسیقی سننے میں صرف ہوگا، اتنی ہی جلدی ان کے جنسی تعلقات قائم ہو جائیں گے اور یہ حقیقت ہے بغیر اس بات کے کہ وہ میوزک کس قسم کا ہے۔ اور اس کی غالباً وجہ یہ ہے کہ ہر قسم کی موسیقی چاہے اس کا مواد کچھ ہی ہو، جسمانی خواہشات جگاتی ہے۔

(170)۔

David walsh ایک ماہر نفسیات جو National Institute Of Media and Family کے سربراہ ہیں، وہ بھی ڈاکٹر مارٹینو کے مشاہدات و مطالعات سے متفق ہیں کیونکہ دماغ کی حسی لہروں کے مرکز میں انسان کے بلوغت کے سالوں میں جب جنسی دلچسپی بھی پیدا ہو رہی ہوتی ہے، ایک بڑی تبدیلی رونما ہو رہی ہوتی ہے۔ اور اس مرحلے پر ایسے شہوت بھرے گانوں کا انسانی روش پر اثر کرنا کوئی تعجب کی بات نہیں۔

Natasha Ramsey (طاہرہ رمزی) sexetc.org کی ایک جواں ایڈیٹر (Teen-Editor) ہے، یہ ویب سائٹ جواں پود کے جنسی رویے کے بارے میں ہے جو Rutgers University نے شروع کی۔ ایک انٹرویو میں اعتراف کرتی ہے کہ وہ اور دوسرے نوجوان ایسے شہوانی میوزک کو اس لیے سنتے ہیں کہ وہ اس کی دھن (beat) کو پسند

کرتے ہیں۔ اس بات کا اُسے کوئی احساس نہیں ہوتا کہ اس میں کسی شہوت یا عصمت دری کا کوئی بیان چل رہا ہے۔ حالانکہ جو کچھ بھی ہے پیغام تو نوجوانوں کے ذہنوں میں ڈال دیا جاتا ہے اور ہمیں احساس تک نہیں ہوتا کہ کہاں تک..... نوجوان تو اس انکار کریں گے کہ نہیں! یہ موسیقی وجہ نہیں حالانکہ موسیقی ہی وجہ ہے اور اس کا ہماری زندگیوں پر بڑا گہرا اثر ہے۔“

Associated Press (August 07, 2006)

جس گانے کا موضوع بھی جنسیات اور عشق وغیرہ ہے، اگر غور کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ ان میں خاص اصرار عورت کی جسمانی ہیئت پر ہے اور اس طرح سے اُسے ایک مارکیٹ کی جنسی پیداوار کی طرح پیش کیا جاتا ہے۔ ایسے گانے کبھی عورت کے عاقل ہونے یا اسکے روحانی شرف کی مدح کرتے ہوئے نہیں ملتے۔

ایسی تحقیقات و تجزیات کی بنیاد پر یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ ایسی موسیقی اور گانوں کا ذہنوں پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ عورت خود اپنی نظر میں عفت مآبی اور حیا، میانہ روی کی اخلاقی اقدار کو کھودیتی ہے اور جو باور کروایا جاتا ہے، وہ یہی ہے کہ وہ جنسیات کا ایک آلہ ہے اور آدمی کا اسکو حاصل کرنے کی سعی میں لگے رہنا ہی اصل مقصد ہے۔ یہ رویہ شاید جانوروں پر تو صادر آتا ہو مگر انسان کو تو انسان ہی بن کر رہنا چاہیے۔ عورت وہ نہیں جو ایسے میوزک میں ظاہر کی جاتی ہے۔ میانہ روی اور حیا کے بارے میں حدیث شریف کے مطابق آپؐ نے حیا اور شرم (عفت مآبی) کو اسلام کے خاص خواص قرار دیا۔ آپؐ فرماتے ہیں:

لِكُلِّ دِينٍ خُلُقٌ وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ۔ (موطاء امام مالک)  
 ”ہر مذہب کی ایک خصوصیت (خلق) ہے، اور اسلام کی خصوصیت شرم اور حیا ہے۔“

عربی زبان میں حیا کا مادہ ”حیات“ ہے جس کا مطلب ہے رہنے کے لیے زندگی۔ کو یا کسی قوم کی زندگی کا دار و مدار شرم و حیا پر ہے۔ کسی قوم میں جب بے شرمی اور بے حیائی پھیل جاتی ہے تو اس قوم کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ حیا عورت کی فطرت ہے اور عورت حیا کا مظہر ہے

جیسے کہا گیا ہے ”اپنی خلوت میں ایک کنواری سے زیادہ حیا دار۔“

عورت سے اسکی حیا لے لینے سے وہ فطری رجحان جس کے ساتھ وہ پیدا کی گئی تھی بھٹک جاتا ہے، عورت کو کبھی اپنا مقام نہیں بھولنا چاہیے کہ وہ نبی آدم ہے۔ عورت اور مرد وہ ہیں کہ جن میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی روح پھونکی اور دونوں کو عزت و اکرام و ولایت کیا اور ان کو زمین پر اللہ کا خلیفہ بنایا جیسے کئی مقامات میں قرآن پاک میں فرمان الہی ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ

اور بے شک ہم نے آدم کی اولاد کو اکرام (عزت و توقیر) بخشا (سورۃ الاسراء: 70)

ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِہٖ

پھر اس نے (اللہ تعالیٰ نے) اس کی ٹوک پک سنواری، پھر پھونکی اس میں اپنی روح میں سے (جو اللہ نے پیدا کی اس شخص کے لیے)

وَجَعَلْ لَّكُمْ السَّمْعَ وَالْأَبْصَرَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ

اور بنائے اس نے (اللہ نے) تمہارے لیے کان (سماعت) اور آنکھیں (بصارت) اور دل (تاکہ مذر کریں) مگر تم کم ہی شکر گزاری کرتے ہو۔ (سورۃ السجدہ: 9)

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً (سورۃ البقرہ: 30)

اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں سے کہ میں بنانے والا ہوں زمین پر ایک خلیفہ۔ عورت کو یہ نہ بھولنا چاہیے کہ کہ نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں عورت کو بہت اعلیٰ اور ارفع مقام دیا ہے مثلاً:

1..... جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ

بِحُسْنِ صَحَابَتِي قَالَ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ

ثُمَّ اُمِّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ اَبُوكَ (صحیح مسلم)  
ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول، لوگوں میں سب سے زیادہ کون میری اچھی صحبت کے لائق ہے؟

آپؐ نے فرمایا: تمہاری ماں۔

آدمی نے پوچھا: پھر کون؟

آپؐ نے فرمایا: ”تمہاری ماں۔“

اس آدمی نے پوچھا پھر کون؟

آپؐ نے فرمایا: ”تمہارا باپ۔“ (صحیح مسلم)

2..... اللہ تعالیٰ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ تم اپنی ماں کی نافرمانی کرو۔  
(صحیح البخاری)

3..... مَنْ عَالَ جَارِئَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنَا وَهُوَ وَضَمَّ اصَابِعَهُ  
(صحیح مسلم)

”جو اپنی 2 بیٹیوں کو پروان چڑھائے گا یہاں تک کہ وہ با شعور ہو جائیں، وہ اور میں روز قیامت اس طرح آئیں گے۔ (اور پھر آپؐ نے اپنی دو مبارک انگلیوں کو جوڑ کر دکھایا)“

4..... طَلَبُ الْعِلْمِ كَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ (سنن ابن ماجہ)  
علم حاصل کرنا ہر مسلمان (آدمی اور عورت) پر فرض ہے۔“

## موسیقی اور ٹیلی ویژن کا الحاق..... ظُلُمْتُ عَلَى ظُلُمْتُ

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو جو اس کو ودیعت فرمائے، ان میں سننے اور دیکھنے کی حیثیات

(senses) سب سے زیادہ طاقتور ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ہمیں تذکیر فرماتے ہیں:

قُلْ هُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَرَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ۔

کہہ دیجئے کہ وہی ہے (اللہ) جس نے تمہیں بنایا اور عطا کئے تمہیں سماعت (کان) اور بصارت (آنکھیں) اور دل مگر کم ہی تم شکرگزار کرتے ہو۔ (سورۃ الملک: 23)

موسیقی اور گلوکاری انسان کے جذبات پر دو طرح سے اثر انداز ہوتی ہے۔ ایک تو گانے والے کی آواز کی لے بمع آلات موسیقی کی لہریں، اور اسکے علاوہ، یہ منتقلی بغیر الفاظ کے صرف تاثرات ہیں۔ اگر دیکھنا اور سننا ایک ساتھ ہو رہا ہو تو تاثرات زیادہ گہرے ہونگے۔ موسیقی کے وڈیو بڑے ڈرامائی نظری تاثرات لکھتے ہیں جسکی وجہ اجتماعی سماعتی و بصری طاقت (combined audio-visual power) ہے جو ناظرین کو مسحور کر دیتی ہے۔

ڈاکٹر براؤن اور ڈاکٹر ہینڈی (Dr. Hendee and Dr. Brown) جو ماہرین طب ہیں، کہتے ہیں: ایک لمحہ فکر یہ ہے کہ موسیقی اور ٹیلی ویژن کا الحاق اور مرکب بڑا طاقتور اور باہم اثر رکھتا ہے۔ مختلف سمتوں سے آنیوالی حسی لہریں ظاہر ہے پیغام کو باہم قوی کرتی ہیں۔ خاص طور پر سکھانے اور دہرانے کے ذریعے سے۔

Brown, E.F. & Hendee, W.R. (1989). "Adolescents and their music. Insights into the health of adolescents." The Journal of the American Medical Association 262: 1659-1663.

بہت سے محققین نے میوزک اور ٹیلی ویژن کے الحاق کے تباہ کن اثرات پر بہت زور دیا ہے۔ 1986ء میں Youth Society Journal میں ایک مطالعہ شائع کیا گیا کہ جب 10th گریڈ کے بچوں نے خاص منتخب میوزک وڈیو ز ایک گھنٹے تک دیکھے۔ MTV (میوزک ٹیلی ویژن) کے اثرات کو محققین Williams اور Greenson نے نوٹ کیا کہ ان

بچوں کا خیال شادی سے پہلے جنسی تعلقات کے بارے میں تائیدی ہو گیا، اُن بچوں کے مقابلے میں جو اس تجربے سے نہ گذارے گئے۔ لہذا یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ میوزک اور ویڈیوز کا اشتراک اپنے دیکھنے والے کے نظریات اور اخلاقی اقدار کو بالکل بدل کر رکھ دیتا ہے۔

اسی طرح دو محققین رحمان اور ریلی (Reilly) نے اپنی ایک تحقیق میں لوگوں کی ایک جماعت کی نقل و حرکت کا مشاہدہ کیا کہ جب ایسے لوگوں کو تشدد بھرا موسیقی کا ویڈیو دکھایا گیا تو دیکھنے والے (حصہ دار) ایسے نظارے کے فوراً بعد حقیقی دنیا میں ہونے والی کسی قسم کی بھی جارحیت کے سلسلے میں بالکل بے حس ہو گئے تھے۔

Rehman, S. & Reilly, S. (1985). "Music videos: a new dimension of televised violence." Penn Speech Comm Ann. 41: 61-64.

ایسی موسیقی میں دیکھا گیا ہے کہ جہاں گانوں کے مواد میں فحاشی اور شہوت سننے میں مل رہی ہو اور اس کے ساتھ ہی ویڈیوز بھی مواد فراہم کر رہے ہوں، تو دیکھنے والوں پر اس کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ جیسے جیسے میوزک ویڈیوز کے نئے میڈیم معاشرے میں متعارف کروائے جا رہے ہیں، معاشرت کے ماہر سائنسدانوں نے اس کے اثرات کا مشاہدہ شروع کر دیا ہے۔ خاص طور پر زمانہ جدید میں راک میوزک اور میوزک ویڈیوز کا جو بالعموم پر تباہ کن اثر ہو رہا ہے، اس کے بارے میں کافی تشویش پائی جاتی ہے۔ کیونکہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں دونوں اخلاقیات کی زوال پذیری اور جواں بچیوں میں عمل کے ذمہ دار گردانے جا رہے ہیں۔

Stanford University کے محقق Thomas N Robinson اور اُن کے معصروں نے ایک تحقیق کی جس میں میڈیا، میوزک اور شراب کے مابین تعلق کا مشاہدہ کیا۔ انہوں نے ایک پہلی (بنیادی) اور پھر 18 ماہ بعد کی رپورٹ اکٹھی کی اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ میڈیا کے مسلسل استعمال سے جس میں ٹی وی، ویڈیوز اور میوزک ویڈیوز کا دیکھنا شامل تھا، اس کے علاوہ ساری عمر شراب کے استعمال کرنے والے اور وہ جنہوں نے تجربہ کے طور پر 30 دن تک شراب کا استعمال کیا۔ 533، طلباء پر تجربہ کیا گیا (یہ نویں جماعت کے طلباء تھے Sanjose CA کے

6 عدد پبلک سکولوں سے)، اُس تجزیہ اور مطالعہ کا نتیجہ یہ تھا کہ ہر دفعہ ایک گھنٹہ میوزک وڈیو بڑھانے سے شراب نوشی کا رجحان %31 بڑھ گیا ہے۔ اگلے 18 مہینوں میں مصنفین نے یہ نوٹ کیا کہ بالغوں میں شراب نوشی کی ابتداء کا خطرہ ہے، ان میں جن میں ٹی وی اور میوزک وڈیوز کی بہت مشغولیت کی علامات پائی جائیں۔

Robinson, T. N. Helen, L.C. & Killen, J.D. (1998). Television and music video exposure and risk of adolescent alcohol use. Pediatrics, 102

### حدیث نبوی ﷺ کی ایک پیشین گوئی.....

لوگوں کا اپنے سروں پر میوزک کا اٹھائے ہونا:

رسول پاک ﷺ نے اپنی ایک حدیث میں فرمایا:

يَشْرَبْنَ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِي الْخَمْرَ يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا يُعَزَفُ عَلٰى رُؤُسِهِمْ بِالْمَعَازِفِ وَالْمَغْنِيَّاتِ يَخْسِفُ اللّٰهُ بِهِنَّ الْاَرْضَ وَيَجْعَلُ مِنْهُمْ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ (سنن ابن ماجہ)

”جلد ہی میری امت میں سے لوگ ہوں گے جو شراب پیئیں گے اس کو اسکے نام کے علاوہ دوسرے نام سے پکاریں گے۔ ان کے سروں پر موسیقی اور گانے کے آلات ہوں گے اور وہ گانے والیوں کو سنیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے نیچے سے زمین کو شق کر دیں گے اور ان کو بندر اور خنزیر میں بدل دیں گے۔“ (سنن ابن ماجہ)

گویا آخری زمانے کی علامات میں سے ایک علامت لوگوں کا سروں پر موسیقی کے آلات اٹھائے پھرنا ہے اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ لوگوں نے سروں پر (کانوں میں) موسیقی کے ہیڈ فونز

(Head phones) لگا رکھے ہیں یعنی 1400 سال پرانی پیشین گوئی کی آج تصدیق ہو رہی ہے۔

آج کل کے جدید آلات موسیقی کے سروں (کانوں) پر ہونے کے بارے میں ایک دریافت نوپراٹھارائے کرتے ہوئے ایک میڈیکل محقق Elizabeth F. Brown نے بیان کیا:

”آج کے نوجوان کے لیے میوزک خاص طور پر ہمہ گیر حالت ہے۔ راک میوزک کے اوائل کے دنوں میں ریڈیو بھاری اور حجم میں بڑے ہونے کے باعث بس ایک ہی جگہ رکھے جاتے تھے۔ جب ٹرانزسٹر ریڈیو نکل آئے تو میوزک کو ساتھ لیے پھرنا آسان ہو گیا۔ آلات موسیقی (ہیڈ فونز) کے حجم میں چھوٹے سے چھوٹے ہوتے جانے اور انکی ہلکی اور اعلیٰ ترین بناوٹ نے جوانوں کے لیے اپنے آپ کو موسیقی میں مسلسل غلطیاں رہنے کو ممکن بنا دیا ہے۔

Brown, E.F. & Hendee, W.R. (1989). The Journal of the American Medical Association 262: 1659-1663

یہ بات حیران کن تو نہیں مگر قابل مذمت ضرور ہے کہ ہمارے جدید صنعت گر معاشرے نے ایسی تفریحی صنعت گری کی ہے تاکہ لوگ کرہ ارض پر ہر جگہ موسیقی سے لطف اندوز ہو سکیں۔ چھوٹے آلات موسیقی کے ذریعے سے چلتے پھرتے کام کرتے، یہاں تک کہ سوتے ہوئے بھی وہ اپنے پسندیدہ میوزک وڈیو دیکھ یا سن سکتے ہیں۔ بلکہ بعض کپڑوں کی کمپنیوں نے تو اپنے گاہکوں کے لئے ایک ذاتی Stereo مہیا کیا ہے۔ جس میں Jackets اس طرح بنائی گئی ہیں کہ ان کے ٹوپی والے حصے میں (Hoods) ریڈیو اور سپیکرز اندر ہی سی دیئے گئے ہیں۔“

Chepesiuk, Ron (Jan 2005). "Decibell Hell: The Effects of Living in a Noisy World." Environmental Health Perspectives 113 (1): A35-A41.

پروفیسر Allan Bloom آج کل کے میوزک کی علت کے بارے میں کہتے ہیں:

”آج 10 سال سے 20 سال کے درمیان نوجوانوں کی ایک بڑی نفری (آبادی) موسیقی ہی کے لیے زندہ ہے۔ یہ ان کا جنون ہے اسکے علاوہ کوئی چیز ان کو محظوظ نہیں کر سکتی۔ وہ کسی ایسی چیز کو بخیرگی سے نہیں لیتے جس کا تعلق موسیقی سے نہ ہو۔ وہ موسیقی کے لیے بے چین رہتے ہیں اپنے سکول کے وقت میں یا جب وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ ہوتے ہیں، گھروں میں، کاروں میں، ہر جگہ موسیقی کے Stereos موجود ہیں۔ موسیقی کی محفلیں ہیں، ہر جگہ موسیقی کے چینل مل جاتے ہیں۔ Walkman کی وجہ سے ہر جگہ..... یہاں تک کہ سفر کے دوران سوار یوں میں، کتب خانوں میں، کوئی بھی جگہ ایسی نہیں جہاں طلباء کو میوزک سے بچا کر، روک کر رکھا جاسکے۔ یہاں تک کہ مطالعہ کے دوران بھی۔“

آج کی نوجوان پود کی اس حالت پر غور و فکر کرتے ہوئے پروفیسر Bloom اُس کے تباہ کن اثرات کے بارے میں کہتے ہیں: ”جب تک ان کے ساتھ Walkman ہے، ان کو اس بات کی پروا نہیں کہ عظیم روایات کا کیا مطالبہ ہے۔ (موسیقی کی) اس طویل رفاقت کے بعد جب وہ کانوں سے اُسکو ہٹائیں گے تو معلوم ہوگا کہ وہ بہرے ہو چکے ہیں۔“

Bloom, Allan (1987). The Closing of the American Mind

## باب پنجم

# کیا موسیقی حرام ہے؟

موسیقی سے متعلق صحابہ کرامؓ، چاروں ائمہ کرام اور دیگر اسلامی سکالرز کا نقطہ نظر

یہ ضروری ہے کہ حضور ﷺ کے بعض صحابہؓ اور ان کے نیک جانشین یعنی تابعین کرامؓ کا اسلام میں موسیقی کے متعلق نقطہ نظر بیان کیا جائے۔ امام قرطبیؒ اپنی تفسیر احکام القرآن اور علامہ آلوسیؒ اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ صحابہؓ کرام اس بات پر متفق تھے کہ موسیقی اور غناء اسلام میں ممنوع ہیں۔ سوائے چند ایک استثنائی مواقع پر، جہاں مستند سنت سے ثابت ہے۔ اس نقطہ خیال میں چاروں خلفائے راشدینؓ، صحابہ کرامؓ میں چوٹی کے فقہاء مثلاً ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، ابن مسعودؓ اور حضرت جابر بن عبد اللہؓ اور صحابہ کرام کی عمومی جماعت کے لوگ شامل ہیں۔

## نبی کریم ﷺ کے اصحاب کی رائے:

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ:

حضور نبی کریم ﷺ کے یہاں موسیقی سے متعلق کہتے ہیں:

”گانا بجانا دل کے اندر رنفاقی پیدا کرتا ہے۔“

(علامہ ابن القیم الجوزیہ اغاثۃ المصنفان، دارالبیان جلد 1)

### حضرت عبداللہ ابن عباسؓ:

”دف بجانا منع ہے اور آلات موسیقی بھی استعمال کرنا ممنوع ہے۔“

(علامہ ابن القیم الجوزیہ اغاثة اللہفان، دارالبیان جلد 1)

### حضرت عثمان ابن عفانؓ:

جس دن سے میں نے حضور ﷺ کے دست مبارک پر اسلام کے لیے بیعت کی ہے، اس کے بعد سے نتو میں نے موسیقی کا استعمال کیا ہے، نہ جھوٹ بولا ہے۔ اور نہ ہی میں نے اپنے جسم کے مخفی شرم و حیا والے اعضاء کو اپنے دائیں ہاتھ سے چھوا ہے۔

(شیخ شہاب الدین سہروردی۔ عوارف المعارف 1966ء بیروت، دارالکتب العربی)

### حضرت عمرؓ ابن خطاب:

ایک مرتبہ عمر ابن خطابؓ حاجیوں کے ایک گروہ کے پاس سے گزرے۔ آپؓ نے دیکھا کہ آدمی گانا گارہا ہے۔ اور باقی سب لوگ گانا سن رہے ہیں تو حضرت عمرؓ نے ان سے کہا:

”اللہ کرے کہ تم لوگ بہرے ہو جاؤ۔ اللہ کرے کہ تم لوگ بہرے ہو جاؤ۔“

(اتحاف السادہ المتقین)

### ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ:

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنے بھائی کے گھرانہ کی بیمار بیٹیوں کو دیکھنے کے لیے تشریف لے گئیں۔ آپؓ نے دیکھا کہ ایک شخص جس نے لمبے لمبے بال رکھے ہوئے ہیں۔ وہ ان بیمار لڑکیوں کو خوش کرنے کے لیے گانا گانے کے ساتھ ساتھ اپنے جسم کو توڑ موڑ رہا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے فوراً اس کو پتے کو گھر سے نکل جانے کا حکم دیا اور کہا:

”اوہ! یہ شیطان ہے۔ اسے نکال دو، اسے نکال دو۔“

(سنن الکبریٰ للبیہقی۔ (اتحاف السادہ المتقین)

### قاسم ابن محمدؒ:

ام المومنین حضرت عائشہؓ کے بھتیجے قاسم ابن محمدؒ تھے۔ ان کا شمار مدینہ کے سات بڑے فقہاء میں ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک صاحب نے اُن سے موسیقی اور گانے کے بارے میں سوال کیا تو قاسم نے جواب دیا کہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔ اور لوگوں کو گانے بجانے سے منع کرتا ہوں۔ اس آدمی نے مزید پوچھا: کیا یہ مطلق حرام ہے؟

امام قاسمؒ نے جواب دیا: ”بھتیجے میری بات غور سے سنو! جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حق کو باطل سے علیحدہ کر کے دکھائیں گے۔ تو تم خود سوچو کہ اس وقت اللہ سبحانہ و تعالیٰ موسیقی اور گانے بجانے کو کس پلڑے میں ڈالیں گے؟“

(حارث بن اسد الحاسبی - رسالہ المستدرکین 1383ھ - حلب، مطبوعہ الاسلامیہ)

جب قرآن پاک کے احکام، اللہ کے حبیب ﷺ کی روایات اور نبی کریمؐ کے صحابہ کبارؓ کی اسلام کے متعلق آگاہی کو ایک ساتھ ملا کر دیکھا جائے تو یہ بات واضح طور پر سمجھ میں آ جاتی ہے کہ اسلام نے موسیقی کے آلات کے استعمال پر پابندی عائد کی ہے۔ اپنے نقطہ نظر کی مزید وضاحت کے لیے آئمہ اربعہ اور دیگر اسلامی سکالرز کی رائے آئندہ صفحات میں پیش کی جائے گی۔

### آئمہ اربعہ اور دوسرے اسلامی سکالرز کی رائے:

اسلامی سکالرز میں چاروں امام بشمول امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ اسلام میں موسیقی کے سننے پر حرام ہونے کی حد تک پابندی ہے۔

### امام ابوحنیفہؒ:

امام ابوحنیفہؒ کی رائے کے مطابق ہر قسم کی موسیقی کے آلات، ہاتھ سے بجانے والے ڈھول، طبلہ، حتیٰ کہ چیٹریوں کے ٹکرانے سے کسی قسم کا ساز پیدا کرنے سے منع کیا ہے۔

(علامہ محمد واہب بن عبد اللہ آل لویؒ۔ روح المعانی فی تفسیر القرآن 1983ء بیروت، مکتبہ دار الفکر)

### امام شافعیؒ:

امام شافعیؒ اپنی کتاب ”آداب القضاء“ میں لکھتے ہیں:

”بے شک گانا ایک مکروہ عمل ہے۔ یہ جھوٹ اور بیکار چیزوں کی مانند ہے جو کوئی کثرت سے اس میں مبتلا ہوگا، اُس کا اہل، بیوقوف کی شہادت رد کر دی جائے گی۔“

امام شافعیؒ کے بہت ہی قریبی شاگردوں نے وضاحت کی ہے کہ امام شافعیؒ کی موسیقی کے مسئلے میں رائے اس کے حرام ہونے کی تھی۔

### امام مالکؒ:

جہاں تک امام مالکؒ کا تعلق ہے، انہوں نے موسیقی کو حرام قرار دیا ہے سوائے چند بچگانہ یا شادی بیاہ کے مواقع پر اور وہ بھی موسیقی کے آلات کے بغیر۔ اور زن و مرد کی مخلوط آمیزش کے بغیر۔ امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ جب اسحاق ابن موسیٰ نے امام مالکؒ سے مدینہ کے لوگوں کے گانے بجانے سے متعلق نظریہ پوچھا تو امام مالکؒ نے جواب دیا:

إِنَّمَا يَفْعَلُهُ عِبْدُنَا الْفُسَّاقُ۔

”یہاں پر حقیقت میں ایسا کام گنہگار آدمی ہی کر سکتا ہے۔“

(مولانا عبدالغفار۔ اسلام اور موسیقی (جنوری 2003ء) بیثاق ماہنامہ۔)

### امام احمد ابن حنبلؒ:

امام احمد ابن حنبلؒ بھی موسیقی کی تقریباً تمام اقسام کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔ سوائے چند ایک کے، جن کا سنت سے جواز نکلتا ہے۔ امام ابن جوزیؒ اپنی کتاب ”تلمیذ ابلیس“ میں لکھتے ہیں کہ امام احمد ابن حنبلؒ کے اپنے بیٹے عبد اللہ جو کہ ان کے شاگرد بھی تھے، نے اپنے والد سے ان کی رائے موسیقی کے ضمن میں دریافت کی۔ آپؒ نے فرمایا: ”گناہ دل میں نفاق کو فروغ دیتا ہے۔ اور یہ بات میرے دل کو خوش نہیں کرتی۔“

(علامہ عبدالرحمان ابن جوزی - تلمیس الملیس - 1991ء ملتان، کتب خانہ مجیدیہ)

ضحاک:

”موسیقی اور گانا بجانا دولت کی تباہی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور دل کی بربادی پر منتج ہوتے ہیں۔“

(علامہ عبدالرحمان ابن جوزی - تلمیس الملیس - 1991ء ملتان، کتب خانہ مجیدیہ)

امام ابن تیمیہ:

مجدد اور اسلامی سکالر امام ابن تیمیہؒ اپنے مجموعہ الفتاویٰ میں لکھتے ہیں:

”چاروں مکتب فکر کے اماموں کے مذہب کے مطابق موسیقی کے تمام آلات جو دل کو خوش کریں، اسلام میں حرام ہیں۔ یہ بات پوری سند کے ساتھ صحیح بخاری میں موجود ہے کہ نبی پاک ﷺ نے پیش کوئی فرمادی تھی کہ میری امت کے کچھ لوگ زنا، مردوں کے ریشمی کپڑوں کے استعمال، شراب نوشی اور گانے بجانے کو اسلامی شریعت میں جائز کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور یہی لوگ، ہندو و زرتیر ہنادیئے جائیں گے۔ عربی زبان میں معارف موسیقی کے ایسے آئے کے متعلق بولا جاتا ہے جو لوگوں کا دل خوش کرنے کے لیے گانے بجانے میں استعمال ہوتا تھا۔ یہ ”مضافہ“ کی جمع کا صیغہ ہے، جس سے کوئی موسیقی کی لے پیدا کی جاتی ہے۔ ان اماموں کے پیروکاروں میں سے کسی نے بھی اس مسئلے میں اختلاف رائے کی نشاندہی نہیں کی کہ موسیقی کے آلات حرام ہیں۔“

(امام ابن تیمیہؒ - مجموعہ الفتاویٰ - جلد 11، صفحہ 576)

ابن عبدالبر:

ابن عبدالبر نے کہا: اس نوع کی تمام آمدنیاں، جن کے حرام ہونے میں تمام علماء کے درمیان مکمل اتفاق رائے پایا جاتا ہے، جیسے سود و طوائف کی کمائی، رشوت، میت پر نوحہ کرنا اور گانے کی اُجرت، قسمت کا حال اور علم نجوم بتانے والے کو پیسے ادا کرنا۔ بانسری بجانے والے کو اجرت دینا اور ہر قسم کی جوئے بازی وغیرہ (اکافی)۔

### حسن البصریؒ:

ابوبکر الخلال نے بتایا کہ حسن بصریؒ (جو کہ تزکیہ قلب کے بڑے استاد ہیں اور بہت بڑے ولی اللہ ہیں)، فرماتے ہیں کہ دف بجانے کا مسلمانوں کے معاملات سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور عبد اللہ ابن مسعودؓ کے شاگرد اُسے توڑ دیا کرتے تھے۔  
(شیخ ناصر الدین البانیؒ - آلات موسیقی کی حرمت (عربی) 1996ء مصر، مکتبہ الدلیل)

تاہم یہاں یہ بات ضرور ذہن نشین رہے کہ مسلم فقہاء نے خوشی کے چند مواقع پر دف کے استعمال کو جائز قرار دیا ہے۔ جیسے مثال کے طور پر شادی بیاہ کے موقعوں پر اور اسکی غرض و غایت لطف اندوز ہونے کے لیے نہیں بلکہ لوگوں کو مطلع کرنے کی ہے۔

### حارث ابن اسد الحاسبیؒ:

اسلامی تصوف کے امام حارث ابن اسد الحاسبی نے اپنی کتاب رسالہ المسترشدین میں بڑی وضاحت سے گانے بجانے کے ضمن میں اپنا نقطہ نظر بیان کیا ہے:  
”ہمارے لیے موسیقی اور گانا بجانا ایسے ہی حرام ہے جیسے کسی مردار جانور کا گوشت کھانا حرام ہے“

(حارث بن اسد الحاسبی۔ رسالہ المسترشدین 1383ھ حلب۔ مکتب مطبوعات اسلامی)

### جنید بغدادیؒ:

اسلامی تصوف اور روحانیت کا ایک بڑا نام شیخ جنید بغدادی کا ہے۔ وہ بھی موسیقی کے متعلق لکھتے ہیں  
”اگر آپ محسوس کریں کہ کوئی مرید آپ سے سماع (یعنی قوالی) کے متعلق اجازت طلب کرے تو آپ سمجھ لیں کہ ابھی تک اس کے اندر روحانی نقص پایا جاتا ہے۔“

(شیخ شہاب الدین سروردی حواری العارف)

### فضیل ابن عیاضؒ:

اس عظیم صوفی عالم کے مندرجہ ذیل الفاظ کو نہری حروف سے لکھنا چاہیے:  
 ”گنا، زنا کی جانب بڑھنے کی سیڑھی ہے۔“

(شیخ شہاب الدین سہروردی، عوارف المعارف)

### امام ابو حامد الغزالیؒ:

امام غزالیؒ ایک لمبی چوڑی بحث کے بعد جو کہ سماع کی اجازت سے متعلق تھی، اپنی کتاب احیاء علوم الدین میں وضاحت کے ساتھ لکھتے ہیں کہ ”موسیقی کا سننا اور گانا جبکہ عورت کی ہمراہی بھی حاصل ہو۔ یا گانا بجانے کے آلات، یا شہوت انگیز شاعری موجود ہوں، یہ سب تمام اسلامی تعلیمات کے تحت حرام ہیں۔“

(امام ابو حامد الغزالی احیاء علوم الدین 1978ء کراچی، دارالاشاعت)

### امام النوویؒ:

امام نوویؒ جو کہ عظیم محدث ہیں اور جن کی دو کتابیں ریاض الصالحین اور ربیعین النووی کو اسلامی دنیا اور مسلم امت میں قبول عام کی حیثیت حاصل ہے۔ موسیقی کے متعلق اپنا اظہار خیال اس طرح کرتے ہیں:

”یہ غیر شرعی عمل ہوگا، اگر ہم موسیقی کے آلات استعمال کریں یا سنیں۔ جس طرح شراب سے شرابی کو نسبت ہے، اسی طرح طبلہ، سارنگی، بانسری وغیرہ کو موسیقی سے تعلق ہے۔ شادی یاہ کے موقع پر یا بچوں کے ختنہ کے وقت یا اسی طرح کسی اور موقع پر دف بجانے کی اجازت ہے۔ چاہے اس وقت دف کے ارد گرد گھنگھر و بندھے ہوں، البتہ طبلہ یا ڈھولک بجانا بھی غیر شرعی عمل ہے۔“ (المغنی جلد 4، صفحہ 429)

### ابن قدامہؒ:

ابن قدامہؒ نے موسیقی کے متعلق اپنا فتویٰ یوں دیا ہے:

”موسیقی کے تین قسم کے آلات ہیں جو کہ حرام ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جو تاروں سے بنے ہوتے ہیں۔ کچھ ہانسری کی مانند ہیں اور کچھ طبلے سارنگی وغیرہ۔ جو کوئی ان آلات موسیقی کو استعمال کرنے کے متعلق اصرار کرے گا، اس کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔

(المغنی جلد 10، صفحہ 173)

### شیخ شہاب الدین سہروردیؒ:

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ عظیم صوفی اور اسلامی سکالر ہیں۔ اور سہروردی سلسلہ روحانی کے بانی ہیں۔ انہوں نے ایک کتاب ”عوارف المعارف“ تصنیف کی ہے۔ جو دل کے تزکیہ کے متعلق گراں قدر علمی معلومات فراہم کرتی ہے۔ اور بجا طور پر یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے ایک شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے دو باب گانے سے متعلق وقف کئے ہیں۔ انہوں نے پہلے باب میں سماع یعنی مذہبی گیت یا قوالی کی اسلام میں اجازت سے متعلق بحث کی ہے۔ اور دوسرے باب میں انہوں نے گانے کی ممانعت سے متعلق گفتگو کی ہے۔ بحث مباحثے کے تمام حاصل میں وہ حضور اکرم ﷺ، ان کے صحابہؓ اور دیگر اسلامی سکالرز کے نقطہ خیال کے مطابق کہ سماع چند مخصوص شرائط سے جائز ہے۔ وہ اس موقف پر قائم رہے۔ تاہم وہ دوسرے باب میں لکھتے ہیں۔ جب لوگ اپنے آپ کو سماع میں مبتلا کریں تو انہوں نے اپنا بیشتر وقت ضائع کر دیا۔ ان کی نمازوں میں سرور کی کیفیت ختم ہونا شروع ہوگئی۔ پھر وہ لوگ سماع کی محفلوں میں جانے کے عادی ہو گئے۔ پھر قوالوں کے کلام سے لطف اندوز ہونے کے لیے انہوں نے محفلیں سجانے اور اجتماع قائم کرنے کے لیے اس کام میں سرعت دکھائی شروع کر دی۔ جبکہ صوفی سکالرز سے یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہ تھی کہ اسلام میں ایسے اجتماعات کی قطعاً کوئی اجازت نہیں ہے۔“ (عوارف المعارف) (شیخ شہاب الدین سہروردی)

### ابوعلیٰ رواذیؒ:

تزکیہ نفس کے بہت بڑے عالم ہیں اور شیخ امام العارفین ابوعلیٰ رواذی کے نام سے مشہور ہیں۔ ایک مرتبہ ان سے کہا گیا کہ ایک آدمی موسیقی کے آلات سے لطف اندوز ہوتا ہے۔

اور پھر یہ دعویٰ بھی کرتا ہے کہ یہ طرز عمل اس کے لیے حلال ہے۔ کیونکہ وہ روحانیت کے ایسے بلند مقام پر پہنچ چکا ہے جہاں پر بعض پابندیوں کا اس پر اطلاق نہیں ہوتا۔ شیخ روہاڑیؒ نے اس کا منہ توڑ جواب دیا:

”ہاں وہ ایسے مقام پر پہنچ چکا ہے لیکن کہاں؟ جہنم میں!“

(ابن حجر مکی۔ کفایہ العوام، مفتی محمد شفیع صاحب، اسلام اور موسیقی کراچی۔ مکتبہ دارالعلوم)

### شیخ احمد سرہندی فاروقیؒ:

شیخ احمد سرہندی فاروقیؒ جو کہ مجدد الف ثانی کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں، ایک بہت بڑے اسلامی سکالر اور مجدد تھے۔ انہوں نے ہندوستان میں بڑے وسیع پیمانے پر تحریک احیائے اسلام کیلئے کام کیا۔ یہ اسلامی تاریخ کے دوسرے ہزار سالہ دور کی ابتداء کا زمانہ تھا۔ اور ہندوستان میں مغل بادشاہ اکبر کی بادشاہی کا زمانہ تھا، جس کی حکومت اسلام دشمن حکومت تھی۔ شیخ احمد سرہندی نے اپنے مکتوبات میں سے ایک مکتوب میں موسیقی کے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ تحریر کئے۔ (مکتوب نمبر 266):

”مذہبی موسیقی، گانا اور رقص کرنا دراصل ایک فضول قسم کی تفریح ہے، جسے مذہبی اصطلاح میں ابو ولعب کہا جاتا ہے۔ قرآن پاک میں بہت سی آیات میں اور حضور ﷺ کی احادیث میں اسلامی فقہاء کی بے شمار روایتیں ہیں جن میں موسیقی اور گانے بجانے کی ممانعت اتنی کثرت سے پائی جاتی ہے کہ شمار کرنا مشکل ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی کسی حکومتی ایکشن یا غیر معتبر ذرائع سے موسیقی کو جائز ثابت کرنے کی کوشش کرے تو اس کے دعوے کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیا جائے گا کہ کسی اسلامی فقیہ نے کسی بھی اسلامی تاریخ میں اس کے جواز میں فتویٰ نہیں دیا کہ رقص و سرود جائز ہے۔ ہمارے دور کے کچھ نادان صوفیوں نے اپنے استادوں کی حرکات و سکنات کو بہانہ بنا کر مذہب میں موسیقی اور گانے کو دین کا ایک حصہ مان کر اسے عبادت کا درجہ دے دیا ہے۔ قرآن پاک ایسے لوگوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے: ایسے لوگ مذہب کو کھیل تماشا اور تفریح کے طور پر لیتے ہیں۔ (سورہ الاعراف: 51)۔

تمام تعریفیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے ہیں، یہ اس کی رحمت اور برکتیں ہیں کہ ہمارے

روحانی استاد ایسی بیماریوں میں مبتلا نہیں ہوئے۔ اور ہمارے جیسے پیروکاروں کو ان سے معاملات سے دور رکھا۔ (شیخ احمد فاروقی سرہندی، مکتوب مجد الف ثانی، کراچی۔ ادارہ مجددیہ)

شیخ نوح حم کیلر: Nuh Hameem Keller:

شیخ نوح حم کیلر عصر حاضر کے مامور صوفی ہیں، پہلے وہ عیسائیت کے کیتھولک مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ بعد میں وہ 1977ء میں قاہرہ میں الازھر کی درسگاہ میں مسلمان ہو گئے۔ پھر شام اور اردن میں جا کر انہوں نے اسلامی روایتی علوم مثلاً علم حدیث، شافعی اور حنفی اصول و قوانین، فقہ کے اصول، عقیدہ پڑھے۔ یہاں پر وہ 1980ء سے رہ رہے ہیں۔ موسیقی کے متعلق انہوں نے درج ذیل الفاظ میں اظہار خیال کیا ہے:

”اگر دل میں تقویٰ اور ایمان کامل ہو تو بات بڑی واضح ہے کہ بنیادی طور پر موسیقی کے آلات کا استعمال حرام ہے۔ یہ بات صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور ﷺ نے ایسا کیا ہے۔ اور انہوں نے ہمارے فائدے کے لیے ایسا کیا ہے۔ اگر آپ اپنی روح میں زہر گھولنا چاہتے ہیں تو پھر موسیقی کا استعمال کریں۔“

Keller, Sheikh Nuh Ha Mim (2002 - 2005). Is listening to the recorded

music permissible?(audio)

(<http://www.sunnipath.com/Resources/Questions/QA00004456.aspx>)

شیخ عبدالعزیز ابن باز:

شیخ عبدالعزیز ابن باز سعودی عرب کے مفتی اعظم اور اسلامک فقہ پر سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے موسیقی اور گانے پر مندرجہ ذیل فتویٰ صادر فرمایا ہے:

”موسیقی کا سننا اور گانا گانا اسلام میں حرام ہے اور برائی پر عمل کرنے والی بات ہے۔ ایسے عمل سے دل سخت ہو جاتے ہیں۔ اور لوگوں کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیتے ہیں۔ اور ساتھ ہی نماز سے

بھی غافل کر دیتے ہیں“

(ابوسعید موسیقی اور گانا بجانا قرآن وحدیث کی روشنی میں 2003ء کراچی دارالتقویٰ)

### مولانا محمد تقی عثمانی (سابقہ جج):

آپ ایک نامور اسلامی اسکالر ہیں جو اسلامی شریعت کورٹ پاکستان کے جج بھی رہ چکے ہیں۔ آپ اپنی ایک کتاب ”اصلاح معاشرہ“ میں لکھتے ہیں:

”عہد رسالت اور عہد صحابہؓ میں بھی دنیا کے لوگ کھیل تماشوں کے شیدائی تھے اور انہیں تبلیغ کرنے کے لیے ایسے تماشے ایجاد کئے جاسکتے تھے جو ان کے دل کو بھانکیں، لیکن صحابہ کرامؓ نے ڈراموں اور مانکوں کے ذریعے دنیا کو بیوقوف بنانے کے بجائے مثالی کردار اور حسن عمل سے ہی لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیا۔ اور دنیا کی آخری حدود تک تو حید کا پرچم اہرا کر چھوڑا۔ آج ہم تبلیغ اسلام کی خاطر اپنا نفرت انگیز کردار عمل چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اور محض فلمیں بنا کر اور میوزک شو رچا کر اسلام کی تبلیغ کرنا چاہتے ہیں تو یہ ایک ایسا خیال خام ہے جس کا موجد شیطان کے سوا اور کوئی نہیں۔ اس طرح جو خدمت کی جائے گی، وہ اور خواہ کچھ ہو تو ہو، اسلام نہیں ہو سکتی۔“

(مفتی محمد تقی عثمانی، اصلاح معاشرہ 1998ء کراچی مکتبہ دارالعلوم)

### ایسے حالات جن میں گانے کی اجازت ہے:

مذکورہ بالا بحث میں یہ بات کہی گئی تھی کہ چند ایک صورتوں میں ایسا کرنے کی اجازت ہے لہذا اس کی یہاں پر وضاحت کی جائے گی۔ گانے گانا، کھیل تماشہ کرنا اور دف وغیرہ بجانا کسی خاص تقریب کے موقع پر کرنے کی اجازت ہے اور جہاں تک صرف دف کو چھوڑ کر دوسرے آلات موسیقی کا تعلق ہے، وہ کسی بھی تقریب کے لیے جائز نہیں ہے۔ دف ایک کول ڈھول کی مانند ہوتا ہے جس کی مشابہت کافی حد تک اس طبلے سے ہوتی ہے جس کے ارد گرد لوہے کی پٹی چڑھی ہوتی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ خاص خاص موقعوں پر جیسے شادی بیاہ اور عیدوں کے موقع

پردہ بجانے کی اجازت ہے۔ اور مندرجہ ذیل روایت سے ہمیں اس بات کا جواز ملتا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَعَبْدُ جَارِيتَانِ مِنْ جَوَارِي الْأَنْصَارِ تَغَيَّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثَ قَالَتْ وَلَيْسَتْا بِمُغَيَّيَتَيْنِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَمَّا الشَّيْطَانُ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَلِكَ فِي يَوْمٍ عِيدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا، وَهَذَا عِيدُنَا. (صحيح البخاري، كتاب العيدين)

آنحضرت ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ گھر تشریف لائے۔ اس وقت دو چھوٹی لڑکیاں جنگ بعاث کے متعلق گانا گاری تھیں۔ اور وہ کوئی پیشہ ور گانے والی نہیں تھیں۔ پیغمبر خداؐ آ کر لیٹ گئے اور منہ دوسری طرف کر لیا۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے۔ جب انہوں نے دیکھا تو مجھے برا بھلا کہنا شروع ہو گئے۔ اور کہا کہ گانے بجانے کے یہ شیطانی کام حضور نبی پاک ﷺ کے سامنے ہو رہے ہیں؟ حضور پاک ﷺ نے اپنے رخ انور کو حضرت ابوبکرؓ کی جانب پھیرتے ہوئے فرمایا: انہیں چھوڑ دو۔ جب حضرت ابوبکرؓ دوسرے معاملات میں مصروف ہو گئے تو میں نے دونوں چھوٹی لڑکیوں کو کہا کہ اب وہ چلی جائیں۔ لہذا وہ دونوں چلی گئیں۔ اور وہ دن عید کا دن تھا۔

(صحیح بخاری)

محمد ابن حاطب روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے فرمایا:

فَضْلُ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الْمُلْفُ وَالصُّوْتُ وَرَفْعُ الصُّوْتِ فِي الْيَمِينِ

(رواہ ابن ماجہ، جامع ترمذی)

”دُف اور آواز (یعنی گانے کے ذریعے اعلان کرنا) ایک جائز اور ناجائز شادی میں فرق

کرتے ہیں۔ یعنی اس سے جائز شادی کا اعلان کیا جاتا ہے۔“

(جامع ترمذی۔ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔)

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا رَفَّتْ امْرَأَةً إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةَ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوَ فَإِنَّ الْأَنْصَارَ يُعَذِّبُهُمُ اللَّهُ.

(صحیح بخاری، کتاب النکاح)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ شادی کا اعلان کرو۔ اور ایسے موقع پر دف بجاؤ۔ (جامع ترمذی، امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔) چنانچہ شادی اور عید کے موقع پر بالخصوص ہمیں گانے اور دف بجانے کی اجازت دی گئی ہے۔

### موسیقی کے سننے اور گانے بجانے کے متعلق قانونی حکم:

جیسا کہ ہم نے اس کتاب کے شروع میں ہی بتا دیا تھا کہ اسلامی قوانین کسی معاملے کو اس طرح حل کرتے ہیں کہ ہم کسی مسئلے کی کہنہ تک کیسے پہنچتے ہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ قرآنی قوانین سے مکمل آگاہی اور سنت رسولؐ کی پوری سمجھ بوجھ کا ہونا ہے۔ پھر ان اسلامی معلومات یا سمجھ بوجھ کو ذہن میں رکھتے ہوئے کسی بھی مسئلے کی اصل حیثیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کا حل نکالا جاتا ہے۔ قرآن و سنت سے اس خاص مسئلے کو سمجھ کر فتویٰ دیا جاتا ہے کہ آیا مخصوص مسئلہ اسلام کی رو سے جائز ہے یا ناجائز۔ ایسا کرتے وقت یا فتویٰ دیتے وقت اس مسئلے کے فائدے اور نقصانات کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ اسلامی شریعت میں مسائل کے نفع و نقصان کو خاص اہمیت اس لیے بھی حاصل ہے کہ شریعت میں معاشرے کو نفع پہنچانا ایک مرکزی نکتہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہم مسائل کو تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

1..... آلات موسیقی (ڈھول، طبلہ، پیانو، ہانسری، گٹار، کمپیوٹر میوزک، وغیرہ)

2..... گانے کے بول

3..... گلوکار یا جو شخص موسیقی ترتیب دیتا ہے۔

ہم نے قرآن و سنت سے موسیقی اور گانے سے متعلق نظریات معلوم کئے، اس کے علاوہ ہم نے صحابہ کبارؓ اور بڑے بڑے اماموںؒ اور اسلامی کالرز کا نقطہ نظر جاننے کی کوشش کی

ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے علم سائنس کی رو سے یہ بتایا ہے کہ موسیقی اور گانے بجانے سے کس طرح فرد سے لے کر پوری سوسائٹی تک منفی اثرات پھیل جاتے ہیں۔ لہذا ہم تمام حقائق اور شواہد کو اکٹھا کر کے موسیقی سننے اور گانے بجانے سے متعلق اپنی قطعی رائے درج ذیل الفاظ میں پیش کرتے ہیں:

”موسیقی کے ایسے آلات جو خالصتاً تفریح طبع کے لیے بنائے جاتے ہیں، ناجائز اور حرام کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور چاہے انہیں گانے کے دوران استعمال کیا جائے یا بغیر گانے کے بجائے جائیں۔ مزید یہ کہ گانے کے آلات سے جو آواز نکلتی ہے، چاہے وہ آواز کمپیوٹر کی مدد سے یا کسی گائیک کے منہ سے پیدا ہوتی ہو، وہ بھی حرام کے درجہ میں شامل ہے۔ تاہم اسلامی سکالرز کی ایک معتد بہ تعداد اس امر پر متفق ہے کہ کچھ مواقع پر دف کا استعمال مرد اور عورت کر سکتے ہیں۔ یہ واضح رہے کہ بعض قدرتی آوازیں جیسے آبشار کا گرنا اور پرندوں کی چچہاہٹ کسی موسیقی کے زمرے میں نہیں آتی۔

جہاں تک بغیر آلات موسیقی کے گانوں کا تعلق ہے اور گانوں کے الفاظ غیر شرعی یا جس موقع پر گائے جا رہے ہیں، جیسے عورتوں اور مردوں کے مخلوط اجتماع میں گائے جا رہے ہیں۔ یا اس وقت گائے جا رہے ہیں جبکہ فرض کی ادائیگی میں خلل واقع ہو رہا ہو تو ایسی صورت میں شریعت گانے بجانے کی قطعاً اجازت نہیں دیتی بلکہ ایسا کرنا حرام قرار دیتی ہے۔ لیکن اگر گانے کے مذکورہ بالا عوامل کا استعمال نہیں ہے اور بغیر کسی قسم کے آلات موسیقی کے گیت گایا جا رہا ہے، سوائے دف کے استعمال کے تو ایسی صورت میں گانا جائز ہوگا۔

لہذا اسلامی نظمیں اور گیت جو مردوں اور عورتوں کی علیحدہ علیحدہ محفلوں میں ہو (یعنی عورتوں کی بے پردگی نہ ہو) موسیقی کے آلات کا استعمال نہ ہو اور ان گانوں میں غیر شرعی باتیں (مثلاً عشق معاشقے اور خواتین کے حسن کی باتیں) نہ ہوں تو ایسے گیت گانے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں لیکن ہم ایک مرتبہ پھر یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ آلات موسیقی (سوائے دف کے علاوہ) کے لیے اسلام میں کوئی جگہ نہیں۔

## باب ششم

### اسلامی موسیقی کے حق میں ہونے والے مباحثے کا تنقیدی تجزیہ

- ☆.....کیا اسلامی موسیقی ”Islamic Music“ جیسی کوئی چیز ہے؟
- ☆.....کیا ہم اسلامی موسیقی سن سکتے ہیں؟
- ☆.....کیا موسیقی کو اسلام کی اشاعت کے اعلیٰ مقصد کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے؟
- ☆.....کیا موسیقی کا موضوع اسلام میں ایک متضاد رائے ہے؟

اس باب میں ایسے ہی سوالات کے جوابات دیئے جائیں گے اور موسیقی کے حق میں جو دلائل دیئے گئے ہیں، ان کا منطقی اور مدلل تجزیہ کیا جائے گا۔

اگر اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو ہم دیکھیں گے کہ ایک بھی اسلامی عالم نے موسیقی کو اپنے پیشہ کے طور پر اختیار نہیں کیا۔ انسان کی فطرت تنوع پسند ہے، اور اسلام اس بات سے خوب آگاہ ہے کہ چاہے اسلامی موسیقی کے طور پر ہی موسیقی کو اختیار کیا جائے، یہ بالآخر حرام اور ناجائز موسیقی ہی کی طرف لے جانے والی چیز ہے۔ دراصل حق بات تو یہ ہے کہ اسلامی میوزک، اسلامک بیئر (شراب)، اسلامک بنگو (Bingo)، جوابازی (یا اسلامک سوشلزم جیسی اصطلاحات سے اسلام کا سرے سے کوئی تعلق نہیں۔ ایک شراب کی بوتل پر حلال کا لیبل چسپاں کر دینے سے وہ جائز نہیں ہو جاتی۔ وہ اسکو پاک نہیں کر دیتا۔ یہ بس آنکھ کا دھوکہ ہے۔

شراب ہمیں کسی نیک کام پر ابھارنے کے لیے استعمال نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی ہلکی پھلکی تفریح کے طور پر استعمال کی جاسکتی ہے۔ ایک سور (خنزیر) کو ذبح کرتے وقت تکبیر کہہ دینے سے اس کا گوشت حلال نہیں ہو جائیگا۔

اسی طرح ہمارے مالوں پر دیا گیا سود، منافع کہنے سے ربوہ کی حقیقت سے بچ نہ جائے گا، جو اسلام میں سختی سے منع کیا گیا ہے تو یہ علی الاعلان گمراہی ہے۔  
مسلمانوں کے لیے خاص طور پر جدت پسند علماء اور ذہین لوگوں کے لیے کہ وہ اسلامی موسیقی جیسی کوئی اصطلاح بھی استعمال کریں۔

آج چند جدت پسند علماء اور روشن خیال مفکرین، جو ”اسلامی موسیقی“ جیسی گمراہ کن اصطلاحات استعمال کرتے، انھوں نے اسلام اور موسیقی کے درمیان ایک متذبذب حالت اختیار کر رکھی ہے اور وہ مسلمانوں کی گمراہی کے ذمہ دار ہیں۔ بعض نے تو یہاں تک جسارت کر ڈالی ہے کہ صحابہؓ اجمعین اور تابعینؓ پر افترا کی گئی ہے کہ نہ صرف انہوں نے موسیقی اور گانا کو سنا بلکہ اسکو غلط بھی نہ جانا۔ لیکن یہ لوگ اپنی اس بات کی دلیل میں صحیح الاسناد روایات پیش نہیں کر سکتے۔

امام مسلمؒ اپنی صحیح المسلم کے تعارف میں بیان فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن مبارکؒ نے فرمایا تھا: **لَوْ لَا اسْتِنَادُ لِقَالِ مَا شَاءَ مِنْ شَاءَ**۔ ”اسناد مذہب کا ایک حصہ ہیں، اگر اسناد نہ ہوتیں تو ہر شخص جو چاہتا کہہ دیتا“۔ موسیقی کا سننا اسلام میں ایک غیر اسلامی عمل ہے اور واضح طور پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ نے منع فرمادیا۔ ”اسلامی موسیقی“ جیسی گمراہ کن اصطلاح کبھی حقیقت نہیں بن سکتی۔ موسیقی اور اسلام میں ایسا بعد ہے جیسا مشرق اور مغرب کے مابین قرآن، سنت اور مسلم علماء کے فیصلہ کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے جیسا کہ میں نے اپنے ایک انگلش کے شعر میں بیان کیا ہے:

"Oh! Music is music and Islam is Islam,  
and never the twain shall meet."

”خبردار! موسیقی موسیقی ہے اور اسلام، اسلام ہے، اور دونوں کے مابین کبھی ملاپ

نہیں ہو سکتا۔“

وہ لوگ جنہوں نے اسلام میں موسیقی کے حق میں رائے زنی کی ہے، ذیل میں ان کے اقوال کا تنقیدی اور منطقی تجزیہ پیش کیا جاتا ہے:

اسلام میں موسیقی کی ممانعت - ایک اختلافی مسئلہ نہیں بلکہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے۔  
دعویٰ: اسلامی شریعت میں موسیقی ایک بہت اختلافی ہے، بہت سے مشہور علماء نے اسکو حرام قرار دیا ہے۔ جبکہ دور حاضر کے کچھ ایسے علماء ہیں جو گانے اور موسیقی کے آلات کے استعمال کے حق میں ہیں۔

اس دعویٰ کا جواب:

پہلی بات تو یہ ہے کہ ایسا کہنے والے اپنے ثبوت میں کوئی دلیل لائیں اور کسی ایسے عالم کا نام بیان کریں جو یہ کہتا ہو کہ ”موسیقی اسلامی شریعت میں ایک بہت بڑا اختلافی مسئلہ ہے“ اس میں تو کوئی شک نہیں کچھ دور جدید کے علماء کچھ شرائط کے ساتھ آلات موسیقی کے استعمال کو جائز قرار دیتے ہیں۔ مگر یہ کہہ دینے سے یہ مسئلہ ایک اختلافی مسئلہ نہیں بن جاتا۔  
یہاں ہمیں ایک بہت مازک اور اہم نظریہ (جو اسلام کی اقدار اور قانون کا محافظ ہے) ضرور سمجھ لینا چاہیے، وہ یہ ہے کہ اگر چند گنتی کے علماء وہ نظریہ رکھتے ہیں، جو بھاری بھر کم تعداد کے موقف کے برعکس ہو تو اس سے یہ گفت و شنید نہ تو ”متضاد رائے مسئلہ“ بن جاتی ہے اور نہ ہی فرق و اختلاف قابل قبول و برداشت ہو جاتا ہے۔ یہ اصول فقہاء کے مابین متفقہ رائے ہے جس کا اظہار وہ اس طرح کرتے ہیں:

لَا يُنْكَرُ الْمُخْتَلَفُ فِيهِ وَإِنَّمَا يُنْكَرُ الْمُجْمَعُ عَلَيْهِ

(اختلافی مسائل پر اختلاف رکھنا معیوب نہیں بلکہ اصل معیوب بات یہ ہے کہ ایسے مسائل پر اختلاف کیا جائے جن پر اجماع ہو۔)

علماء نے ”اختلاف الرائے مسائل“ کی یوں وضاحت کی ہے کہ کمزور رائے تو خارج الحدیث ہے، البتہ اتفاق الرائے کے لیے تو میدان کھلا ہے۔ اسی وجہ سے امام ابن القیمؒ ”اعلام الموقعین“ میں بڑی تفصیل کے ساتھ اُن مسائل کا فرق بیان کرتے ہیں جو اجتہادی نوعیت کے ہیں بمع شرائط اور وہ مسائل جو قابل اجتہاد نہیں ہیں، چاہے کچھ علماء اپنی رائے میں اس کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں، اگر اس تفریق کا لحاظ نہ رکھا جائے یا یہ ضابطہ نافذ نہ کیا جائے تو کوئی قانونی مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہ اس بے توجہی سے اسلام کے صفحہ ہستی سے مٹنے کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔

اگرچہ یہ قابل تعجب تو ہوگا مگر یہ نہایت ضروری ہے کہ ہم اپنے ذہنوں اور اپنے دلوں کو کچھ حقائق کے لیے کھلا رکھیں۔ اگر ہم متقابل فقہ (Comparative fiqh) خاص طور پر المغنی، المجموع، فتح الباری، عمدہ القاری یا التہدید جیسی بڑی بڑی ضخیم خزائن کتب کا مطالعہ کریں تو ہم ایسا کوئی قانونی مسئلہ شاید ہی پائیں گے جو کسی اختلاف رائے کے بغیر ملے۔ اور اگر ہم ہر اختلاف کو ہر مسئلے میں قبول کرتے چلے جائیں تو نتیجتاً ہمارے پاس اسلام میں سے کچھ نہ بچے گا۔ اسی وجہ سے علماء اکثر کہتے رہے ہیں:

مَنْ تَصَبَّحَ الرُّخَصَ فَقَدْ تَزُنُّقَ -

”جو جان بوجھ کر مذہب میں سہولت ڈھونڈتا ہے، زندگی ہو جاتا ہے۔“

یہ بات قابل توجہ ہے کہ کسی مسئلے پر اختلاف الرائے اس مسئلہ کو قابل قبول نہیں بنا دیتا۔ رائے کے صرف اُس اختلاف کو قبول کیا جاسکتا ہے، جس میں اجتہاد کی گنجائش ہو۔ خاص طور پر جب اختلاف ایک بڑی نوعیت کا ہو۔ اور اس کو بڑے اخلاص اور غیر متعصب طریقے سے حل کرنا چاہیے۔

ماضی میں ایک مضحی بھر علماء کی جماعت نے موسیقی کو جائز قرار دیا ہے۔ جن میں ابن حزم، شوکانی، النابلسی اور امام الغزالی شامل ہیں، ان میں سے کوئی بھی عالم حضور اکرم ﷺ کے بعد کی دودھیوں کا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے قریبی زمانے میں ان کے صحابہ کرامؓ، سلف

صالحین، اسلامی تصوف کی بنیاد رکھنے والے صوفیاء اور ائمہ اربعہ کرام کے نزدیک موسیقی اسلام میں منع اور حرام ہے۔

ابن حزم نے صحیح بخاری کی حدیث مبارکہ جس میں موسیقی کو حرام / منع قرار دیا گیا ہے، قبول نہیں کی، اس میں کوئی شک نہیں کہ ابن حزم ایک انتہائی ذہین اور مانے ہوئے عالم تھے مگر ان کی شخصیت کئی متضاد صفات کی مالک تھی۔ وہ ”ظاہری فقہ“ کے عقیدے سے تعلق رکھتے تھے جس کے مطابق عدالتی و قانونی مسائل میں قرآن و سنت کے ظاہری لفظی (صرف لغوی) معنی استعمال کیے جاتے ہیں۔ (مسئلہ حل کرنے کے لیے) یہ فقہی نظریہ اب فرسودہ اور پرانا خیال کیا جاتا ہے بلکہ ناپید ہے۔ حدیث کی جانچ پڑتال اور استدراک میں ابن حزم کے نظریات غیر موزوں اور غیر مدلل ہیں۔ ابن تیمیہؒ کے ایک برگزیدہ اور ثقہ شاگرد اور محدث الحافظ ابن عبدالحامد، ابن حزم کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ روایات کی اسناد کے تنقیدی تجزیے اور راویوں کے حالات میں اکثر غلطیوں کا شکار ہوئے ہیں۔ مثلاً انہیں امام ترمذیؒ، جو حدیث میں خاص شہرت رکھتے ہیں اور امام بخاریؒ کے طالب علم رہے ہیں، کے نام تک سے واقف نہ تھے۔

حافظ ذہبی اپنی کتاب میزان الاعتدال میں ابن حزم کے بارے میں لکھتے ہیں: ابن حزم کا امام ترمذیؒ کو مجہول قرار دینا ایک بے بنیاد دعویٰ ہے جبکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ابن حزم، امام ترمذیؒ اور ان کی کتاب جامع الترمذی، جو احادیث کا مجموعہ ہے، کے بارے میں مکمل طور پر لاعلم تھے۔

حافظ ابن حجرؒ ایک مشہور و معزز محدث اپنی تصنیف لسان المیزان جلد چہارم میں فرماتے ہیں: ”ابن حزم بہترین ضبط و حافظہ رکھتے تھے۔ مگر ان کے اس حافظہ کے ضبط پر بہت بھروسہ اکثر ان سے روایات و راویوں کے بارے میں جرح و تنقید کی غلطیوں کا باعث بنتا۔ اور اکثر غلط ترین اوہام کا صدور ہوتا۔“

جہاں تک امام غزالیؒ کا تعلق ہے، وہ اپنی تصنیف احیاء العلوم الدین میں فرماتے ہیں کہ ایسی موسیقی کا سننا جس میں عورت یا موسیقی کا آلہ یا فحش شہوانی شاعری بھی شامل ہو بالکل حرام ہے۔

عبدالغنی النابلسی کا بھی یہی معاملہ ہے کہ وہ بھی اسلام میں اسلامی موسیقی، (سماع) کے جائز ہونے کے قائل ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ایسے علماء قلت میں ہیں اور دوسرا یہ کہ سماع مشروط ہے اور ان شرائط کا پورا ہونا لازم ہے، جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ نازک و لطیف آلات موسیقی، ماحول جس میں میوزک سنا جاتا اور گانے کے بول جو بولے جاتے ہیں، ان کی موجودگی میں امام غزالیؒ جیسے علماء کی دائرہ کردہ شرائط کا پورا ہونا ناممکنات میں سے ہے، لہذا ان شرائط کے بغیر اسلام میں موسیقی اور گانا سننا ناجائز ہو جاتا ہے۔ شوکانی، چونکہ ابن حزم ہی کے عقیدے اور نظریے سے تعلق رکھتے ہیں لہذا ان کی بھی اسلام میں موسیقی کے بارے میں وہی رائے ہے جبکہ تمام دوسرے بڑے سکہ بند حنبلی علماء مثلاً امام احمد ابن حنبلؒ، امام ابن تیمیہؒ، ابن جوزیؒ، ابن القیمؒ، ابن قدامہؒ وغیرہ۔ اسلام میں موسیقی کو حرام قرار دیتے ہیں۔

علمی تحقیق کی کمی کی وجہ سے موسیقی کو اسلام میں ایک اختلافی موضوع سمجھ لیا گیا ہے۔ علماء کی اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ اسلام میں موسیقی ممنوع ہے۔ اصل سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ علماء کی اتنی بڑی اکثریت پچھلے 1400 سالوں سے کس طرح متفق ہے کہ آلات موسیقی منع ہیں اگر بالفرض حقیقت اس کے خلاف ہے؟ کیا ایسا تو نہیں کہ ہم ارادۃً ان علماء پر پچھلے 1400 سال سے افتراء کر رہے ہوں؟ اللہ تعالیٰ کیوں ہمیں ایک طرف تو یہ حکم دیں کہ ”مگر تمہیں معلوم نہیں تو ان سے پوچھ لو جن کو معلوم ہے“ اور جبکہ رسول خدا کا فرمان ہے کہ علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ اور دوسری طرف علماء کی اتنی بڑی اکثریت پچھلے 1400 سال سے ایک غیر مردج قانونی (Invalid Legal Opinion) رائے کی طرف داری کریں؟ کیا اس سے اسلام کے معتبر و معتمد ہونے میں شک نہیں ہوگا جو انہی علماء کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے۔

در اصل فکر کی بات یہ نہیں کہ ایک ثقہ عالم دوسرے کثیر التعداد عالموں کی مخالفت کیوں کر رہا ہے۔ بلکہ قابل غور بات یہ ہے کہ اتنے کثیر التعداد علماء کس طرح صرف موسیقی کے آلات کے منع ہونے پر یقین رکھنے کی غلطی کر رہے ہوں؟

امام قرطبیؒ اپنی تفسیر احکام القرآن اور امام آلوسیؒ اپنی تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی متفقہ رائے یہ ہے کہ موسیقی اور گلوکاری منع ہے (اور سنت کے مطابق صرف کچھ

خاص استثناء ہیں)۔ ان صحابہ میں چاروں خلفائے راشدینؓ، فقہاء صحابہ جیسے ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، ابن مسعودؓ اور جابر ابن عبد اللہؓ اور باقی صحابہ کرامؓ اجمعین شامل ہیں۔

ابن تیمیہؒ اپنی تصنیف مجموعہ الفتاویٰ میں لکھتے ہیں: چاروں ائمہ کرام کی نظر میں آلات موسیقی حرام ہیں۔ یہ صحیح البخاری اور دوسری جگہ پر بھی ملتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ان کی امت میں سے ایسے لوگ ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور آلات موسیقی کو جائز قرار دیں گے۔ اور وہ بندروں اور خزیروں میں تبدیل کر دیئے جائیں گے۔ کسی بھی امام نے موسیقی کے بارے میں کوئی قابل مباحثہ (اختلافی) بات نہیں کی۔ (المجموع 11/576)

### غیر ارادی طور پر موسیقی کا سننا:

#### اعتراض:

اس جدید ٹیکنالوجی کے دور میں موسیقی سے فرا حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ جہاں کہیں بھی ہم جائیں، چاہے بازار، دفتر یا ریسٹورنٹ ہو، ہر طرف سے موسیقی کی بوچھاڑ ہو رہی ہوتی ہے۔ تو پھر ہم کس طرح یہ باور کریں کہ اسلام میں موسیقی منع ہے جبکہ اس کا ہر طرف دور دورہ ہے۔

#### جواب:

سننے اور سنائی دینے میں ایک واضح فرق ہے۔ اگر ہم کسی جگہ پر ہوں اور وہاں موسیقی بج رہی ہو۔ اور موسیقی ہمارے کانوں میں ہماری نیت و ارادے کے بغیر داخل ہو تو یہ میوزک کا سننا نہیں کہلائے گا۔ امام ابن تیمیہؒ اس بارے میں مجموعہ الفتاویٰ میں فرماتے ہیں:

”ایسی موسیقی جسے سننے والا سننے کا ارادہ نہ رکھتا ہو، اس پر کوئی الزام اور حرج نہیں ہے۔ یہ علماء جمہور کا متفقہ فیصلہ ہے لہذا ذمہ اور بری الذمہ کا تعلق سننے سے ہے نہ کہ سنائی دینے سے۔ جو ارادہ قرآن پاک کو سننے کا، اسکو اس کا ثواب ہے جبکہ وہ جو سہو اسن لے بغیر ارادہ کے، اس کا سننے کا ثواب نہیں ہے کیونکہ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔ موسیقی پر بھی یہی بات صادق آتی ہے، آلات موسیقی، جو حرام ہیں۔ اگر کوئی سن لیتا ہے بغیر ارادہ و نیت کے اس کو نہ گردانا جائے گا۔

(المجموع 10/78)

### عمومی اعتراضات کے جوابات.....

اعتراض نمبر 1..... ہم لوگ موسیقی اور گانے سنتے ہیں کیونکہ معاشرہ میں ہر کوئی ایسا کر رہا ہے۔  
جواب: کسی چیز کا کثرت سے ہونا یا کیا جانا اسکو جائز نہیں بنا دیتا جیسے کہ ہمیں قرآن پاک سے پتا چلتا ہے۔ موسیقی کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول مقبولؐ نے ناجائز قرار دیا ہے۔  
حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ کے بندے رسولؐ اس دنیا میں تب آئے، جب لوگوں کی اکثریت اللہ کی اس حد تک مافران تھی، کہ گمراہی معاشرے میں ایک معمول و معروف چیز تھی۔ قرآن ہمیں اکثریت کی اتباع سے روکتا ہے۔

وَإِنْ تُطِيعُوا أَكْثَرَكُمْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِنَّ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ  
وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۝ (سورۃ الانعام۔ آیت 116)  
ترجمہ:

اگر آپؐ نے اکثریت کی جو زمین میں ہیں، بات مانی تو یہ آپؐ کو گمراہ کر دیں گے اللہ کے راستہ سے، وہ اس لیے کہ یہ تو بس گمان کی پیروی کرتے ہیں اور یہ سوچتے نہیں۔  
وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ ۝ (المائدہ۔ آیت 49)  
اور بے شک لوگوں میں زیادہ اکثریت سرکش اور (اللہ کے) مافران لوگوں کی ہے۔

حق و باطل کے مابین کسوٹی اکثریت نہیں بلکہ قرآن و سنت ہے۔ ہر وہ بات یا عمل جو قرآن و سنت کی کسوٹی پر پورا اترے، حق ہے۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ اپنے شعر میں فرماتے ہیں۔

صبح ازل یہ کہا مجھ سے جبرائیل نے  
جو عقل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول  
باطل دوئی پسند ہے حق ہے لاشریک  
شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول  
(کلیات اقبالؒ)

### عمومی اعتراض نمبر 2:

اگر موسیقی اسلام میں منع ہے تو پھر قرآن پاک میں اسکو واضح طور پر بیان کیوں نہیں کیا گیا؟  
ہم صرف قرآن پاک کے احکامات کی اتباع کرتے ہیں۔

جواب: جو لوگ منکرات میں ملوث رہتے ہیں، وہ اکثر یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اگر اسلام میں فلاں چیز منع ہے تو پھر قرآن میں وضاحت سے بیان کیوں نہیں کیا گیا۔

یہ اعتراض کئی لذت پسند، عذر تراش، ہجرت پسند اور معذرت خواہ افراد نے اسلام کی تاریخ میں اکثر اٹھایا ہے۔ قرآن میں واضح طور پر موسیقی کا حرام ہونا موجود ہے مگر اس کی مزید صراحت کے لیے ہمیں روایات (سنت رسول) کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔ قرآن، اللہ کے احکامات و اوامر کا ایک اجمالی بیان دیتا ہے اور اس کی تفصیل و تصریح کے لیے ہمیں رسول اللہ ﷺ سے رہنمائی کا حکم دیتا ہے۔ قرآن میں اللہ نے فرمایا ہے:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا! (سورۃ النحل آیت: 7)

ترجمہ: اور جو کچھ رسول تمہیں دیں اسکو لے لو (اختیار کرو) اور جس چیز سے منع فرمائیں اس سے رک جاؤ۔

مغربی نو مسلم محمد اسد اپنی کتاب ”اسلام دور ہے پر“ (Islam at the crossroads) میں کہتے ہیں کہ دورِ حاضر کے بعض مسلمانوں کا سنت سے انکار اس احساس کمتری کا نتیجہ ہے جو یہ مغربی تہذیب کی چکاچوند سے ان میں پیدا ہوتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ ”مغربیت“ ہی سب سے بڑی وجہ ہے کہ روایات رسول خدا (ﷺ) اور سنت رسول کا پورا ڈھانچہ اس وقت غیر مقبول ہو گیا ہے۔ سنت نبویؐ، مغربی تہذیب کی بنیادی اقدار کی شدت سے مخالف ہے۔ جو اس تہذیب سے مسحور ہیں، وہ اس جال سے نکل نہیں پاتے لہذا سنت کو اسلام کا غیر مناسب اور غیر ضروری حصہ قرار دیتے ہیں۔ اور جواز یہ پیش کرتے ہیں کہ اس کی بناء غیر معتبر روایات ہیں۔ اس کے بعد قرآنی تعلیمات کی تحریف بھی آسان ہو جاتی ہے۔ وہ اس طرح کی جاتی ہے جو مغربی تمدن اور تہذیب کی اقدار کے مطابق ڈھل جائے۔“

ہمارے پیارے و محبوب نبیؐ نے اپنی ایک روایت میں مسلمانوں میں سے ایسے لوگوں کے بارے میں پیشین گوئی کر دی تھی، جو اسلام کے احکامات پر اعتراضات اٹھائیں گے۔  
ابورافعؓ روایت کرتے ہیں:

لَا لَفَيْنَ أَحَدُكُمْ مُتَّكِنًا عَلَى أَرْبَعِيهِ يَأْتِيهِ الْأَمْرُ مِنْ أَمْرِي مِمَّا أَمَرْتُ بِهِ أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُولُ لَا نَذَرِي مَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ اللَّهِ اتَّبِعْنَاهُ (سنن ابی داؤد)

”اور میں تم میں سے کسی کو مسند پر ٹیک لگائے ہوئے نہ پاؤں، اس حال میں کہ اس کو میری کوئی بات پہنچے کہ جس بات کا میں حکم دوں یا جس بات سے منع کروں اور وہ کہے: ہم نہیں جانتے۔ ہم نے جو کچھ اللہ کی کتاب میں پایا، ہم نے صرف اسی کی پیروی کی۔“ (سنن ابوداؤد)

ایک اور روایت مقدم ابن معدیکرب سے مروی ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے ہمیں خبردار کیا:  
آلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَا يُؤْشِكُ رَجُلٌ شَبَعَانٌ عَلَى أَرْبَعِيهِ يَقُولُ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْقُرْآنِ فَمَا وَجَلْتُمْ فِيهِ مِنْ حَلَالٍ فَآخَلُوهُ وَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَخَوَّوْهُ (سنن ابی داؤد)  
”خبرار ہو! میں قرآن اور اسی کی طرح کی (جیز یعنی حدیث) دیا گیا ہوں، پھر بھی وہ وقت آرہا ہے جب ایک شخص مسند پر ٹیک لگائے بیٹھا ہو گا اور کہے گا قرآن کے مطابق چلو، جو اس میں جائز ہے اسکو حلال جانو اور جو اس میں مسخ کیا گیا ہے اسکو حرام جانو۔“ (سنن ابوداؤد)

### عمومی اعتراض نمبر 3

میں موسیقی کو وقت گزاری کے لیے سنتا/ سنتی ہوں۔

جواب: سب سے پہلے تو یہ جان لینا چاہیے کہ ہم وقت گزاری نہیں کرتے بلکہ یہ وقت ہے جو ہمیں گزارتا ہے۔ ہر سانس، ہر لمحہ جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے..... ہم اپنی آخری منزل، اپنے مرقد اور اپنی موت سے قریب تر ہوتے جاتے ہیں۔

وَإِنِّ إِلَیْ رَبِّكَ الْمُنْتَهٰی

اور یہ کہ تیرے رب ہی کی طرف ہے (ہر چیز) کا لوٹنا (سورۃ النجم - آیت 41)  
رسول اللہؐ کا فرمان ہے کہ جب ہم وقت ضائع کرتے ہیں تو کتنا خسارہ کرتے ہیں۔  
آپؐ نے فرمایا:

نِعْمَتَانِ مَغْبُوٰتٌ فِیْہَا کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ: الصَّحَّةُ وَالْفَرَاغُ (صحیح بخاری)  
”دو طرح کی نعمتیں ہیں جو لوگ ضائع کرتے ہیں۔ صحت اور وقت (فارغ البالی)“  
(صحیح البخاری)

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ایک دن ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے وقت کے بارے  
میں جواب دہ ہوں گے کہ آیا وقت گزاری کی یا معقول و بنجیدہ طریقے سے وقت کا استعمال کیا۔  
رسول اللہؐ فرماتے ہیں:

إِغْنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ: شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ، وَصِحَّتَكَ قَبْلَ  
سَقَمِكَ، وَغَنَاتَكَ قَبْلَ فُقْرِكَ، وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ، وَحَيَاتَكَ  
قَبْلَ مَوْتِكَ (مسند ترک الحاکم 7927)

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو:

جوانی کو بڑھاپے سے پہلے،

صحت کو بیماری سے پہلے،

اچھے معاشی حالات کو غربت سے پہلے،

فارغ وقت کو مصروفیت سے پہلے، اور

زندگی کو موت سے پہلے

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں رسول اللہؐ نے فرمایا:

لَا تَزُولُ قَدَمَا عِبِدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُسْتَأَلَ عَنْ عُمْرِهِ فَيَمَّا أَفْنَاهُ وَعَنْ  
عِلْمِهِ فَيَمَّا فَعَلَ وَعَنْ مَالِهِ مِنْ آيِنِ اكْتَسَبَهُ وَفَيَمَّا أَنْفَقَهُ وَعَنْ جَسَمِهِ  
فَيَمَّا أَبْلَاهُ (ترمذی . هذا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ)

”روز قیامت کسی شخص کو اپنے دونوں قدم ہٹانے کی اجازت نہ ہوگی جب تک  
کہ اُس سے ان باتوں کے بارے میں سوال نہ کر لیا جائے:

﴿... اُس نے اپنی زندگی کن کاموں میں گزاری؟

﴿... اُس نے اپنے علم پر کس حد تک عمل کیا؟

﴿... اُس نے نوکری یا جاب کرتے ہوئے پیسہ کس طرح کمایا (یعنی حلال

طریقے سے یا حرام طریقے سے) اور کہاں پر خرچ کیا ..... اور

﴿... اُس نے اپنے جسم کو کن کاموں میں استعمال کیا؟

(ترمذی)

ایک نو مسلم Charles Le Gai Eaton جو برطانوی ڈپلومیٹ بھی تھے، اپنی کتاب  
”اسلام اور آدمی کی تقدیر انسانی“ (Islam and the Destiny of Man) میں وقت کی  
اہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

”اسی لیے وقت کی قدر کی شدید ضرورت ہے۔ (جس کے بارے میں قرآن پاک  
مطلع کرتا رہتا ہے) اس کے مقابلے میں وقت گذاری معقولیت کے خلاف بات ہے۔ وہ قیمتی  
تھوڑا سا وقت جو اس وقت ہمارے ہاتھ میں ہے، اسکو ضائع کرنا مسلمانوں کے نزدیک ایک غیر  
معقول رویہ ہے۔ قرآن میں بیان الہی ہے کہ ایک درخواست، جو خاسرین، جنکے لئے رسوائی  
مقرر ہو چکی ہوگی، کریں گے کہ اگر انہیں دنیا کی زندگی میں کچھ دیر کے لیے واپس بھیج دیا جائے  
صرف ایک دن کی زندگی، تا کہ اس میں وہ کوئی نیکی کما سکیں، وقت کو صحیح استعمال کر سکیں۔ یہ ان

کے لیے ہر چیز سے بڑھ کر ایک خزانہ ہوگا جو وہ اس دنیا میں خواہش کر سکتے تھے۔

Eaton, Charles Le Gai (1985). Islam and the Destiny of Man. New York,

The Islamic Texts Society.

اسلام ایسے لوگوں کی ہمت افزائی نہیں کرتا جو بے معنی مصروفیات میں لگن ہوں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ میں وقت گزاری کے لیے موسیقی سنتا یا سنتی ہوں، دراصل یہ اس بات کا اعتراف ہے کہ وہ اپنی اخلاقی اقدار کو ضائع کر رہا ہے اور کر رہی ہے۔ جو سب سے بڑا خسارہ ہے۔

دو لڑکیوں کا حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ام المومنین کو گانا سنانا.....:

اعتراف: ..... دو واقعات جن سے موسیقی کے جائز ہونے کی دلیل لی گئی ہے، وہ رسول اکرمؐ کے زمانے سے لیے گئے ہیں۔ ایک میں یہ بیان کہ دو بچیاں رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ام المومنین حضرت عائشہؓ کو گانا سنارہی تھیں، اور دوسرا واقعہ جس میں حبشہ کے کچھ لوگ مسجد نبویؐ میں کچھ کھیل تماشا کر رہے تھے اور آپؐ نے حضرت عائشہؓ کو یہ کھیل دکھایا۔ ان دو واقعات کو موسیقی کے حلال ہونے پر دلیل بنایا گیا ہے۔

جواب:

جو لوگ موسیقی کو حلال ثابت کرنا چاہتے ہیں، وہ حضرت بی بی عائشہؓ کی حدیث مبارکہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ مِنْ جَوَارِي الْأَنْصَارِ تُغْنِيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بَعَاثَ قَالَتْ وَلَيْسَتَا بِمُغْنِيَتَيْنِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَمَّا الشَّيْطَانُ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَلِكَ فِي يَوْمٍ عِيدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا وَهَذَا عِيدُنَا. (صحيح البخاري، كتاب العيدين)

حضرت عائشہؓ زوجہ محترمہ روایت فرماتی ہیں، ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ گھر تشریف لائے، اس وقت دو بچیاں میرے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں اور وہ غزوہ بدر کے بارے میں کچھ گارہی تھیں اگرچہ وہ پیشہ ور گلوکارائیں نہ تھیں۔ حضرت محمدؐ ستر پر تشریف فرما ہو گئے اور چہرہ مبارک دوسری طرف پھیر کر لیٹے رہے۔ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیقؓ تشریف لائے اور مجھے ڈانٹا اور کہا یہ موسیقی شیطان کا ہتھیار اور وہ بھی محمد ﷺ کے سامنے! رسول اللہ ﷺ ان کی طرف مڑے اور فرمایا: ان کو چھوڑ دو۔ جب ابو بکر صدیقؓ دوسرے کاموں میں مصروف ہو گئے تو میں نے بچیوں کو جانے کو کہا اور وہ چلی گئیں۔ وہ عید کا دن تھا۔ (صحیح البخاری)

1..... یہ روایت موسیقی کے جائز ہونے کے حق میں اکثر استعمال کی جاتی ہے۔ اس کے الفاظ عربی

میں یوں ہیں: عِنْدِي جَارِيَتَانِ مُغَنِيَانِ

ترجمہ: دو بچیاں تھیں، جو گارہی تھیں۔

علامہ یحییٰ اپنی کتاب ”عمدة القاری“ میں جاریہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عورتوں میں جاریہ اس چھوٹی عمر کی بچی کو کہتے ہیں جو ابھی سن بلوغت کو نہ پہنچی ہو۔ جس طرح غلام اس چھوٹی عمر کے لڑکے کو کہا جاتا ہے۔ جو ابھی بالغ نہ ہوا ہو۔

Abdul Ghaffar (Jan 2003). Islam aur Mosiqee. Meesaq, Lahore

اس طرح کی گلوکاری کا کوئی موازنہ آجکل کی اس گلوکاری سے نہیں ہے جس میں بالغ اور پرکشش لڑکیاں اور عورتیں ملوث ہوں۔ درحقیقت اسلام میں مخلوط محفلیں اور ان میں گانا بجانا، چاہے وہ شادی یا عید پر ہی کیوں نہ ہو، کی کوئی گنجائش نہیں پائی جاتی۔

2..... اس روایت میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کا گانے بجانے کو ناپسند فرمانا ضرور اس بات کا مظہر ہے کہ انہوں نے موسیقی کے حرام ہونے کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے سن رکھا ہوگا اور یہ کہ موسیقی ہر حال میں منع ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے واضح کیا کہ عید کے موقع پر یہ جائز ہے (مشروط و محدود طریقے پر)۔

3..... اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی خوشی یا رضامندی کا اظہار نہیں فرمایا، اس لیے انہوں نے خود اس میں حصہ نہ لیا اور رُخ مبارک پھیر کر لیٹ رہے۔ اگر وہ راضی ہوتے تو ضرور شمولیت فرماتے۔ سننے اور سنائی دینے میں واضح فرق ہے۔ (تفسیر روح المعانی (جلد: 21)

اس روایت عائد شدہ صدیقہ کے بارے میں امام بغوی فرماتے ہیں:

”جو شاعرانہ سطور وہ چچیاں اُلاپ رہی تھیں۔ (بخاری کی حدیث میں) وہ غزوہ بدر کی جنگ اور بہادری کی داستان اور جہاد کی ہمت افزائی کے بارے میں تھیں۔ مگر نہ ایسا شاعرانہ مواد جس میں شہوت، شیطانییت اور حرام باتوں کی ہمت افزائی ہو، گانے کے طور پر اُلاپنا منع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر بچوں کے گانے میں ایسا مواد ہوتا تو آپ ضرور منع فرماتے۔ (شرح السنہ)

4..... حضرت عائشہ ام المومنین خود موسیقی کو حرام مانتی تھیں، تبھی انہوں نے اس بات کی وضاحت کی کہ وہ کیستایمُغْنِیَانِ کہ وہ پیشہ ور گلوکارائیں نہ تھیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اس روایت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس روایت سے صوفی حضرات کے ایک گروپ نے گلوکاری اور سماع کو حلال ہونے کی دلیل بنایا ہے۔ کو کہ حضرت بی بی عائشہؓ کی وضاحت ان دو بچیوں کے بارے میں کہ وہ پیشہ ور نہ تھیں، اس جواز کو رد کرنے میں کافی ہے اور اس طرح اگر کوئی گمان تھا بھی تو وہ بھی دور کر دیا۔ (فتح الباری جلد: 2)

یہی نہیں بلکہ کچھ علماء نے اس حدیث عائشہؓ کو، جو صحیح البخاری میں مروی ہے، موسیقی اور گانے بجانے کے خلاف ایک ثبوت اور اتفاق رائے کی دلیل بنایا ہے۔ مثلاً شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

کچھ لوگوں نے اس روایت کو (دو بچیوں والی) موسیقی کے جائز ہونے کا جواز بنایا ہے جبکہ حق یہ ہے کہ یہ گانے بجانے کے خلاف ایک دلیل ہے۔ سوائے عید کے موقع کے، اس روایت سے زیادہ سے زیادہ جو چیز ثابت کی جاسکتی ہے، وہ عید پر گانے کی اجازت کا ہونا ہے مگر نہ موسیقی حرام ہی ہے اور شیطان کے ہتھیاروں میں سے ہے۔ (شرح السفر السعادة)

شیخ عبدالحق جس موسیقی کو حرام فرما رہے ہیں، وہ ایسا گانا بجانا ہے جو آلات موسیقی کے

ساتھ ہوا لغو مواد رکھتی ہو۔

کچھ لوگ حبشہ کے لوگوں والی روایت کو جو کہ امام بخاریؒ سے مروی ہے، موسیقی کے حلال ہونے کی دلیل بناتے ہیں، جبکہ وہ یہ نہیں وضاحت دیتے کہ یہ حدیث صحیح البخاری میں ’باب الحرب ویوم العید‘ کے تحت آتی ہے۔ وہ حبشی تیروں سے کھیل رہے تھے نہ کہ آلات موسیقی سے اور دونوں میں نمایاں فرق واضح ہے۔

### اسلام کے نام پر Pop culture:

دعویٰ / مسئلہ:

ہم اسلامی موسیقی کو اسلام پھیلانے کے برعکس کام میں استعمال کر سکتے ہیں۔ اسلامی پوپ میوزک سکون و محبت کے پیغام کے پھیلانے کا ایک اچھا اور موثر ذریعہ بن سکتا ہے۔ مسلم فن کار تو اپنے گانوں میں نیک مقاصد اور اچھے خیالات کا اظہار کر کے ایک مثبت نتیجہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جواب:

آج کل معاشرے کا رجحان ایک نئے طرز کے فن کاروں (Nasheed Artists) نشید آرٹسٹ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ جو درحقیقت وہ لوگ ہیں جو اسلامی کانفرنسوں اور کنونشنز میں جاتے ہیں اور حاضرین کی تفریح کا سامان کرتے ہیں۔ اس طرح سے چندہ بھی اکٹھا کیا جاتا ہے، اس کو جائز قرار دینے کی کوشش میں یہ نشید فن کار آلات موسیقی بھی استعمال کرتے ہیں۔ اسلامی گانوں میں آلات موسیقی کی آواز منہ سے پیدا کرنے کا فن بھی استعمال کیا جاتا ہے، یہ محض ایک دھوکہ ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وہ (سمجھتے ہیں) کہ وہ اللہ اور مومنوں کو دھوکہ دے رہے ہیں جبکہ وہ اپنی جانوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور اس کا شعور نہیں رکھتے۔“ (البقرہ: 9)

ایک برطانوی صحافی خاتون ایوان ریڈلے (Yvonne Ridley) جن کو افغانستان

میں طالبان نے 2001ء میں 11 دن کے لیے جس بے جا (hostage) میں رکھا جبکہ وہ برطانوی اخبار Daily Express کے لیے کام کر رہی تھیں۔ اُس قید کے دوران اُن کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھا گیا اور انھوں نے وعدہ کیا کہ اپنی رہائی کے بعد وہ قرآن پاک کا مطالعہ کریں گی۔ 2003ء میں انھوں نے (مطالعہ کے بعد) اسلام قبول کر لیا۔ اپنے ایک مضمون میں ’اسلام کے نام پر معاشرے میں بڑھتا ہوا پاپ کلچر‘ میں لکھتی ہیں:

”تاریخ میں مشہور علماء نے اکثر یہ رائے دی ہے کہ موسیقی حرام ہے لیکن مجھے یہ یاد نہیں پڑتا کہ میں نے صحابہ کرامؓ اجماع کے بارے میں کبھی یہ پڑھا ہو کہ انھوں نے کبھی موسیقی سنی ہو۔ مجھے غلط نہ سمجھیں، میں تفریح کے حق میں ضرور ہوں مگر ایک باوقار انداز میں جو اپنے ماحول کو مد نظر رکھے۔

Ridley, Yvonne (April 24, 2006) Pop Culture in the Name of Islam.  
(www.dailymuslims.com)

ایک ایسے ہی ’اسلامی‘ میوزیکل کانسرٹ کے موقع پر جو لندن میں مصری گلوکار سمیع یوسف نے منعقد کیا تھا، Yvonne مزید لکھتی ہیں:

”کچھ دن پہلے، سنٹرل لندن میں ایک موسیقی کی محفل میں عورتیں بے قابو ہو گئیں اور یہ چھوٹی کم عقل بچیاں نہیں بلکہ 20، 30 اور 40 سال والیاں تھیں، جو چیخ رہی تھیں۔ شور مچا رہی تھیں۔ مٹی اور جھوم رہی تھیں۔ یہاں تک کہ سیکورٹی والے بھی کہے کہ تھے کہ کس طرح سکارف پوش لڑکیوں کو کرسیوں کے اوپر کھڑے ہونے سے منع کریں۔ مٹی پر موجود لوگ تو اسی بات کی ہمت افزائی کر رہے تھے کہ وہ خواتین انھیں اور گانے میں حصہ لیں۔ یہ حالت ایک طرح کی ہسٹریا ہے جو امریکہ میں بھی چھایا ہوا ہے۔ اگر یہ بحر اٹلانٹک کے دونوں طرف پایا جا رہا ہے تو تمام کرہ ارض میں پھیل رہا ہوگا اور لوگوں کو زہر آلود کر رہا ہوگا۔ اس طرح کے گروپس میں ’اسلامی بوائے بینڈز‘، ’786‘ اور ’مکہ ٹومبینہ‘ شامل ہیں جن کا مقصد بس عورت کو نمایاں کرنا ہے، جیسے American Idol یا X-Factor وغیرہ میں ہوتا ہے۔ یقیناً اسلامی مواقع پر تفریح سے

زیادہ سنجیدگی، طمانیت اور پر ضبط روش کا اظہار ہونا چاہیے۔“

یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایسے بہت سے مسلم فنکار اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ موسیقی کے ذریعے اسلام کے اعلیٰ مقصد کی تبلیغ و اشاعت کر رہے ہیں۔ اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ مثبت کاموں کے لیے منفی انداز اختیار کیا جائے۔ موسیقی، نیکی پھیلانے کا وسیلہ نہیں ہے۔ یہ نظریہ عیسائیوں کے طریقہ کی طرح ہے، جہاں جذبات و خیالات و نظریات کا سہارا لیا جاتا ہے، جہاں وہ مائل و قائل کر دینے کے لیے منطقی دلائل نہیں پیش کر سکتے۔ عیسائیوں کے اس طریقہ نے لوگوں کو ان سے پھیر دیا۔ ہمیں ان سے مختلف انجام کی امید نہ ہونی چاہیے۔ مسلمانوں کا اعتبار اس قسم کے ”محبت و امن کے پیغام کی موسیقی“ سے اٹھ چکا ہے کیونکہ زندگی کے اصل مسائل کا حل ان گانوں میں نہیں۔

آج کل کے حالات میں موسیقی، معصوم مسلمان ملکوں پر حملے کرنے سے کس طرح مغرب کو باز رکھ سکتی ہے؟ موسیقی کس طرح فلسطین اور لبنان کی معصوم عورتوں اور بچوں کا خون بہانے سے روکے گی؟ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ ظلم و تشدد و مجزاتی طور پر امن و چین میں بدل جائے؟ صرف میوزک کی وجہ سے؟ ہمیں اخلاق اور سچائی کے ساتھ اپنے آپ کو اس دھوکہ سے بچانا چاہیے کہ ”امن و چین کا پیغام میوزک“۔ کیا آج تک موسیقی سے ایسا کوئی صالح مقصد پورا ہوا ہے؟ نہیں بلکہ اسلامی تاریخ میں موسیقی نے امن و چین کو فروغ دینے میں کوئی کردار ادا نہیں کیا۔ بس اگر کچھ ہوا ہے تو صرف یہ کہ اس نے مسلم جوانوں کو براہِ دکر دیا۔

موسیقی کے بارے میں امام شافعیؒ کی یہ مشہور روایت وضاحت کرتی ہے کہ موسیقی کو اعلیٰ مقاصد کے لیے استعمال نہیں کیا جاسکتا:

”میں بغداد گیا اور میں نے ایک چیز دیکھی، جسے زندقہ نے ایجاد کیا ہے اور یہ تعمیر کہلاتی ہے۔ اس سے یہ لوگوں کو قرآن سے منحرف کرتے تھے۔“

ابن قیم الجوزیہ، اغاثۃ اللہفان، دار البیان 1993ء (عربی)

تعبیر ایک رواج تھا جو بغداد کے رہنے والوں نے بنا رکھا تھا۔ جس میں لوگ اکٹھے

ہوتے اور ایک گانے والا ایسے اشعار گاتا، جن میں آخرت کی زندگی کی اہمیت اور اس دنیا سے نفرت کا اظہار کیا جاتا۔ اس موسیقی میں آلات موسیقی بھی استعمال کئے جاتے۔ امام شافعیؒ اُن لوگوں کے اس عمل کو زندقہ (کفر) کہتے ہیں حالانکہ اس گانے بجانے میں تقویٰ اور نیکی کا مواد ہوتا۔ اسلام نے اس سلسلے میں کوئی رعایت روا نہیں رکھی۔ اس مسئلے پر گفتگو کرتے ہوئے محمد تقی عثمانی، مشہور عالم اسلام اور پاکستان اسلامی شریعت کورٹ کے سابق جج اپنی کتاب ”اصلاح معاشرہ“ میں لکھتے ہیں:

”سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی زمانہ اور علاقہ کے لوگوں کو موسیقی کے ذریعے اسلام کی طرف مائل کیا جاسکتا ہے تو کیا قرآن کو گناہ یا پیاؤ کے ساتھ گائے کر پیش کیا جاسکتا ہے تاکہ اسلام کی تبلیغ کی جاسکے؟ اگر یہ ممکن ہوتا کہ کسی علاقہ کے لوگ رسول خدا کی تصویر دیکھ کر اسلام قبول کر لیتے تو کیا مسلمان (نعوذ باللہ) آپؐ کی ایک خیالی تصویر چھاپنے پر رضا مند ہوتے؟ اگر کچھ لوگ صرف اس لیے اسلام قبول کرتے کہ مسلمان عورتوں کے مانچ گانے سے متاثر ہوتے تو کیا مسلمان عورتوں کا گروپ تبلیغ اسلام کے اس طریقے کے لیے بھیجا جاسکتا تھا؟ یہ کس قسم کا خیال اور رویہ ہے کہ جب بھی خباثت بکثرت و عام ہو جائیں تو لوگ نہ صرف اسکو جائز قرار دے دیتے ہیں بلکہ اشاعت و تبلیغ اسلام کے لیے اسکو ذریعہ بنانا ناقابل اعتراض سمجھتے ہیں۔

رسول خدا ﷺ اور ان کے صحابہ کرامؓ اجمعین کے دور میں غیر مسلم، موسیقی اور دوسری بہت سی تفریحات کے دلدادہ تھے۔ اور یہ بہت ممکن تھا کہ اس طرح کے طریقے اشاعت و تبلیغ اسلام کیلئے اختیار کئے جاتے مگر صحابہ رسولؓ نے لوگوں کو ڈراموں اور کھیل تماشوں سے محفوظ کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ ان کے دلوں کو اپنے مثالی کرداروں سے جیتا۔ اور یہی وجہ تھی کہ دنیا میں تو حید کا جھنڈا چاروں رنگ عالم میں اہرایا، آج اگر ہم اسلامی اشاعت و تبلیغ کا پیغام دینے کے لیے اپنے اطوار و عادات کو بدلنے پر تیار نہیں، اپنے غیر اسلامی رسم و رواج کو چھوڑ نہیں سکتے اور اسلام کا پیغام دینے کیلئے صرف ڈرامہ اور فلم ہی ایک طریقہ رہ گیا ہے تو پھر صرف شیطان ہی اس کا موجد ہو سکتا ہے۔“

(مفتی محمد تقی عثمانی، اصلاح معاشرہ 1998ء کراچی مکتبہ دارالعلوم)

### اسلامی تصوف اور موسیقی:

**دعویٰ:** زیادہ تر صوفیائے کرام اسلامی موسیقی کے گانے اور سننے کو جائز قرار دیتے ہیں، لہذا ہم موسیقی سن سکتے ہیں۔

### جواب:

نہیں! یہ سچ نہیں ہے۔ اسلامی تصوف اور روحانیت کے بانی حضرات، درحقیقت موسیقی کے خلاف ایک حتمی رائے رکھتے تھے۔ تزکیہ قلوب کے ماہرین ہونے کے باوجود صوفی علماء موسیقی کے انسان کی روح پر تباہ کن اثرات کے بارے میں خوب واقف تھے۔ صرف ایسے مٹھی بھر صوفیائے کرام تو بعد کے زمانہ سے تعلق رکھتے تھے جو اسلامی گانا بجانا بغیر آلات موسیقی کی شرائط کیساتھ، کو جائز قرار دیتے تھے۔ ایسے لوگ بہت کم تھے۔ جبکہ تمام بڑے صوفی علماء موسیقی کو حرام ہی قرار دیتے ہیں۔ حسن البصری، تزکیہ قلب / نفس کے ایک ماہر اور جلیل القدر معلم نے آلات موسیقی کے بارے میں زملیا: ”وف کا مسلمانوں سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ عبد اللہ بن مسعودؓ کے طلباء ان کو پھاڑ دیا کرتے تھے۔“

حارث ابن اسد الحاسبی، اسلامی روحانیت کے قائد اپنی تصوف و روحانیت پر بنیادی کتاب ”رسالۃ المسترشدین“ میں موسیقی کے بارے میں اپنا نظریہ لکھتے ہیں کہ ”موسیقی اور گانا ہم پر اس طرح حرام ہے جیسے مردہ جانور کا گوشت۔“

شیخ جنید البغدادی ”تصوف کی ایک ثقہ شخصیت موسیقی کے بارے میں کہتے ہیں ”اگر تم دیکھو کہ ایک مرید سماع کی اجازت مانگ رہا ہے تو جان لو کہ ابھی اس کی روح بیمار ہے۔“

ایک مشہور صوفی عالم شیخ شہاب الدین سہروردی، جنہوں نے سہروردی نظریہ تصوف کی بنیاد رکھی، نے ایک کتاب لکھی: ”عوارف المعارف“ جو تزکیہ نفس کے موضوع پر ایک جامع، دقیق اور مایہ ناز تصنیف ہے۔ اپنی اس کتاب میں بیان فرماتے ہیں:

”جب لوگ سماع میں مشغول ہو جاتے ہیں تو وہ اپنا بہت سادقت ضائع کرتے ہیں، عبادات میں لذت کم ہو جاتی ہے۔ ان کو سماع کی محفلوں میں جانے کی ایک عادت ہو جاتی ہے

ان گلوکاروں سے لطف اٹھانے کے لیے یہ ایسی زیادہ سے زیادہ محفلوں کا اہتمام کرتے ہیں۔  
صوفیاء کے نزدیک ایسی محفلیں حرام اور ممنوع ہیں۔

ایک اور عالم تصوف، شیخ امام العارفین ابو علی رواذی سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی جو آلات موسیقی سے محظوظ ہوتا ہے، اور دعویٰ کرتا ہے کہ میرا یہ عمل حلال ہے کیونکہ میں روحانیت کے اس درجے پر ہوں جہاں مجھ پر مختلف حالات کا اثر نہیں ہوتا..... شیخ صاحب نے فرمایا۔ ہاں وہ شخص اس درجے پر پہنچ گیا ہے مگر کہاں؟ جہنم میں!

شیخ احمد سرہندی فاروقی (مجدد الف ثانی) ایک عظیم مجدد اسلام جو برصغیر پاک و ہند میں دوسری صدی ہجری میں اسلام کی تجدید اور قیام کے بانی ہوئے، مغل بادشاہ اکبر اور اسکی غیر اسلامی حکومت کے دور میں اپنی مشہور تصنیف ”مکتوبات“ میں رسالہ نمبر 266 میں جو لکھتے ہیں، وہ موسیقی اور گانے کے تابوت میں آخری میخ ہے۔

مذہبی موسیقی، مانچ اور گانا دراصل لغویات اور لہو لعب ہے، موسیقی اور سماع کے حرام ہونے کے بارے میں بے شمار قرآنی آیات، احادیث مبارکہ، اقوال علماء و فقہاء موجود ہیں، جو شمار نہیں کی جاسکتیں۔ اس کے باوجود اگر کوئی موسیقی کے حلال ہونے کے حق میں کسی منسوخ روایت یا غیر معتد قول کو دلیل بنا کر لائے تو اسکا دعویٰ رد کر دیا جائے گا کیونکہ کسی اسلامی فقیہ نے اسلام کی تاریخ میں کبھی بھی موسیقی، مانچ اور گانے کے حق میں فتویٰ نہیں دیا۔ ہمارے وقت کے کچھ غیر معقول / سنجیدہ صوفیاء نے اپنے اساتذہ کے اعمال کو ایک بہانہ بنا کر موسیقی اور گانے بجانے کو دین کا درجہ دے رکھا ہے۔ اور اسکو عبادت گردانتے ہیں۔ قرآن مجید ایسے لوگوں کے بارے میں فرماتا ہے۔ ”وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین کو لہو لعب بنا لیا ہے.....“ سورہ اعراف: آیت 51

الحمد للہ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں ایسے ایسے روحانی اساتذہ سے نوازا کہ جو نہ تو خود ایسی بیماریوں میں مبتلا ہوئے، نہ ہی اپنے پیروکاروں کو ہونے دیا۔“

شیخ نوح حم کیلر (Sheikh Nuh Ha Mim Keller) ایک مشہور و معروف زمانہ جدید کے صوفی عالم، جو پہلے عیسائی تھے اور پھر 1977ء میں جامعۃ الازہر قاہرہ میں شرف بہ اسلام ہوئے، پھر حدیث کا مطالعہ کیا، شافعی اور حنفی فقہی مسلک کے اصول فقہ اور عقیدہ کی

تعلیمات حاصل کیں۔ شام اور اردن میں جہاں وہ 1980 سے رہ رہے ہیں۔ وہ موسیقی کے بارے میں فرماتے ہیں:

”اگر انسان میں تقویٰ اور ایمان موجود ہے تو پھر یہ فیصلہ واضح ہے کہ بنیادی بات آلات موسیقی کے لیے یہ ہے کہ یہ حرام ہے۔ یہ احادیث سے واضح ہے اور وہ صحیح احادیث ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور انہوں نے ہمارے فائدے کے لیے فرمایا..... اگر تم اپنی روح کو زہر آلود کرنا چاہتے ہو تو موسیقی سنو۔“

علماء اسلام کے ان زریں اقوال کے بعد یہ امید کی جاتی ہے کہ یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ صوفیاء کے نزدیک جو ماہرین حدیث بھی تھے۔ موسیقی حرام ہے۔

#### موسیقی اور اسلامی عبادات:

مسئلہ:..... موسیقی یا گانا اللہ تعالیٰ سے محبت کے اظہار کا ذریعہ بنایا جاسکتا ہے۔ مذہبی موسیقی ہمیں اعلیٰ روحانی سطح تک بلند کر سکتی ہے۔ اسی وجہ سے کچھ صوفی علماء نے موسیقی کو جائز قرار دیا ہے۔

جواب:..... ہندومت، عیسائیت، سکھ اور دوسرے مذاہب میں موسیقی ان کی عبادات کا ایک حصہ بن چکی ہے جبکہ اسلام میں اسکی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس سلسلے میں شیخ سرہندیؒ نے کچھ نقلی صوفی اصحاب پر تنقید کی ہے ان کی سماع کی عادت کے بارے میں وہ لکھتے ہیں:

”آہ! اس جماعت صوفیاء میں بہت سے ایسے ہیں جو اپنی بے قراری و اضطراب کا حل موسیقی کے سننے میں ڈھونڈتے ہیں اور اپنے محبوب (اللہ) کو گلوکار کے گانے میں تلاش کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے ناچ و گانے کو اپنا شعار بنالیا ہے۔ اگرچہ انہوں نے ضرور رسول خدا کی روایات سن رکھی ہوں گی۔ ”کسی بھی حرام چیز میں اللہ تعالیٰ نے شفاء نہیں رکھی۔“ یہ طبرانی میں (مستند اسناد سے) ام سلمہؓ کی روایت ہے۔ اگر انہیں صلوٰۃ کی حقیقت کی ذرا سی بھی معرفت ہوتی تو یہ اس موسیقی اور گانے بجانے کی طرف کبھی مائل نہ ہوتے۔ مگر جب حق کی راہ نہ ملی

تو انہوں نے باطل راہ اختیار کر لی۔ اور میرے عزیز بھائیو! جس طرح نماز اور موسیقی میں فرق ہے، اسی طرح نمازوں سے حاصل شدہ اتمام و عروج کا فرق ہے، بمقابلہ اس حالتِ پستی کے جو موسیقی کے سننے سے حاصل ہوتا ہے۔ عقلمند کے لیے اشارہ کافی ہے۔“

مکتوبات - کتاب نمبر 1 - رسالہ 261 (241)

جن لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ موسیقی صرف اللہ تعالیٰ سے اظہارِ محبت کے لیے اختیار کرتے ہیں تو کیا یہی ایک طریقہ رہ گیا ہے اظہارِ محبت الہی کا؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے موسیقی کے ذریعے سے اپنی محبت کا اظہار فرمایا تھا؟ نہیں! انہوں نے تلاوت قرآن، ذکر اللہ، انفاق، نفلی روزے، غریب و مسکین کو کھانا کھانا، اور تہجد کی نماز جیسے اعمال و افعال اختیار کئے۔ اگر اس سے کوئی بہتر طریقہ ہوتا تو صحابہ کرام اجمعینؓ ضرور اُسکو بھی اپناتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کو موسیقی کی تباہ کاریوں کا علم تھا اسی لیے وہ اس سے دُور رہے۔

### اسلامی محفلوں میں موسیقانہ تفریحات کے ذریعے چندہ اکٹھا کرنا:

اعتراف / دعویٰ:

”اسلامی موسیقی“ کو تبلیغِ اسلام کے نیک مقصد کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ موسیقی اور گانے بجانے کے ذریعے سے تفریح مہیا کر کے مسلمان نوجوان پود اور عوام کو اسلامک کانفرنسوں میں اسلامی مقاصد کیلئے اور چندہ اکٹھا کرنے کے لیے کھینچ لایا جاسکتا ہے۔

جواب:..... آج کل جب مغربی ممالک میں اسلامی محفلیں، کانفرنسیں اور کنونشنز منعقد کئے جاتے ہیں تو اُن میں تفریح کا سامان موسیقی کے ذریعے سے کیا جاتا ہے۔ زیادہ تر لوگ اسی کشش میں چلے آتے ہیں۔ کوکہ کچھ خدا پرست لوگ علم کے حصول کے لیے شامل ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے گرانقدر علماء مدعو ہوتے ہیں جو اسلام کا مقدس علم و معرفت لوگوں تک

پہنچاتے ہیں۔ ایک حدیث مبارکہ میں ہے:

إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحِطِّهِ وَافِرٍ (سنن ابی داؤد)

”علماء انبیاء کے وارث ہیں، جو اپنے پیچھے درہم و دینار نہیں چھوڑتے بلکہ علم کا روث چھوڑتے ہیں تو جو اس کوڑہ میں حاصل کر لے اس نے خیر کثیر حاصل کی۔“

(سنن ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ)

ہمیں انبیاء کے ورثاء کا وقار قائم رکھنا چاہیے۔ اور اسلامی کنونشنز کو گلوکاروں اور فنکاروں سے آلودہ نہیں کرنا چاہیے۔ قرآن پاک میں رسول اللہ ﷺ اور ان کے تابعین کو واضح طور پر اُن لوگوں سے اجتناب کا حکم ہے جو مذہبی محفلوں میں موسیقی کو شامل کرنا چاہتے ہیں اور لوگوں کو قرآن کے ذریعے سے تذکیر کا حکم ہے۔

”اور ان لوگوں سے احتراز کرو جو اپنے دین کو لٹھو و لعب بنا لیتے ہیں اور جو اس دنیا کے دھوکے میں مبتلا ہیں مگر ان کو اس (قرآن مجید) سے یاد دہانی کرواؤ۔“

(سورۃ الانعام: آیت 70)

قرآن و سنت سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام نے عرب کے لوگوں کو نماز اور حج کے مناسک کی تعلیم دی جبکہ اس کے بعد کی صدیوں میں لوگوں نے دین ابراہیمی کی تعلیمات کا حلیہ بگاڑ دیا اور اس میں موسیقی کی آلودگی شامل کر دی اور جب کچھ ہزار سال کے بعد رسول اللہ محمد ﷺ کی اس علاقہ میں بعثت ہوئی، تب تک حج کے مناسک ایک تجارتی میلہ کی حیثیت اختیار کر چکے تھے اور طواف محض برہنہ حالت میں آدمی اور عورتوں کا تالیاں پیٹنا اور ناچنا اور سیٹیاں بجانا بن چکا تھا۔ جیسا کہ سورۃ الانفال میں فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصَدِيَةً﴾

(سورۃ الانفال، آیت 35)

”ان کی نماز بیت اللہ کے نزدیک کچھ نہ تھی مگر تالیاں اور سیٹیاں“

گویا عبادت ایک تفریح بن چکی تھی۔ سیرۃ الرسولؐ کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہا حضورؐ کی تفریح ان کی اپنی فیملی میں تھی۔ مسلمانوں کو سنت رسولؐ کی اتباع کرتے ہوئے اپنی تفریح اپنے اہل و عیال ہی میں ٹھونڈنی چاہیے۔ اپنے اہل خاندان کیساتھ طعام نوش کریں۔ بچوں کیساتھ کھیل کود میں شامل ہوں اور رشتہ داروں کے ساتھ پکنک منائیں۔ یہ اسلامی تفریحات ہیں۔ اس دور کا سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ مسلمان لوگ اپنے گھر والوں کے ساتھ وقت نہیں گزارتے۔ گھر میں موجود ہونے کے باوجود زیادہ وقت ٹیلی وژن اور کمپیوٹر کی نذر ہو جاتا ہے۔ یہ وقت ان کے نزدیک بیوی بچوں کے ساتھ گزرے ہوئے وقت کے مقابلہ میں زیادہ دلچسپ ہے۔ حقیقی تفریح تو اہل خانہ کے ساتھ ہے نہ کہ گھروں سے باہر جیسا کہ انہوں نے سوچ رکھا ہے۔ مغربی ممالک میں منعقد ہونے والی اسلامی کنونشنز (Islamic conventions / Islamic conferences) کو تفریح مہیا کرنے کا موقع نہیں بنانا چاہئے۔ مسلمانوں کو تہذیبی و بنیادی اور معقول رویہ کا اظہار کرنا چاہیے۔

دین اسلام کا اپنا ایک ممتاز مقام ہے۔ اس حیثیت سے اسلام جدت پسند اور سیکولر روشن خیالوں کے طور طریقوں کے ساتھ سمجھوتے کا قائل نہیں ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن پاک میں رسول اکرمؐ اور مخلص مومنوں کو خبردار کر دیا ہے:

وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ ۝ (سورۃ القلم، 9)

”وہ چاہتے ہیں کہ آپؐ دینی امور میں کچھ ڈھیلے پڑیں (مدامت برتیں) تو وہ

بھی کچھ ڈھیلے پڑیں۔“

اسلام واضح طور پر تبلیغ اسلام کے لیے غیر اسلامی طریقوں کی سرزنش کرتا ہے۔ دین

میں کوئی زبردستی نہیں، بے شک غلط راہ سے صحیح راستہ میسر ہے۔ ”دین میں اکراہ نہیں۔ بے شک واضح کر دی گئی ہدایت، مگر اہی سے۔“ (سورۃ البقرہ: 256)

### اسلام میں جائز تفریحات:

#### مسئلہ / بحث:

ہمیں اپنی زندگیوں میں کچھ تفریح چاہیے۔ ہم موسیقی کو اس لیے سنتے ہیں کہ یہ عام ترین ذریعہ تفریح ہے۔

#### جواب:

آخری عذر مسلمانوں کے نزدیک موسیقی کو جائز ثابت کرنے کے لیے یہی رہ جاتا ہے کہ چونکہ ہمیں زندگیوں میں تفریح چاہیے اور موسیقی تفریح مہیا کرتی ہے۔ لہذا ہم موسیقی سنتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ موسیقی صرف تفریح ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ سبکدوشی اور گندگی بھی شامل ہے جیسا کہ پچھلے ابواب میں بیان ہوتا رہا ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے شراب یا جوا تفریحات ہیں مگر ان کے ساتھ بہت سے نقصانات وابستہ ہیں۔ ان کے نقصانات ان کے فوائد سے چونکہ زیادہ ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں شراب اور جوئے کے متعلق بتایا گیا، اس لیے اسلام نے ان کو حرام قرار دے دیا۔ بہت سی ایسی تفریحات ہیں جو اسلام نے حرام قرار دے دیں مثلاً جوا، نشہ، آوری، فحش رسائل کا مطالعہ، جانوروں پر نشانہ بازی، مرغوں کی لڑائی، کتوں کی لڑائی۔ یہ سب تفریحات ہیں مگر اسلامی تعلیمات میں منع کردہ ہیں۔

اسلام ایک مکمل اور جامع دین ہے۔ جو ہماری زندگی کے تمام گوشوں اور ضروریات کو نظر میں رکھتا ہے۔ اسی میں ہماری تفریحات اور تنوع پسندی بھی آ جاتی ہے۔ یہ ہماری ضروریات اور خواہشات کی تسکین کے لیے ہمیں ایک قانونی ضابطہ مہیا کرتا ہے۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے فرمایا: ”جس طرح جسم تھک جاتے ہیں اسی طرح دماغ بھی تھک جاتے ہیں تو ان کا علاج مزاح سے کرو۔“

سنت میں ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام اجماعاً طرح طرح کی جائز تفریحات میں حصہ

لیا کرتے تھے جیسے دوڑ، گھڑسواری، کشتی، تیراندازی وغیرہ، بلکی پھلکی مزاحیہ گفتگو، وغیرہ۔ اسلام میں وقت گزاری کی اجازت ہے مگر شرط صرف یہ ہے کہ اس میں حصہ لینے والوں کو اعصابی سکون، اور ورزش کے مواقع ملیں مگر اسلامی حدود پامال نہ ہونے پائیں مثلاً لباس، آدمیوں اور عورتوں کا اختلاط، جوایا شرط بازی جیسے افعال۔

لہذا اسلام جائز تفریح کے خلاف نہیں مگر میوزک کے ساتھ گانا سننا اور میوزک جیسی تفریح کی اسلام میں اجازت نہیں۔

## تفریحات

- |                                               |                                           |
|-----------------------------------------------|-------------------------------------------|
| جائز/حلال تفریحات                             | نا جائز/حرام تفریحات                      |
| 1..... پیدل دوڑ، گھڑسواری، کشتی، تیراکی،      | 1..... جوا                                |
| تیراندازی جیسے کھیل                           |                                           |
| 2..... اہل خانہ اور دوستوں کیساتھ وقت         | 2..... شراب نوشی                          |
| گزارنا اچھی اور مزاحیہ، بلکی پھلکی گفتگو کرنا |                                           |
| 3..... اسلامی نظمیں سننا بغیر آلات موسیقی     | 3..... موسیقی اور گانے سننا موسیقی کے     |
| کے اور غیر مخلوط محفل میں                     | ساتھ                                      |
| 4..... قرأت قرآن کا سننا، قرآن حضرات سے       | 4..... غلط اور فحش میڈیا، رسائل کا مطالعہ |
| 5..... بیوی بچوں کے ساتھ کھیل کود             | 5..... ناچنا                              |
| 6..... اہل خانہ اور دوستوں کے ساتھ پکنک       | 6..... ایسے سفاک کھیل تماشے جیسے          |
| پر جانا اور فطرت سے محظوظ ہونا۔               | جانوروں میں مرغ یا بٹیر کی لڑائی ریچھ اور |
|                                               | کتے کی لڑائی                              |
| 7..... تیراکی، کشتی رانی، کوچیاٹی             |                                           |

## موسیقانہ تفریحات کے بغیر اسلامی محفلیں۔ چند مثالیں:

اعتراض:

اب یہ بہت مشکل ہو گیا ہے کہ کوئی اسلامی محفل موسیقی کے بغیر ہو۔ ہم بغیر موسیقی کے کس طرح مسلمان جوان پود کو اسلامی کنونشنز کی طرف مائل کر سکتے ہیں۔ موسیقی ایک بڑی مضبوط طاقت ہے اور ہم اندیشہ رکھتے ہیں کہ اگر اسلامی محفلوں میں موسیقی شامل نہ کی گئی تو یہ موثر نہ ثابت ہوں گی۔

جواب:

یہ بالکل ممکن ہے کہ اسلامی محفلیں بغیر موسیقی کے منعقد کی جائیں بلکہ ایسی محفلیں اپنے حاضرین و سامعین پر زیادہ اثر رکھتی ہیں۔ کچھ ایسی محفلوں کی مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

1..... ہر سال لاکھوں مسلمان مکہ مکرمہ کی طرف حج اور عمرہ کی نیت سے سفر کرتے ہیں۔ اور مسجد نبویؐ کی زیارت کے لیے مدینہ روانہ ہوتے ہیں۔ بیت اللہ جا کر مناسک ادا کرتے ہیں۔ عرفات کے میدان میں غروب آفتاب تک عبادات میں مصروف ہوتے ہیں۔ رب العزت کی تقدیس و تسبیح بیان کرتے ہیں۔ اور مغفرت کی بھیک مانگتے ہیں۔ سفر کی صعوبتوں، گرمی کی شدت اور جم غفیر کی سختیوں کے باوجود حج اور عمرہ کا یہ روحانی سفر ایسا حیات آفرین اور روح کے لیے ایسا پرسکون اور طمانیت بخشش ہوتا ہے کہ لوگ اپنے اپنے ملکوں کو واپس لوٹتے ہیں تو ایک روحانی انقلاب لیے ہوئے۔ اس سالانہ اسلامی کنونشن میں، جو حج کی شکل میں تمام عالم اسلام کے لیے ہوتا ہے، 20 لاکھ سے زیادہ مسلمان حاضر ہوتے ہیں اور اخلاص دل کے ساتھ توبہ اور عہد کی پابندی کے عزم کیساتھ لوٹتے ہیں۔

2..... اسی طرح جو لوگ رمضان کے مہینہ میں عمرہ کے دوران 27 ویں شب کو لیلۃ القدر کی فضیلت بھری رات کو بیت اللہ شریف میں اکٹھے ہوتے ہیں، ان کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہوتی ہے۔ یہ وہ محفلیں ہیں جہاں مسلمان تفریح کی نیت سے اکٹھے نہیں ہوتے۔ یہاں اخلاص اور یکسوئی کی نیت ہوتی ہے اور مسلمانوں پر انکساری اور تواضع کی حالت طاری

ہوتی ہے۔ تیس چالیس سال پہلے فریضہ حج کے عازمین ادھیڑ عمر اور سن رسیدہ ہوتے تھے تاکہ اپنے وصال سے پہلے فریضہ حج ادا کر جائیں مگر اب مختلف حالات ہیں۔ عازمین حج جواں عمر ہیں۔ اور اُس عمر کے لوگ ہیں جب موسیقی اور تفریح کا تقاضا طبیعت میں عروج پر ہوتا ہے۔ اور دیکھا گیا ہے کہ یہ لوگ بہت احترام اور وقار کے ساتھ اور یکسوئی اور اخلاص نیت کے ساتھ عمرہ اور حج جیسی محفلوں میں شامل ہوتے ہیں۔ اور پھر نتیجتاً ان محفلوں سے روحانی قوت و عزم حاصل کر کے لوٹتے ہیں۔

3..... حج اور عمرہ کے علاوہ ایک تیسری اسلامی محفل مسلمانوں کے لیے ہفتہ وار باجماعت نماز کا موقع یعنی جمعہ کا دن ہے جس میں ابتداء امام صاحب کے خطبہ سے ہوتی ہے۔ اس کرہ ارض پر، ہر جامع مسجد میں جمعہ کا یہ باجماعت انتظام ایک اسلامی کنونشن ہی ہے۔ اور اس میں کوئی تفریحی دورانیہ نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود مسلمان جوان، بوڑھے، بچے اس باجماعت میں حاضری دیتے ہیں۔ جمعہ کی اس ہفتہ وار محفل میں کوئی موسیقی کا دور یا تفریح مہیا نہیں کی جاتی جیسے چرچ / کلیسا میں ہوتا ہے۔ اس کے باوجود مسلمان اس ایمان پر اور محفل کو ہر صورت حاصل کرنا چاہتے ہیں چاہے وہ پانچ وقتی صلوٰۃ کے پابند ہوں یا نہ ہوں۔

### اسلام کا طریقہ، برائی کو سر اٹھانے سے پہلے ہی دبا دو!

(Approach of Islam is to nip the evil in the bud)

اسلام، انسانی فطرت کے عین مطابق ایک دین ہے۔ معاشرے میں برائی اور گناہ کو ختم کرنے کا طریقہ اسلام کی رو سے پیش بندی کا طریقہ ہے کہ برائی کو سر اٹھانے سے پہلے ہی دبا دیا جائے۔ مثلاً تقریباً تمام قدیم مذاہب میں حتیٰ کہ عیسائیت اور یہودیت میں بھی اب (باپ) اللہ کے ناموں میں سے ایک نام تھا۔ لیکن نبی اکرم ﷺ نے اس نام کی تہنیت کر دی تاکہ شرک کے راستے کا سد باب کر دیا جائے جیسا کہ عیسائیت میں ہوا۔ عیسائی پادریوں نے اسی نسبت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بنا ڈالا۔ یہی حال جوئے کا ہوا جو کہ آج

چھج کے اندر ”بنگو“ (Bingo) کے نام سے رائج ہے۔ موسیقی کا بھی یہی معاملہ ہوا۔ سوائے اسلام کے آج دنیا کے ہر مذہب میں موسیقی داخل ہے۔

شروع شروع میں مذاہب کے نام پر کلاسیکی طرز پر پیش کی ہوئی موسیقی بے ضرر معلوم ہوئی مگر آج جبکہ مذہب کا لبادہ چاک ہو گیا ہے تو راک (Rock) موسیقی نے جنم لے لیا۔ اگر موسیقی کا کوئی ذرہ بھر فائدہ ہے تو اس کا نقصان اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔ قرآن پاک نے اس معاملے میں حکم دے دیا ہے:

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْمِرِ -

(اے محمد ﷺ) یہ آپ سے سوال کرتے ہیں نشہ آور چیز اور جوئے کے بارے میں۔

قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا

(سورۃ البقرہ 219)

”کہہ دیجئے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور کچھ فوائد لوگوں کے لیے اور ان دونوں کا گناہ زیادہ ہے ان کے نفع سے۔ (مقابلے میں)

اس آیت میں تمام نشہ آور اشیاء کا حاطہ کیا گیا ہے جیسے نشیات، شراب، جوا، موسیقی، ٹی وی، کمپیوٹر پر chatting، وغیرہ۔ اسلامی پیش بندی برائی کے سد باب سے متعلق قرآن پاک میں بہت سے احکامات ملتے ہیں۔ مثلاً زنا کے حدود کے نزدیک بھی نہ پھٹکو (سورۃ الاسراء - 32) اور اسکے علاوہ قرآن پاک میں سورۃ الانعام میں آیت نمبر 51 میں حکم الہی ہے کہ فحش کے ظاہر و باطن کے نزدیک بھی مت جاؤ۔ جدت پسند اسلامی مفکرین اس بات کو سوچیں کہ اگر حرام اشیاء کو حلال قرار دینے لگیں تو اسکی انتہا کیا ہوگی۔ دوسرے مذاہب میں اس قسم کی افراط و تفریط کے زہر پلے انجام ہمارے سامنے ہی ہیں۔ عیسائیت نے اپنی کوتاہ اندیشی کا مظاہرہ اپنے مذہب میں موسیقی اور جوا کی اجازت دے کر کیا۔ آج کلیسا کے اندر ناچ گانا ہو رہا ہے۔ مذہب کے نام پر، ہندو مندروں میں بھی اسی قسم کا مذہبی راگ الاپا جا رہا ہے۔ اور یہ بات پڑھنے والے کے لیے دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ دنیا کے بعض نامور فن

کار/موسیقار موسیقی کی دنیا میں مذہب کے راستے سے داخل ہوئے۔ ام کلثوم، ایک مصری کلاسیکی گلوکارہ، اپنے بچپن میں اپنے والد کے ہمراہ مذہبی گانے گایا کرتی تھی۔ اور بعد میں وہ ملکہ ترنم قرار پائی۔ Elvis Presley (ایلوئس پرسلے) بھی پہلے چرچ میں مذہبی گانے (Gospel) سنتا تھا۔ بعد میں وہ راک اینڈ رول اور پوپ موسیقی کا بادشاہ کہلایا۔

اسلام جانتا ہے کہ اگر انسان کو معاشرے میں شیطانیت کے حوالے کر دیا جائے تو وہ بے حس ہو کر رہ جاتا ہے۔ اسی لیے اگر بچوں کو شہوانی گانوں، ابھارنے والے میوزک اور نامناسب مانچ گانوں کے ماحول میں رہنے دیا جائے تو ان کا تمام نظریہ بنیسی اقدار کے سلسلے میں گہنا کر رہ جائے گا۔ ان کی اخلاقی قدروں کی صحیح پہچان بچپن سے تباہ ہو جائے گی۔ یہ ان کی فطرت کے مسخ ہونے کا باعث ہوگا۔ نتیجتاً اُن میں شرافت اور رذالت، عفت و مآبی اور عفت دری، حیا اور بے حیائی، اخلاق اور غیر اخلاقی کے مابین تمیز کا فقدان ہو جائے گا۔

علامہ ابن قیم اپنی تصنیف ”اغاثۃ اللہفان“ (جلد ۲) میں اسلام کی اس پیش بندی کے بارے میں لکھتے ہیں:

”اسلام کے بعض علماء کے نزدیک دف کا استعمال مکروہ ہے یہاں تک کہ شادی بیاہ کے موقعوں پر بھی (ڈھولک)۔ اس کی بنیاد اسلام کے اصول ”سد باب الذرائع“ پر ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ (احتیاطاً) بعض مباحات بھی منع ہیں کہ یہ معاشرہ میں ناجائز اعمال کے لیے دروازہ کھل جانے کا باعث بن سکتے ہیں۔ یہ اسی طرح ہے کہ جیسے تحفہ کالین دین ایک محبوب و مسنون طریقہ ہے مگر یہی تحفہ لیما دینا اگر افسر کو یا جس سے قرض لیا گیا ہو، کیا جائے تو ناجائز ہوگا کیونکہ یہ رشوت اور سود میں شمار ہوگا اور معاشرے کی خرابی کا باعث بنے گا۔ اسی طرح ایک غیر عورت کو ارادۃ دیکھنا منع ہے۔ اس طرح معاشرے میں زنا کا رجحان پل بڑھ جاتا ہے۔ چاہے لاکھ کوئی اللہ تعالیٰ کی صنای کو سراہنے کا جواز پیش کرے۔“

اسی طرح امام ابن تیمیہؒ نے موسیقی اور سماع کے فوائد اور نقصانات کا موازنہ کرتے ہوئے بیان فرمایا:

”مگر ان کے بُرے اثرات ان کے فوائد سے زیادہ ہیں۔ یہ اسی طرح ہے جس

طرح شراب اور جوا کے نقصانات ان کے فوائد سے زیادہ ہیں۔ اسی وجہ سے اسلامی قانون نے ان کو حلال قرار نہیں دیا۔“ (رسالہ وجد و سماع)

حاصل گفتگو یہ ہے کہ اسلام، موسیقی اور گانے بجانے کو حرام / ناجائز قرار دیتا ہے۔ کیونکہ یہ انسان کو گناہ کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور اسلام کا مزاج پیش بندانہ ہے تاکہ برے نتائج سے بچا جاسکے۔ علامہ ابن قیمؒ اسی کو ”ذرائع سد باب“ کے عنوان سے بیان کرتے ہیں کہ برائی کو اس کے ہونے سے پہلے ہی روک دیا جائے۔ اسلام کے اس اصول کی بنیاد پر برائی کی روک تھام کو مقدم قرار دیا گیا ہے تاکہ ممکن فوائد حاصل ہو سکیں۔

### موسیقی ہماری روح میں ایک خلا اور بے حسی / لاپرواہی پیدا کرتی ہے!

(Music creates a HOLE in the SOUL)

میوزک اپنی بناوٹ / اثرات کی وجہ سے ہمارے اندر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت پیدا کرتا ہے۔ اسی لیے عربی زبان میں آلات موسیقی کو ”ملاہی“، یعنی ایسے آلات جو اللہ کی یاد سے غافل کرنے والے ہوں، کہا جاتا ہے۔ موسیقی روح کے لیے مثبت نہیں ہے۔ یہ روح میں خلا پیدا کرتی ہے، یہ سننے والے کو مأوف کرتی ہے۔ اور اپنے سننے والے کو تجلیات کی دنیا میں اللہ کی یاد سے بہت دور لے جاتی ہے اور انسان کو اس زمین پر اپنے مقصد و جود سے بے بہرہ کر دیتی ہے۔ قرآن پاک میں فرمان الہی ہے:

”اور شعراء کی اتباع گمراہ لوگ کرتے ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ شاعر تمام دوا دویوں میں گھومتے ہیں (یعنی اپنی شاعری میں ہر چیز کی قصیدہ کوئی کرتے ہیں، چاہے غلط ہو یا صحیح) اور وہ لوگ وہ کہتے ہیں جو وہ خود کرتے نہیں۔ سوائے ان کے جو ایک اللہ (واحد) پر ایمان رکھتے ہیں اور اعمال صالحہ کرتے ہیں اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں۔“ الشعراء آیت (224-227)

واضح ہوا کہ گانا اور موسیقی کا شاعری سے گہرا تعلق ہے بلکہ یہ لازم و ملزوم ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ

نے واضح کر دیا کہ شاعروں کی پیروی وہی لوگ کرتے ہیں جو صحیح راستہ سے پہنچے ہوئے ہیں۔ شعراء میں صرف وہ مستثنیٰ قرار دیئے گئے ہیں جو کثرت سے ذکر اللہ میں مصروف رہتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ تاریخ اسلام میں بہت کم لوگ اس زمرہ سے تھے۔ اگرچہ ایسے شعرائے اسلام جو اسلام کی حمایت اور دفاع میں شاعری کرتے ہیں، ان پر اسلامی قانون کے تحت کوئی بندش و حرج نہیں۔ ایک عظیم صوفی شاعر برصغیر کے سلطان باہو نے اپنے ایک شعر میں فرمایا:

جو دم غافل او دم کافر

مرشد ایہہ پڑھایا ہو

”جو لحاظ اللہ کے ذکر سے غفلت میں گزرے، وہ دراصل حالت کفر میں گذرے۔ یہ سبق مجھے میرے مرشد نے سکھایا۔“ (کلام سلطان باہو)۔

اگرچہ شاعری بمع موسیقی اپنے سننے والے کو تحلیلات اور غفلت کی دنیا میں لے جاتی ہے اور انکو آزاد خیالی اور آزاد روش کی دعوت دیتی ہے۔ موسیقی اور رویے میں بڑا واضح تعلق ہے۔ اور اسی وجہ سے جرائم سے بھی واسطہ ہے۔ بلکہ پچھلی موسیقی کے بول اکثر شرک کا مواد لیے ہوئے ہیں جہاں محبوب و مطلوب کو اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ہم پلہ تصور کیا جا رہا ہوتا ہے اور سوچنے والا اللہ تعالیٰ سے دور اور اللہ کے ذکر سے غافل ہوتا جاتا ہے، اور انسان کے دل میں نفاق پرورش پانے لگتا ہے۔ علامہ ابن قیمؒ اپنی تصنیف ”اناشیہ اللہ فان من مساعد الشیطان، جلد اول“ میں بیان فرماتے ہیں کہ ”موسیقی اور گانے کی ایک صفت یہ ہے کہ یہ دل کو تدبیر، تفکر اور قرآن کریم کے فہم سے نہ صرف ہٹاتا ہے بلکہ اس پر عمل کرنے سے بھی روکتا ہے۔ نفاق کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ انسان کبھی کبھار اللہ کو یاد کرتا ہے (مدوامت نہیں ہوتی) اور نماز کو پڑھنے میں کسل مندی سے کام لیتا ہے۔ ایک گانے اور موسیقی کے عادی انسان کے لیے قرآن پاک کو سننا ایک بڑا ثقیل اور کانوں کا بڑا کراہت آمیز کام ہو کر رہ جاتا ہے۔“

انسانی یادداشت دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تھوڑی مدت تک باقی رہنے والی (Short

term memory) اور ایک لمبی مدت تک باقی رہنے والی (Long term

memory) چھوٹی مدت والی یادداشت کو لمبی مدت میں تبدیل کرنے کے لیے بار بار دہرائی کی

ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے لیے انسان کو جذباتی لگاؤ، دھن اور دھرائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ تین باتیں بار بار گانا سننے میں لازماً پہنچتی ہیں اور اسی لیے گانا انسان کی یادداشت میں لمبے عرصے تک کے لیے محفوظ ہو جاتا ہے۔ موسیقی جذبات ابھارتی ہے اور گانے کے بول بار بار دہرائے جاتے ہیں۔ انسان کی یادداشت اور ذہن کی اس قابلیت کا زیادہ استعمال موسیقی کی نذر ہو جاتا ہے۔ اور ذکر کثیر ناممکن بن کے رہ جاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا قرآن پاک سورۃ الاحزاب آیت 42 میں حکم ہے۔ ”اے ایمان والو! ذکر کرو اللہ کا ذکر کثیر۔“

ڈاکٹر بلال فلیس، ایک مغربی نو مسلم اور جدید مسلم عالم، اپنی ایک تقریر میں فرماتے ہیں۔ جب انہوں نے 1971 میں اسلام قبول کیا، تب ان کو اسلام میں موسیقی کے منع ہونے کا علم ہوا۔ تو انہوں نے اسکو بالکل ترک کر دیا اور یہ محسوس کیا کہ جب وہ اپنے غیر مسلم دوستوں کو اسلام کی دعوت کے سلسلے میں اپنے گھر مدعو کرتے تھے تو دوستوں کو پس منظر میں موسیقی کے بغیر ایک خلاء، سانسوں ہوتا تھا۔ یہ مغربی طرز معاشرت کی ایک چال ہے کہ ہر جگہ چاہے وہ بازار ہو، کام کی جگہ، دفتر، بیت الخلاء کوئی بھی جگہ ہو..... پس منظر میں موسیقی چلتی رہتی ہے۔ اس سے انسانوں کو اللہ کی یاد سے غافل کرنا اور دنیا کے لہو لعب میں لگائے رکھنا ہوتا ہے تاکہ انسان کو اپنی معرفت و مقصد کے بارے میں سوچنے کا خیال تک نہ آئے۔

جبکہ قرآن پاک ہمیں غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ۔ فَآيُنْ تَلْهِيُونَ۔

اور یہ (کلام قرآن) شیطان مردود کا کلام نہیں۔ پس تم کہاں چلے جا رہے ہو؟“

قرآن کلام رحمن ہے۔ جبکہ موسیقی کلام شیطان ہے۔ موسیقی اس دنیا کا ڈھوکہ ہے جو انسان کی سوچ کو غفلت کر دیتی ہے۔ اور انسان کو یہ سوچنے کے قابل نہیں چھوڑتی کہ اسکی اصل منزل کیا ہے۔ موسیقی انسان کی روح الملکیہ پر نہیں روح الہیمیہ پر اثر پذیر ہوتی ہے۔

موسیقی کے بارے میں لوگوں کا یہ فلسفہ ہے کہ موسیقی روح کی غذا ہے۔ انسان کے وجود کے 2 حصے ہیں۔ (1) خاک/جسد، (2) روح۔ جیسے قرآن پاک میں بیان ہے:

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ

اور اسکی (اللہ تعالیٰ) کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔

(سورۃ الروم: آیت 20)

اور پھر اس مادی تخلیق میں اللہ تعالیٰ فرشتے کے ذریعے سے روح پھونکنے کا حکم دیتے ہیں:  
فَإِذَا سَوَّيْتَهُ، وَنَضَّحْتُمْ فِيهِ مِنْ رُوْحِيْ كَفَّعُوْهُ، سَجْدِيْنَ۔

”پس جب میں اسکی نوک پلک سنوار دوں اور اس میں اپنی روح میں سے پھونک دوں، تم تو سب اس کے لیے سجدے میں گر جاؤ۔“ (سورۃ ص: 72)

یہ انسان میں روح کا پھونکا جانا انسان ہی کا خاصہ ہے۔ جو اس سیارہ کی کسی اور مخلوق سے تعلق نہیں رکھتا۔ انسان کی تخلیق کے دو پہلوؤں (مٹی اور روح) کا ذکر ہمیں اس آیت میں بھی ملتا ہے:

قَالَ يَا بَلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتَ بِيَدَيَّ. (سورۃ ص: 75)

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابلیس! تجھے میرے ہاتھوں سے بنائی ہوئی تخلیق کو سجدہ کرنے سے کس چیز نے منع کیا؟

کو یا انسان کی تخلیق اس دنیا کے مادہ سے ہوئی جبکہ فرشتے کے ذریعے سے روح پھونکی گئی۔ انسان کا ایک جسمی وجود ہے اور ایک روحانی وجود۔ اور وہ جسم بھی ہے اور روح بھی۔ جسم کی خواہشات و ضروریات ہیں جیسے بھوک، پیاس، اور شہوت، جبکہ انسانی روح کی غذا اور طلب آسمانی ہے۔ اسکے روحانی وجود ہی کی وجہ سے انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ دیا گیا۔ لہذا انسان جسم اور روح کا مرکب ہے۔ علمائے اسلام ایک اور طرح سے بھی انسان کی تعریف بیان کرتے ہیں۔ انسان کا ایک نفس ہے جو انسان اور حیوان دونوں میں پایا جاتا ہے۔ لہذا انسان کی روحانی طاقت بھی دو طرح کی ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب ”حجۃ اللہ البالغہ“ میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو طرح کی قوتیں ودیعت فرما رکھی ہیں۔ روح الملائکہ، ملکوتی فرشتہ صفت روح، جو صرف انسانوں میں ودیعت کی گئی۔ یہ انسانوں کو قرب الہی اور اعمال صالحہ کی طرف راغب کرتی ہے۔ دوسری قوت روح البہیمیہ ہے، یہ سفلی اور حیوان صفت روح ہے۔ یہ روح انسان

سے ردِ عمل کا تقاضا کرتی ہے۔ یہ دو قوتیں ہر آن انسان میں کشمکش سے دو چار ہیں۔  
قرآن پاک میں بیان الہی ہے:

سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِثُ الْأَرْضُ وَمِنْ أَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ۝  
پاک ہے وہ ذات جس نے تخلیق کیا جوڑا جوڑا ہر چیز کا جو زمین سے پیدا ہوتا ہے۔ اور جو انہی  
میں سے (اپنی جنس سے) اور اس میں سے بھی جو وہ جانتے تک نہیں۔ (سورہ یٰسین: 36)  
اللہ تعالیٰ نے انسان کو نہ صرف جسد اور روح بنایا بلکہ روح بھی دو طرح کی صفات والی  
ہے۔ ملکوتی اور حیوانی۔ انسان کی اس مرکب تخلیق / فطرت کے بارے میں سید محمد نقیب العطاس،  
جدید مفکر اسلام، لکھتے ہیں:

”آدمی کے دو نفس ہیں (نفسان) اسی طرح جس طرح اس کی دوہری فطرت ہے۔  
ایک اعلیٰ النفس الناطقہ اور ایک سفلی نفس النفس الحيوانية۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنا رب ہونے  
کا اعلان کیا تو یہ منطقی روح تھی جس نے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کی، اللہ تعالیٰ سے اپنا عہد  
نبھانے کے لیے اور مستقلاً اپنے اندر اس اطاعت کو عملی طور پر اور عبادات میں لانے کے لیے، اللہ  
کے حضور فرما کر داری کرنے کے لیے۔ یہ منطقی نفس روح ہی ہے جس کو مسلسل نفس الحيوانية پر مسلط  
ہونا پڑتا ہے۔ اور نفس الحيوانية کو تھمیا ڈالنے پڑتے ہیں۔“

Al-Attas, Muhammad Al Naquib (2002). Islam and Secularism. Delhi,  
New Crescent Publishing Company Co.

موسیقی انسان کی اس حیوانی سفلی نفس الحيوانية پر اثر انداز ہوتی ہے۔ نفس الناطقہ  
پر موسیقی کا اثر نہیں ہوتا ہے۔ اگر موسیقی ملکوتی روح پر اثر رکھتی تو جانور موسیقی سے اثر قبول نہ  
کرتے مگر یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ موسیقی جانوروں پر اثر رکھتی ہے۔ موسیقی کے زیر اثر اونٹ  
زیادہ تیز بھاگتے ہیں، یہاں تک کہ بھاری بوجھ اٹھائے بھاگتے بھاگتے وہ تھک کر گر جاتے  
ہیں۔ گائے موسیقی کے زیر اثر زیادہ دودھ دیتی ہے۔ بعض مالکان اصطبل، سوروں کو زیادہ  
کھانا کھلانے کی خاطر موسیقی کا اہتمام کرتے ہیں تاکہ وہ فریبہ ہو سکیں۔ سانپ بانسری کی

دھن پر مسحور ہو جاتا ہے۔ علامہ ابن قیم مدارج السالکین میں لکھتے ہیں:

”موسیقی سننے سے جو چیز حرکت میں آ جاتی ہے اور سرور ہوتی ہے۔ وہ انسان کی حیوانی روح / نفس ہے اور یہ روح المملکیہ نہیں ہے۔ اس کی دلیل جو مسلمان علماء دیتے ہیں، وہ موسیقی کا وہ اثر ہے جو جانوروں اور پرندوں پر ہوتا ہے، جب گانا اور موسیقی انکو سنایا جاتا ہے۔“

### بیماری کا علاج - تلاوت قرآن

لوگوں کا ایک سوال یہ ہوتا ہے کہ اگر موسیقی کو ترک کر دیں تو پھر اسکا بدل کیا ہوگا؟ فی الحقیقت موسیقی کا بہترین بدل تلاوت کلام پاک کا سننا ہے اور یہی اس مسئلے کا حل بھی ہے۔ موسیقی ایک نشہ آور شے کی طرح ہے۔ جس طرح کسی بھی نیند آور دوا کی عادت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح موسیقی کا بھی اثر ہے۔ یہ بھی عادت بن جاتی ہے۔

موسیقی کا عادی جب موسیقی کو ترک کرنا چاہے گا تو جس طرح ایک نشہ آور دوا کے ترک کرنے کے جسمانی اثرات (withdrawl effects) ہوتے ہیں، اسی طرح کی علامات موسیقی چھوڑنے پر بھی ہوتی ہیں۔ ان علامات و تکالیف کا علاج تلاوت کلام پاک میں موجود ہے۔ یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ انسان کے دو وجود ہیں: ملکوتی اور حیوانی..... ہماری ملکوتی شخصیت کا مرکز ہمارا قلب ہے جو ہر آن سکون و طمانیت کا متلاشی ہے۔ موسیقی سننے سے ہماری روح عارضی طور پر ضرور مشغول ہو جاتی ہے مگر موسیقی کی غیر موجودگی میں ایک خلاء سا پیدا ہو جاتا ہے۔ اصل اطمینان ہماری روح کا اصل اطمینان قرآن کو سننے میں ہے۔ کیونکہ قرآن مجید ایک آسمانی الہام ہے جس طرح ہماری روح آسمانی ہے۔ لہذا تلاوت کلام پاک ہماری اس روح المملکیہ کو غدا فراہم کرتی ہے۔ موسیقی انسان کو غفلت میں ڈالتی ہے اور ہماری سوچ اور فکر منقطع کرتی ہے۔ جبکہ تلاوت و قرآن قرآن انسان کو اپنے وجود کے مقصد پر تہدیر و تفکر دلواتا ہے۔ ہمارے قلوب کی زندگی ذکر الہی میں ہے۔ قرآن پاک ہمارے دل کی

بیماریوں کی شفاء ہے۔ اس لیے ایک موسیقی زدہ بیمار دل کی شفاء صرف تلاوت کلام پاک کے سننے اور کرنے میں ہے۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ۔ (سورۃ الاسراء آیت نمبر 82)

اور ہم اتار رہے ہیں قرآن پاک میں سے وہ جو کہ شفاء اور رحمت ہے مومنوں کے لیے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَ تَكْوِيمُ مَوْعِدَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ۔

اے لوگو! بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آچکی ہے۔

وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّلُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ۔ (سورۃ یونس آیت نمبر 57)

اور شفاء (علاج) اسکے لیے جو تمہارے سینوں میں ہے (دل کی بیماری) اور رحمت اور ہدایت

ایمان رکھنے والوں کے لیے۔

مزید برآں، حضرت علیؓ ابن ابی طالب روایت کرتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خَيْرُ الدَّوَاءِ الْقُرْآنُ (سنن ابن ماجہ)

”بہترین دوا قرآن پاک ہے۔“

برصغیر کے مشہور محدث مولانا انور شاہ کاشمیری نے فرمایا:

”وہ شخص جو موسیقی اور گانے بجانے سے مغلوب و متہید ہو چکا ہو اور اس کیلئے موسیقی

کو ترک کرنا انتہائی دشوار کام ہو۔ تو ایسے لوگ اگر موسیقی سے دور رہنا چاہیں تو ان

کو چاہیے کہ قرآن سے تعلق دلگاؤ پیدا کریں۔ انکو چاہیے کہ کثرت سے تلاوت

قرآن کریں۔ اور اس میں غرق ہو جائیں کیونکہ انہیں طمانیت قرآن ہی سے ملے

گی۔“ (فیض الباری۔ جلد 4)

قرآن پاک کی تلاوت کی خوبی یہ ہے کہ قاری اور سامعین کبھی اس سے سیراب نہیں

ہو پاتے۔ مسلسل تلاوت سے مٹھاس بڑھتی ہے اور بار بار دہرائی سے لگاؤ پیدا ہوتا ہے۔ جبکہ

موسیقی اور گانے میں یہ خوبی نہیں ہوتی۔ موسیقی کے میدان میں یہ دیکھا گیا ہے کہ کچھ عرصہ

بعد لوگ ایک ہی طرز کے گانے یا دھن سے بور ہو جاتے ہیں اور موسیقی کی دنیا کی بقاء کے لیے نئے فن کار اور نئے گیت کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اسکے برعکس مسلمان کبھی قرآن کی تلاوت و سماعت سے اکتانہ نہیں۔ اسکی تروتازگی میں کوئی کمی پیش نہیں آتی۔ رسول اللہ محمد ﷺ نے فرمایا:

لَا يَخْلُقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ وَلَا تَنْقُصُ عَجَابَتُهُ مَنْ قَالَ بِهِ صَلَاقٌ

(ترمذی، عن علی ابن طالب)

”قرآن کی بار بار کی تلاوت سے سیری نہیں ہوتی اور اسکے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوتے۔ یہ حق ہے جو اسکی تلاوت کرتا ہے۔ سچ بولتا ہے۔“ (ترمذی)

اسلام میں بہترین ترنم تلاوت کلام پاک میں ملتا ہے۔ جبکہ اپنے سننے والے پر بہت ہی گہرا اثر ہوتا ہے۔ Louisa Young جو کہ ایک برطانوی اخبار نویس اور ایک مصنفہ ہیں قرأت قرآن پاک کے بارے میں لکھتی ہیں:

”ایک سادہ سی اہر، دل کی دھڑکن، ایک بار بار دہرائے جانے والا عمل ہے جو مراقبہ کو لے کر چلتا ہے اور آگے بڑھتا ہے۔ دل کے اندر ایک بحر بیکراں پیدا کر دینے والی ایک مسلمان مذہبی رسم تلاوت قرآن ہے۔ جو ایک مسحور کن بہاؤ ہے عربی کے الفاظ کا جس کا موازنہ اکثر دل کی دھڑکن سے کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے لائق کے نتیجہ میں روح پر اُداسی کی جو کیفیت طاری ہو جاتی ہے، وہ ذکر الہی کرنے سے دور ہو جاتی ہے۔ بے شک اللہ کے ذکر ہی میں دلوں کا اطمینان ہے۔ یہ یاد کرنا ہی ذکر ہے۔ قرآن پاک کی آیت کا خیالی یا زبانی ذکر یا اللہ تعالیٰ کے اسماء (الحسنی) میں سے کوئی نام۔“

Young, Louisa (2003). The Book Of The Heart. New York, Doubleday.

محمد مارماڈوک پکٹھال Mohammad Marmaduke Pickthall ایک معروف مشہور برطانوی نو مسلم، اپنے ترجمہ قرآن کے دیباچہ میں تلاوت کے بارے میں لکھتے

ہیں: ”ایک ناقابل نقل دھن بس یہی ایک دھن / آواز ہے جو انسانوں کو وجد میں لا کر آنسوؤں سے سیراب کر دیتی ہے۔“

Pickthall, Mohammad Marmaduke (1996). The Meaning of the Glorious Qur'an: Text & Explanatory Translation. Maryland, Amana Publications.

قرآن پاک کی سحر انگیز موزونیت اور بلاغت ( Rhythm and Rhetoric) کی تعریف کرتے ہوئے ایک معروف برطانوی مؤرخ پروفیسر اے جے آر بیرلی اپنے ترجمہ قرآن میں لکھتے ہیں: ”میں اپنی اس کوشش میں تھا، کہ میں عربی قرآن کی غیر مرئی و ارفع ترین تاثیر سے ملتا جلتا ترجمہ کر سکوں۔ مگر قرآن کی پیچیدہ اور متنوع، تسلسل و ترکیب کے مشقت بھرے مطالعہ سے احساس ہوا کہ قرآن کے پیغام کے علاوہ قرآن کی ایک ترکیب و تسلسل خود قرآن پاک کے اس دعویٰ کا ایک جزء ہے کہ قرآن اپنی ذات میں ایک ناقابل تغیر ادبی معجزہ ہے۔“

Arberry, Arthur John (1996). The Qur'an Interpreted: A Translation New York, Touchstone.

مالک بن نبی ایک مشہور الجزائری مسلمان اپنی کتاب ”قرآنی معجزہ“ Quranic The phenomenon میں قرآن کی آیات کے بے مثال بہاؤ کا آپ کے زمانے کے لوگوں پر اثر انداز ہونے کے بارے میں کہتے ہیں:

”اس زمانے کی کچھ شہادتیں جو روایات میں ضبط کی گئی ہیں، ہمیں بدوؤں کی روحانی حالت پر آیات قرآنی کے مسحور کن اثرات کے متعلق مطلع کرتی ہیں۔“

حضرت عمرؓ بن الخطاب نے بذات خود اسی پرکشش و پرتاثير پیغام کے تحت اسلام قبول کیا جبکہ ولید بن المغیرہ جو اپنے زمانے کا بہترین خطیب تھا، قرآن کے مسحور کن تاثر کے بارے میں اپنی رائے دیتے ہوئے ابو جہل کو جواب دیتا ہے: میں اس کے بارے میں کیا رائے رکھتا ہوں؟ بخدا میرا خیال ہے اس کی کوئی مثال نہیں..... یہ کلام اتنا ارفع و بلند ہے کہ ناممکن ہے کہ اس کی کوئی نظیر ہو سکے۔“

Bennabi, Malik (2001). The Qur'anic Phenomenon: An Essay of a Theory on the Qur'an. Kuala Lumpur, Islamic Book Trust.

جبیر ابن مطعم، جبکہ وہ ایک شرک تھے اور انھوں نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا، جب مدینہ آئے تو انھوں نے بتایا کہ

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ، فَلَمَّا بَلَغَ هَذِهِ الْآيَةَ ﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ؟ أَمْ خُلِقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضُ؟ بَلْ لَا يُؤْفِقُونَ، أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ. أَمْ هُمُ الْمُصْطَفُونَ﴾؟ كَادَ قَلْبِي أَنْ يَطِيرَ.

(صحیح بخاری)

”جب میں نے صلوٰۃ المغرب میں رسول خدا (ﷺ) کو سورۃ طور کی درج ذیل آیات تلاوت کرتے ہوئے سنا تو میرا دل اسلام کی طرف اڑ کر پہنچ گیا۔“

أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ۔

کیا وہ تخلیق کئے گئے تھے بغیر کسی شے میں سے یا وہ خود تخلیق کرنے والے ہیں۔

أَمْ خُلِقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضُ؟ بَلْ لَا يُؤْفِقُونَ۔

کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو بنایا؟ نہیں بلکہ وہ یقین نہیں رکھتے۔

أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصْطَفُونَ۔

کیا ان کے پاس تیرے رب کے خزانے ہیں یا وہ اسکے نگران ہیں؟

سورۃ الطور 37-35 (بحوالہ صحیح البخاری)

قرآن کی قرأت کا اس کے سننے والے پر ایک کون کون اثر ہوتا ہے۔ چارلس لی گائی بلٹن جو ایک برطانوی ڈپلومیٹ تھے اور 1959ء میں مشرف بالاسلام ہوئے قرآنی تلاوت کی اس اثر انگیزی کو اپنی کتاب Islam and the Desitny of Man میں یوں بیان فرماتے ہیں: ”سننے والے کے لیے آواز (تلاوت قرآن کی) اور پڑھنے والے کے لیے موضوع قرآن کا ایک

بہت گہرا انقلابی اثر ہوتا ہے۔ یہ شخصیت کے ان پہلوؤں پر اثر انداز ہوتے ہیں جو شعور کی گہرائیوں میں چھپے ہوتے ہیں۔ قرآن چونکہ کلام الہی ہے، جو ہماری روح کا سرچشمہ بھی ہے۔ یہ ہمارے وجود کے ہر خلاء کو پُر کرتا ہے۔ ایک لحاظ سے یہ اُس توڑ پھوڑ کو جو ہماری شخصیت کے مختلف پہلوؤں میں ہو رہی ہوتی ہے ایک آسمانی شے (تلاوت کلام پاک) سے بھر دیتی ہے۔

Eaton, Charles Le Gai (1985). Islam and the Destiny of Man. New York, The Islamic Texts Society.

انسانی دل اور جسم، تلاوت قرآن کے سننے سے پرسکون ہو جاتے ہیں۔ ایک خوش الحان قاری کے منہ سے قرآن کی آیات اپنے سننے والے پر بہت اثر رکھتی ہیں۔ قاضی عیاض، مالکی مسلک کے عظیم ہسپانوی عالم، اپنی مشہور تصنیف سیرۃ الرسول ”الشفاء“ میں قرآن کے معجزاتی وجود کے بارے میں لکھتے ہیں:

”ایک مومن جب تلاوت کرتا ہے تو اس پر ایک خشیت کی حالت طاری رہتی ہے۔ جو اس کو قرآن کی طرف مائل کرتی ہے۔ اور دل میں یقین اور سرور پیدا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ. ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ لَوْ أَنزَلْنَاهُذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْنَاَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ. (سورۃ الحجر آیت 21)

(رونگٹے کھڑے ہو گئے) کاغذی ہیں جلدیں (اس قرآن کے ذکر سے) ان لوگوں کی جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ اور پھر ان کے دل اور ان کی جلدیں اللہ کے ذکر سے نرم پڑ جاتی ہیں۔ اگر ہم اس قرآن کو نازل کرتے پہاڑ پر تو تم دیکھتے کہ یہ فروز ہو جاتا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اللہ کے خوف و جلال سے

اس آیت سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ بے جان اشیاء تک اس قرآن کے جلال و عظمت

سے آشنا ہیں۔ ایک دفعہ ایک عیسائی کا ایک ایسے شخص کے پاس سے گزر رہا تھا جو تلاوت کر رہا تھا۔ وہ رُک گیا اور رونے لگا۔ جب پوچھا گیا کہ وہ کیوں رو یا تو اُس نے جواب دیا کہ اس کلام کی خوبصورتی نے اور اس کی رقتِ قلب نے اُس کو رُلا دیا۔ یہ حیران کن اثر بہت سے ایسے لوگوں پر ہوا جنہوں نے پھر اسلام قبول کر لیا۔ کچھ نے پہلے ہی لمحے میں اسکی اثر پذیر ی سے اسلام قبول کیا جبکہ کچھ نے تکذیب کر دی۔

Iyad, Qadi Ibn Musa al-Yahsubi (1991). Muhammad Messenger of Allah

(Ash-Shifa of Qadi Tyad), Scotland, Madinah Press.

قاضی عیاض کے یہ الفاظ 900 سال پہلے کے ہیں۔ آجکل کے دور میں یہ تجزیہ دو مسلمان سائنس دانوں نے دنیا کے 2 مختلف حصوں میں کیا اور تلاوت کلام پاک کا انسانی جسم پر اثر ہونے کا مشاہدہ کیا۔ ڈاکٹر احمد القاضی نے فلوریڈا (امریکہ) میں اکبر کلینک میں 1984ء میں انتہائی جدید سائنسی ساز و سامان کے ذریعے سے مختلف پے در پے تجربات کے ذریعے سماعت قرأت قرآن کا انسان کے دل کی رفتار، بلڈ پریشر (خونی دباؤ) اور اعصابی کھچاؤ پر اثرات کا مشاہدہ و مطالعہ تین مختلف رضا کار گروپس پر کیا۔

1..... ایک گروپ مسلمانوں کا جو عربی سمجھتا تھا۔

2..... ایک گروپ مسلمانوں کا جو عربی نہ سمجھتا تھا۔

3..... ایک گروپ غیر مسلموں کا جو عربی نہ جانتا تھا۔

تینوں گروپس میں تلاوت کلام پاک کے سننے سے اعصابی تناؤ، دل کی رفتار اور بلڈ پریشر میں اصلاح نظر آئی۔ تناؤ کم ہوا۔ دل کی رفتار جیسی پڑی اور باقی تمام تبدیلیاں مثبت رہیں۔ بغیر اس بات کے کہ آیا کوئی مسلمان تھا یا نہ تھا۔

سب کو ذہنی بوجھ سے آزادی اور چین کا احساس ہوا۔ بلکہ یہ بھی دیکھا گیا کہ قرآن پاک

کی ایسی آیات جو جنت کی خوشخبریاں اور ترغیب رکھتی ہیں، کو سننے سے اُنکے دل کے اطمینان و چین پر زیادہ اثر رہا۔ جبکہ ایسی آیات جو عذاب اور وعید (ترہیب) کی تھیں، اُن کا اثر اپنے سننے والوں کے کھچاؤ اور تناؤ پر کم تھا۔ یہ تجربات قرآن پاک کی تلاوت کے انسانی جسم پر فوائد و برکات کا نمونہ ہیں۔

Elkadi, Ahmed *Health and Healing in the Qur'an* in Athar, Shahid, M.D., Ed. (1993). *Islamic Perspectives in Medicine - A Survey of Islamic Medicine: Achievements & Contemporary Issues*. Indianapolis, American Trust Publications.

خرطوم یونیورسٹی سوڈان میں ڈاکٹر محمد خیر الارگلسوی، نے اپنے تحقیقی مطالعہ میں جو وہ ڈاکٹر مالک بدری (اسلامی ماہر نفسیات) کے زیر نگرانی پی ایچ ڈی کے مقالے کے سلسلے میں کر رہے تھے، دریافت کیا کہ وہ مریض (انکے رضا کار) جو زندگی میں کسی بھی وجہ سے بلڈ پریشر کے مرض سے دوچار تھے، اُن کا بلڈ پریشر تلاوت قرآن کے سنتے رہنے سے نہ صرف کم ہو گیا بلکہ بعض لوگوں میں تو معمول پر آ گیا اور ڈاکٹر کے مشورہ کے مطابق ان کو دوا کی بھی ضرورت نہ رہی۔

Badri, Malik (2000). *Contemplation: An Islamic Psychospiritual Study*. London, The International Institute of Islamic Thought.

تلاوت کلام پاک کی تاثیر و اہمیت کے بارے میں ڈاکٹر عثمان نجاتی (زمانہ جدید کے ایک ماہر نفسیات) اپنے تجربات کی بنا پر کہتے ہیں:

”انسان کو ضمیر کی خلش یا ندامت کی وجہ سے جو ذہنی انتشار اور اضطراب ہوتا ہے۔ اس کے لیے تلاوت قرآن نہ صرف بہترین شفاء ہے بلکہ یہ تمام نفسیات اور ذہنی کلفتوں اور مایوسیوں کا بہترین علاج بھی ہے۔ نبی اکرم ﷺ لوگوں کی ذہنی بیماریوں (خبط) کا قرآن سے علاج کرتے تھے۔“

Najati, Mohammad Usman (n.d.). *Hadith and Ilm un Nafs*. Lahore

اصحاب رسول ﷺ تلاوت قرآن بہت خوش الحانی سے کیا کرتے تھے۔ بہت سی روایات سے پتا چلتا ہے کہ آپؐ تاکید فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کی تلاوت کو بہترین آواز سے ادا کرنا چاہئے۔

رَبُّنَا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ۔ (سنن ابوداؤد)  
قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو۔

ایک اور حدیث میں آپؐ کا فرمان مبارک ہے:  
لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ۔ (صحیح بخاری)  
جو شخص قرآن مجید کو خوش الحانی سے نہ پڑھے، وہ ہم (مسلمانوں) میں سے نہیں ہے۔

ایک روایت میں براء ابن عازبؓ فرماتے ہیں:  
عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ وَعِنْدَهُ  
فَرَسٌ مَرْبُوطٌ بِشَظَئَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدُورُ وَتَمْلَأُ وَجَعَلَ  
فَرَسُهُ يَنْفِرُ مِنْهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِينَةُ نَزَلَتْ بِالْقُرْآنِ

(صحیح مسلم)

”ایک آدمی سورۃ الکہف کی تلاوت کر رہا تھا۔ اور ایک گھوڑا اس کے نزدیک رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔ جب وہ تلاوت کر رہا تھا تو ایک بادل اس کے اوپر جھک آیا اور اس کو ڈھانپ لیا۔ گھوڑا شدت سے بدکنے لگا۔ وہ شخص صبح کے وقت رسول خدا ﷺ کے پاس آیا۔ اور تمام ماجرا کہہ سنایا۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ سکینہ تھی جو تلاوت قرآن کی وجہ سے نازل ہوئی۔“

ان روایات سے تلاوت کلام پاک کی تاثیر و ثناء کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور غور کرنے کی بات یہ ہے کہ اگر ہم اس قرآن کو اپنی زندگیوں میں نافذ کریں تو کیا کیا برکات نہ ہوں گی۔ اس کتاب الہی کو صرف رسموں ہی کے لیے مخصوص نہیں کر دینا بلکہ اس کو زندگیوں کا لائحہ عمل بنانا چاہیے۔

اصحاب رسول قرآن پاک کی ہر آیت کے مطابق اپنی شخصیت کو ڈھالتے تھے۔ ہمیں بھی اسکا فہم اور اس پر عمل اختیار کرنا چاہئے۔ یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ ہمارے دل خوبصورتی کو سراہنے کی فطرت رکھتے ہیں، تلاوت قرآن نہ صرف اس فطرت کے لیے تسکین ہے بلکہ ہمارے دلوں کے زنگوں کا مداوا بھی ہے۔

رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ هَذِهِ الْقُلُوبُ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيدُ إِذَا أَصَابَهُ الْمَاءُ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا جَلَاءُهَا قَالَ: كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ.

(البیہقی، شعب الایمان)

”بلاشبہ دلوں کو بھی زنگ لگ جایا کرتا ہے۔ جس طرح دھات کو پانی سے زنگ لگ جاتا ہے۔“ لوگوں نے پوچھا: وہ کس طرح صاف کئے جاسکتے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا: ”کثرت سے موت کو یاد کرنے اور تلاوت کلام پاک سے۔“

(عن عبد اللہ ابن عمرؓ۔ بیہقی و الترمذی)

## باب ہفتم

# موسیقی اور معاشرہ

معاشرے کو بر باد کرنے کا آسان طریقہ اسکی موسیقی کے ذریعے ہوتا ہے۔ (لینن 1870-1924)

جوں جوں مرض پرانا ہوتا جاتا ہے، توں توں اس مرض کی جڑیں بیمار جسم میں گہری تر ہوتی چلی جاتی ہیں۔ موسیقی ایک ایسا مرض ہے جس نے خلفائے راشدینؓ کے دور حکومت کے ختم ہوتے ہی مسلمان قوم پر حملہ کر دیا۔ تو چونکہ اس وقت مسلمان قوم کے جسم کا دفاعی نظام مضبوط تھا، اس لیے موسیقی اور گانے بجانے کے مرض نے قوم کے ایک چھوٹے سے حصے کو متاثر کیا۔

لیکن اب چودہ سو سال گزرنے کے ساتھ ساتھ مسلمان قوم کے جسم کا دفاعی نظام کمزور پڑ گیا ہے اور یہ بیماری مسلمان قوم کے پورے جسم میں سرایت کر گئی ہے۔ (سوائے نیک اور پرہیزگار مسلمانوں کی ایک قلیل تعداد کے) آج بہت سے مسلمان موسیقی کے اتنے دلدادہ اور عادی ہو چکے ہیں کہ وہ اس لعو و لعب کے بغیر زندہ رہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ وہ اس تفریح طبع کو موت کی دہلیز تک قائم رکھنا چاہتے ہیں۔

ماضی قریب میں مسلم اقوام تقریباً دو صدیوں تک یورپین طاغوتی طاقتوں کے زیر تسلط رہی ہیں۔ اب جبکہ مسلم ممالک سیاسی طور پر آزاد ہو چکے ہیں۔ پھر بھی استعماری قوتوں کے

زیر نگیں رہ کر ان کے مکینوں پر غلامانہ ذہنیت کے برے اثرات قائم دائم ہیں۔ آج مسلمانوں کے اخلاقی انحطاط کا یہ عالم ہے کہ وہ موسیقی کا سننا جائز قرار دیتے ہیں۔ اور جو لوگ موسیقی کا سننا جائز اور حرام سمجھتے ہیں، انہیں انتہا پسند، بنیاد پرست اور ملاں جیسے القابات سے نوازا جاتا ہے۔

شاید وہ آرام پرست مسلمان نہیں جانتے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ بذات خود انتہا پرستی کا شکار ہوں۔ لہذا ایسے مسلمان جو موسیقی کو حرام سمجھتے ہیں، حقیقت میں اعتدال کی راہ پر گامزن ہیں۔ جبکہ دوسری سوچ کے لوگ مادیت کی انتہا اور تفریحی مشاغل کی انتہا پر دکھائی دیتے ہیں۔ شاعر اسلام علامہ محمد اقبالؒ نے اس صورت حال کی تصویر اپنے اس شعر میں کچھ اس طرح کی ہے۔

تھا جو ماحوب وہی بتدریج خوب ہوا  
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا خمیر  
(اقبال)

موجودہ ماڈرن سوسائٹی کی چمک دمک اور ہر طرف موسیقی کے غلبہ نے انسانوں کی آنکھوں کو اس قدر چمکا چوند کر دیا ہے کہ مسلمان بھی موسیقی کے استعمال کو از خود جائز مان گئے ہیں۔ ایسے حالات میں جبکہ مروجہ اصولوں سے انحراف کرتے ہوئے کسی سوسائٹی میں کوئی کام بڑی کثرت اور وسیع پیمانے پر کیا جائے تو نفسیاتی اثر کے تحت لوگ اس کام کو جائز مان لیتے ہیں۔

پھر ارد گرد کے ماحول کا غالب اثر ان کے ذہنوں کو اس قدر مآؤف کر دیتا ہے کہ لوگوں کے اندر اچھے اور برے کی تمیز بھی باقی نہیں رہتی۔ ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ لوگوں کی اکثریت سچ پیدا نہیں کرتی اور نہ ہی اُس پر عامل ہوتی ہے۔ ایک انگریزی ضرب المثل کے مطابق میں جو خدا کی طرف ہوتے ہیں وہی زیادہ ہوتے ہیں۔

"One on God's side is a majority."

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ لَا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (سورۃ المائدہ: 100)

”آپ کہہ دیجئے کہ اچھے اور برے کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ چاہے برے لوگوں کی کثیر تعداد آپ کو بھی دکھائی دے۔ آپ پوری احتیاط سے اپنا فرض انجام دیتے جائیں۔ اللہ پر ایمان رکھو۔ تم ہی کامیاب ہو گے“

آج کل کے کچھ لبرل مسلمان ایک قدم مزید بڑھاتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ موسیقی کا سننا دراصل اسلامی تعلیمات کا ایک حصہ ہے بلکہ یہ ایک نیکی کا کام ہے حضور ﷺ نے اپنی پیغمبرانہ بصیرت کے تحت اپنی ایک حدیث میں بڑی وضاحت سے کھول کر بیان کر دیا ہے کہ کس طرح قیامت کے قریب نیکی اور بدی کے معیار کو بدل دیا جائے گا۔ اس سلسلے میں ایک حدیث ابوامامہ الباہلی سے مروی ہے۔ اس حدیث کچھ حصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا لَمْ تَأْمُرُوا بِمَعْرُوفٍ وَلَمْ تَنْهَوْا عَنْ مُنْكَرٍ قَالُوا وَكَانَ ذَلِكَ يَأْرِسُ اللَّهُ قَالَ نَعَمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ وَأَشَدُّ مِنْهُ سَيَكُونُ . قَالُوا وَمَا أَشَدُّ مِنْهُ يَأْرِسُ اللَّهُ قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَعْرُوفَ مُنْكَرًا وَالْمُنْكَرَ مَعْرُوفًا قَالُوا وَكَانَ ذَلِكَ يَأْرِسُ اللَّهُ قَالَ نَعَمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ وَأَشَدُّ مِنْهُ سَيَكُونُ . كَيْفَ أَنْتُمْ أَمَرْتُمْ بِالْمُنْكَرِ وَنَهَيْتُمْ عَنِ الْمَعْرُوفِ قَالُوا وَكَانَ ذَلِكَ يَأْرِسُ اللَّهُ قَالَ نَعَمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ وَأَشَدُّ مِنْهُ سَيَكُونُ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى : بِئِىْ خَلَقْتُ ، لَا تَبْهِنَنَّ لَهُمْ فِتْنَةٌ يَصْمِرُ الْحَلِيمُ فِيهَا حَيْرَان -

(عن ابی امامۃ الباہلی، کنز العمال)

”حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا:

اس وقت تم کیا کرو گے جب تم نیکی کی تلقین نہ کرو گے اور برائی سے لوگوں کو نہ روکو گے (یعنی معاشرے کے اندر)؟

صحابہ کرامؓ سے پوچھا: اللہ کے رسولؐ کیا ایسا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اُس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس سے بھی بدتر حالات کا تمہیں سامنا کرنا ہوگا۔ صحابہؓ نے فرمایا کہ اے رسول اللہ! اس سے بڑھ کر اور کیا برے حالات ہو سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا تم اس وقت کیا کرو گے جب تم اچھائی کے کام کو بر اجانو گے اور برائی کے کام کو نیک کام تصور کیا جائے گا؟

صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ کیا ایسا ہو کر رہے گا؟ تو آپؐ نے فرمایا اُس رب کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اس سے بھی بدتر حالات پیش آ کر رہیں گے۔“

تو صحابہؓ نے مزید دریافت کیا کہ یا رسول اللہ اس سے بھی بڑھ کر اور برے حالات کیا ہو سکتے ہیں؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا سوچو اس وقت کے متعلق جب تم معاشرے میں برائی کی ترغیب دو گے اور نیکی کے کام سے منع کرو گے؟ تو صحابہ کرامؓ نے کہا کہ اللہ کے رسولؐ کیا ایسا واقعہ بھی ہوگا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے اُس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ حالات اس سے بھی برے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم نے میرے نام کی قسم کھائی ہے، میں ان لوگوں کو فتنے میں مبتلا کر دوں گا حتیٰ کہ ایک انتہائی صابر و شاکر انسان بھی فتنے کا شکار ہوئے بغیر نہیں رہے گا۔“

(یہ حدیث ابو امامہ الباہلی سے مروی ہے اور ابن ابی دنیا ابو یعلیٰ اور دیگر محدثین نے روایت کی ہے۔)

اس حدیث میں انسانی معاشرے کی معاشرتی فکر کا بڑی گہرائی سے تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ حضور پاکؐ اس امر سے پوری طرح آگاہ تھے کہ انسانی معاشرہ جب آسمانی ہدایت سے منہ موڑ کر دوسری راہ اختیار کرتا ہے، تو وہ راہ مستقیم کھو بیٹھتا ہے۔ علم عمرانیات جن اصولوں سے

انحراف کا ذکر کرتا ہے قرآنی نقطہ نظر اُس سے مختلف ہے۔ عمرانی علوم کے مطابق ایسے افعال جو کہ ایک جاری و ساری طرز زندگی سے ٹکراؤ کی صورت اختیار کریں، وہ حقیقت سے انحراف کے زمرے میں آتے ہیں۔ کو یا سوسائٹی جس عام روش پر قائم ہوتی ہے وہی معمول کی زندگی Norm کہلاتی ہے۔ چنانچہ علم عمرانیات کی رو سے معاشرتی انحراف Deviance اور زندگی کے عام چلن کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ جب اچھائی معاشرے میں خوب پھل پھول رہی ہو تو یہی کہا جاتا ہے کہ زندگی کا یہی رویہ یا رجحان سچی حقیقت ہے اور برائی کے متعلق کہا جائے گا کہ زندگی کا یہ رویہ غلط ہے لیکن جب معاشرے میں برائی عام ہو جائے اور برائی کو مقبول عام حاصل ہو تو اس صورت میں اچھائی کے متعلق یہ کہا جائے گا کہ اچھائی نے معاشرتی قدروں سے انحراف کیا ہے۔ لیکن دوسری طرف قرآن و سنت اچھائی اور برائی کے متعلق بڑے واضح انداز میں مستقل معیار پیش کرتے ہیں۔

اوپر بیان کی گئی حدیث مبارکہ میں حضور اکرم ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ کو بتا رہے ہیں کہ ایسا وقت بھی آنے والا ہے کہ جب اچھائی اور برائی خلط ملط ہو جائیں گے۔ اچھائی کی جگہ برائی لے لے گی اور برائی کی جگہ اچھائی لے لے گی۔ معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں سے مسلمانوں کے دل عادی ہو چکے ہوں گے۔ ایسی صورت میں نیکی کے کام حقیقت کے مترادف سمجھے جائیں گے۔

مسلمان معاشروں میں آج یہی کچھ ہو رہا ہے۔ قرآن کے بتائے ہوئے اچھائی اور برائی کے آفاقی اصولوں سے مسلمانوں نے روگردانی اختیار کر لی ہے۔ اسی طرح جبکہ اب موسیقی جیسی برائی نے پورے مسلم معاشرے میں اقتدار حاصل کر لیا ہے اور اس مقبولیت کو دیکھتے ہوئے بہت سے مسلمان غلطی سے یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ موسیقی کا سننا اور گانا بجانا ایک گناہ کا کام نہیں ہے۔ مذکورہ بالا حدیث مبارکہ کے بالکل برعکس کچھ مسلمان قرآنی احکام کے ذریعے موسیقی کے جواز کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ انتہائی افسوسناک بات ہے کہ جدت پسند مسلمان اس قدر بیباک ہو چکے ہیں کہ اسلام میں موسیقی کو جائز ثابت کرنے کے لیے دوسرے مذاہب کی مذہبی کتابوں سے موسیقی کے حق میں تائیدی جملے تلاش کرتے

پکھرتے ہیں۔ تاکہ انہیں اپنے مذموم مقاصد میں خاطر خواہ کامیابی حاصل ہو۔ ایک مستند حدیث جس کے راوی حضرت ابوسعید الخدریؓ ہیں۔ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَتَّبِعَنَّ

مُسْنَنَ اللَّيْلِ مِنْ قَبْلِكُمْ، شَبْرًا بِشَبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ. حَتَّى لَوْ دَخَلُوا فِي حُجْرٍ

ضَبَّ لَا تَبْعُثُوهُمْ. قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى؟ قَالَ فَمَنْ؟

(صحیح مسلم)

”یقیناً تم لوگ بھی اپنے اگلوں کی پیروی کرتے ہوئے ہو، وہی کام کرو گے جو ان لوگوں نے کئے تھے۔ حتیٰ کہ اگر وہ کسی نیو لے کی کوہ یا سوراخ میں گھسے ہوں گے تو تم بھی اس سوراخ میں گھسنے سے دریغ نہ کرو گے۔ تو صحابہ کرامؓ پوچھنے لگے کہ یا رسول اللہ! کیا اگلوں سے مراد آپ کا اشارہ یہود اور نصاریٰ کی طرف ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا: کہ ان کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔“ (صحیح مسلم)

علاوہ ازیں ہم دیکھتے نہیں کہ اس وقت تمام دنیا شیطانی خیال کے اس وہم میں بری طرح گرفتار ہے کہ انسان کے پاس بولنے کی آزادی، نقل و حرکت کی آزادی وغیرہ تمام کچھ ضرور ہونا چاہیے۔ مغربی ممالک کی یونیورسٹیوں اور سکولوں میں آزاد خیالی، آزادی رائے اور مذہبی آزادیوں کی سوچ کی تعلیم کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ آزادی کا یہ تصور کہ ”یہ میری زندگی ہے اور میرا دل جو چاہے گا میں کروں گا۔“ اتنا غالب اثر رکھتا ہے کہ موسیقی کو بھی اپنے تصور آزادی میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اسی تھیوری یا خیال کو بنیاد بناتے ہوئے مغربی طرز فکر کو مسلمانوں کے دماغوں میں ڈالا جا رہا ہے۔ جو کہ سراسر اسلامی شریعت یا قوانین کے برعکس ہے۔

ہمیں مغربی افکار کی اندھا دھند تنقید کرنے سے گریز کرنا چاہیے بالخصوص ایسے امور میں

جو ہمارے مذہب کے بالکل خلاف ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیں غیر مسلموں کی نقالی کرنے سے منع کیا ہے۔ حدیث کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔

جو کوئی جس قوم کی نقالی کرتا ہے۔ وہ اسی میں شامل ہوتا ہے۔“ (سنن ابوداؤد۔ مسند احمد)  
(اس حدیث کو شیخ ناصر الدین البانیؒ نے اپنی کتاب ”صحیح الجامع“ (جلد 2 صفحہ 1058) میں صحیح قرار دیا ہے۔)

مذکورہ بالا حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے مشہور آسٹریلیوی نو مسلم محمد اسد اپنی کتاب ”اسلام دور ہے پر“ (Islam at the Crossroads) میں لکھتے ہیں:

”یہ مشہور اور معروف حدیث نہ صرف اخلاقی سبق مہیا کرتی ہے بلکہ مسلمانوں کو اس عمل کی ناگزیریت سے بھی آگاہ کرتی ہے کہ اگر وہ غیر مسلم تہذیب کے ظاہری پہلوؤں کو بھی اپنائیں گے تو وہ اس تہذیب میں مدغم ہو جائیں گے۔“

Asad, Muhammad (1991). Islam at the Crossroads. Lahore, Sh. Muhammad Ashraf Publishers.

### موسیقی اور قوموں کی زندگی:

تاریخ کے مختلف ادوار میں ہم موسیقی کا کردار کچھ اس طرح دیکھتے ہیں کہ موسیقی اور گانا بجانا شیطان کے پرانے اور کاریگر تھیوار ہیں جو اس نے ہمیشہ بنی نوع انسان کے خلاف استعمال کئے ہیں۔ قرآن پاک کی سورۃ اسراء (بنی اسرائیل 64-61) میں ارشاد ہوتا ہے کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے شیطان کو حکم دیا کہ حضرت آدم کو سجدہ کرو تو اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ مجھے قیامت تک زندگی اور مہلت دے کہ میں آدم اور اس کی ذریت کو راہ راست سے بھٹکا تا رہوں سوائے چند لوگوں کے۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان سے کہا:

”اور تو (یعنی شیطان) جس جس کو اپنی آواز سے پھسلا سکتا ہے پھسلا لے، ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھالو، مال اور اولاد میں ان کے ساتھ ساجھا لگا اور ان کو وعدوں کے جال میں پھانس اور شیطان کے وعدے ایک دھوکے کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔“ (سورۃ الاسراء۔ آیت 64)

امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں قرآن کی ان آیات کو موسیقی کے ناجائز ہونے میں بطور دلیل پیش کیا ہے۔ بعض تابعین کے زمانے کے مفسرین مثلاً مجاہد، حسن البصریؒ اور ضحاکؒ جیسے اکابر کے مطابق شیطان کو اپنی آواز سے انسانوں کو جوش دلا نا محض موسیقی اور گانے بجانے سے ہی ممکن ہے۔ تاریخ کے طالب علم کو معلوم ہے کہ موسیقی اور اقوام کی تاریخ میں بہت گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔ علم تاریخ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ قوموں کی زندگی کے زوال اور فحش لٹریچر اور معاشرے میں موسیقی کے استعمال کے درمیان بڑا تناسب تعلق پایا جاتا ہے۔ ولادی میر لینن، کمیونزم کا بانی، سویٹ یونین کے پہلے ڈکٹیٹر اور انقلابی رہنما نے موسیقی کے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ کہے۔ سوسائٹی کو برہا کرنے کا آسان طریقہ اس کی اپنی موسیقی کا استعمال ہے۔

The Marxist Minstrels: A Handbook on Communist Subversion of Music,  
1974. American Christian College Press.

قوموں کی زندگی میں ان کے زوال کے اسباب کی نشاندہی کرتے ہوئے علامہ اقبالؒ لکھتے ہیں:

”قوموں کی زندگی کا مطالعہ اور اس کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ جب زندگی کی لہریں ختم ہو رہی ہوتی ہیں۔ تو زوال پذیری کا یہ اثر روحانی فیضان کے طور پر اس کے شاعروں، فلاسفروں ولیوں، سیاست دانوں میں داخل ہو کر انہیں ایسے پیامبروں میں بدل دیتا ہے جو منطق اور آرٹ کی آڑ لیکر سوسائٹی میں موجود غلاظت اور فحاشی کو خوبصورت انداز میں لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔“

Iqbal, Dr. Sir Muhammad (Allama) (1980). Islam and Ahmadism. Lahore,  
Sh. Muhammad Ashraf.

علامہ اقبالؒ نے اپنے ایک شعر میں بڑے اختصار سے بڑی جامع بات کہی ہے:

آ تجھ کو بتاؤں میں تقدیر امم کیا ہے  
شمشیر و سناں اول طاؤس و رہاب آخر

(بانگ درا)

ہمارے اس دور کے ایک مسلمان موسیقار نے اپنے سامعین کو بتایا کہ میں گٹار کا استعمال محض اس بناء پر کرتا ہوں کہ گٹار کا یہ آلہ موسیقی ہسپانیہ کے مسلمانوں نے ایجاد کیا تھا۔ اب تاریخی طور پر ثابت نہیں ہے کہ واقعی یہ بات درست ہے یا نہیں۔ اور اگر ہم یہ فرض بھی کر لیں کہ تاریخی اعتبار سے بات درست ہے تو پھر بھی ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ عین میں مسلمانوں کا انجام کیا ہوا۔ ہسپانیہ میں مسلمانوں نے آٹھ صدیوں تک حکومت کی لیکن وہاں سے ان کا اخلاء جس ذلت آمیز شکست اور قتل عام کے ذریعے ہوا، اسلامی تاریخ شاید ہی اس جیسی آفت کی مثال پیش کر سکے۔ عین کے مسلمان اپنی تخلیق کا مقصد ہی بھول گئے تھے۔ وہ حضور اکرمؐ کے صحابہؓ کے طرز عمل اور طرز زندگی کو چھوڑ بیٹھے تھے۔ اور موسیقی اور دیگر ولعب میں مبتلا ہو گئے تھے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان مسلمانوں کو ان فضول مشاغل میں کھو جانے کی بھاری قیمت ادا کرنا پڑی جب عین کے عیسائی انہیں قصابوں کی طرح کاٹ رہے تھے۔ آج عین کے مسلمان تاریخ کی ایک کہانی ہیں اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے سامان عبرت!

جب کسی قوم کا زوال شروع ہوتا ہے تو اس کی مثال ایک بہت بڑے ڈوبتے ہوئے بحری جہاز کی مانند ہوتی ہے (جیسے ٹائی ٹینک) جس وقت جہاز ڈوب رہا ہوتا ہے تو گانے والا طائفہ میوزک بجا رہا ہوتا ہے۔ کیونکہ موسیقی سے لطف اندوز ہونے والے لوگ خام خیالی کی کیفیت میں مبتلا ہوتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کیا یہ بات معقول نظر آتی ہے کہ جہاز ڈوب رہا ہے اور لوگ اس کے عرشے پر قفس کر رہے ہیں؟ کوئی بھی ذی ہوش انسان ایسی حرکت دیکھ کر حیران و پشیمان ہی ہوگا۔ بہر حال تاریخ کے مطالعے سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان ماضی سے سبق حاصل کرنے کی بجائے بار بار شیطان کے جال میں پھنس کر وہی غلطیاں دہراتے رہتے ہیں۔ اور اسی لئے امریکن فلاسفر جارج سانتایانا (George Santayana) نے بڑے واضح انداز میں کہا تھا:

Those who do not remember the past are condemned to repeat it.

”وہ لوگ جو اپنے ماضی کو یاد نہیں رکھتے۔ ان سے غلطیوں کا اعدا ضرور ہوتا ہے۔“

دہلی کی شاہی عدالت میں مباحثہ۔ کون سی عورت اچھی ڈانسر ہے؟

1739ء عیسوی میں افغانستان کے بادشاہ نادر شاہ درانی نے دہلی شہر کا محاصرہ کر لیا تھا۔ اُس وقت دہلی مغلیہ سلطنت کا دارالخلافہ تھا۔ جس وقت دارالخلافہ نے محاصرہ کر لیا گیا تھا۔ عین اس وقت مغل بادشاہ محمد شاہ رنگیلا کے دربار میں بہت ہی ”اہم“ بحث چل رہی تھی۔ مسئلہ زیر گفتگو یہ تھا کہ ایک گانے والی عورت جس کا نام جدن بائی تھا، ایک بہترین رقاصہ ہے یا ایک دوسری عورت کملا دیوی؟ حکمران طبقے کے لوگ اور تمام معاشرے کے افراد موسیقی اور گانے بجانے میں اس قدر ڈوبے ہوئے تھے کہ انہیں یہ احساس تک نہیں تھا کہ موت ان کے سروں پر منڈلا رہی ہے۔ محاصرے کے چند روز بعد نادر شاہ نے دہلی فتح کر لیا تو اس کے سپاہیوں نے ہزاروں ہزار مسلمانوں کو قتل کیا اور سینکڑوں مسلمان عورتوں کی عصمت کو لوٹا۔

(تاریخ اسلام: اکبر شاہ نجیب آبادی)

نواب واجد علی شاہ کا موسیقی اور گانے بجانے کا شوق

نواب واجد علی شاہ (1827-1887ء عیسوی) ہندوستان کی ایک مسلم ریاست اودھ کا حکمران تھا۔ واجد علی شاہ رقص و موسیقی کا بہت ہی دلدادہ تھا۔ وہ طبلہ یا ڈھولک اپنے ہاتھ سے بجالا کرتا تھا۔ اور پھر جب وہ بجاتے بجاتے تھک جاتا تھا تو صرف اُس وقت اپنے وزیراعظم فقی علی کو مزید بجانے کے لیے دے دیتا تھا۔

(مولانا ابوالکلام آزادؒ، غبارِ خاطر 1982ء، لاہور، اسلامک پبلیشنگ ہاؤس)

اب یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ جب کوئی حکمران اپنی تلوار ایک طرف رکھ کر اپنے ہاتھ میں طبلہ اور ڈھول پکڑ لیتا ہے تو پھر کیا ہوتا ہے۔ 31 جنوری 1856ء کو برطانوی فوجوں نے ریاست اودھ کو فتح کر لیا اور نواب واجد علی شاہ کو جیل بھیج دیا۔ جہاں پر اسے گانے بجانے اور دیگر

موسیقی کے آلات سے کھیلنے کا وقت ملتا ہوگا۔ ایک عرب شاعر نے درست ہی کہا تھا:

إِذَا سَكَانَ رَبُّ الْكَيْبِيتِ ضَارِباً بِالطُّبَلِ

فَلَا تَلْمِ الْأَوْلَادَ عَلَى الرَّقْصِ

”جب گھر کا سربراہ طبلے بجا رہا ہو تو پھر بچوں کو رقص کرنے پر الزام نہیں دینا چاہیے۔“

### گوئیوں اور موسیقاروں کی عبرت آموز زندگیاں

جب ہم گانے والوں، اداکاروں اور فنکاروں کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان میں سے اکثر کی زندگیوں میں اس قدر اخلاقی گراؤٹ پائی جاتی ہے جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ان کا خود کو براہ کرنے والا طرز زندگی جس میں نشہ آور چیزوں کا استعمال، شہوت رانی، شراب نوشی، انکار مذہب، لذت پرستی اور لائقا فونیت جیسے قبیح افعال شامل ہیں، حقیقت میں دیکھا جائے تو ان میں سے اکثر لوگ خودکشی کر لیتے ہیں یا پھر نشہ آور چیزیں استعمال کر کے قبل از وقت موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔ وہ جانوروں جیسی زندگی گزارتے ہیں۔ کیونکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ایسا پیشہ اختیار کرنے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔ چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

1 ..... (Van Gogh) وان گوگ نے خودکشی کر کے اپنی جان لے لی تھی۔ کیونکہ جس آرٹ یافن کی خاطر اس نے ساری زندگی وقف کر دی تھی اس پیشے نے نہ تو کوئی سچی خوشی دی اور نہ ہی ذہنی آسودگی حاصل ہوئی۔

2 ..... مائیکل انجیلو (Michael Angelo) جس نے حضرت داؤدؑ کا مجسمہ تیار کیا تھا۔ اور جس نے سسٹائن گربے کی دیواروں پر مذہبی تصاویر بنائی تھیں۔ ہم جنس پرستی کی محبت کے لیے مشہور ہے اور اس کی شاعری میں عاشقانہ مزاج واضح طور پر دکھائی دیتا ہے۔

3 ..... جرمین فلاسفر فریڈرک شلے (1844-1900ء) نے موسیقی کے متعلق اتنا کچھ کہا ہے کہ بقول اس کے زندگی میں موسیقی اتنی اہم ہے کہ اس کے بغیر زندگی کا کوئی مزہ ہی نہیں ہے۔ اس کے خیال کے مطابق موسیقی روح کی بکھری ہوئی قوت اور امتیاز کو ایک اچھے اور اعلیٰ مقصد

میں تبدیل کر سکتی ہے۔ نٹشے موسیقی سے اس قدر محبت کرتا تھا کہ وہ موسیقی کو مذہب کا ہم پلہ قرار دیتا ہے۔ لیکن دوسری طرف نٹشے خدا سے اس قدر نفرت کرتا تھا کہ اس نے اپنی کتاب "Thus Spoke Zarathustra" میں واضح طور پر لکھا ہے کہ (نعوذ باللہ) "خدا مر چکا ہے۔"

حالانکہ حقیقت تو یہ ہے کہ خدا تو ابھی بھی زندہ ہے۔ اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ تاہم نٹشے اپنی عمر کے آخری دس سالوں میں پاگل پن کی حالت میں رہ کر 1900ء میں مر گیا۔

4..... Beethoven تھوون جو کہ موسیقی سے متعلق غیر معمولی ذہانت رکھتا تھا۔ ایک مغرور انسان تھا اور لوگ اس کے درشت رویے سے بہت مالاں تھے۔ اس کے بہت سی عورتوں سے معاشرے ہوئے تھے۔ مگر تمام کے تمام بری ناکامی سے دوچار ہو کر ختم ہو گئے اور اس نے کبھی شادی نہیں کی۔ اس نے اپنی زندگی میں متعدد مرتبہ خودکشی کی ناکام کوششیں بھی کیں۔

5..... مایوی اور جذباتی بے چینی کی ایک مثال (Elvis Presley) ایلس پرسلے کی ذات میں بھی دیکھی جاسکتی ہے۔ وہ بھی موسیقی میں غیر معمولی شہرت رکھتا تھا۔ اس کی زندگی کا خاتمہ بھی شراب نوشی کی وجہ سے ہوا۔ کئی دوسرے فلمی ستارے شراب نوشی کی وجہ سے موت کے منہ میں جا گرے جن میں برائن جونز Rolling Stone والا، ڈینس ولسن آف Beach Boys جی ہینڈرکس (Jimi Hendrix) اور جم مورسین آف The Doors قابل ذکر ہیں۔ ٹم ہارڈن اور فرینک لیمسن بھی ایسے لوگوں میں شامل ہیں۔ اسی طرح کئی اعلیٰ درجے کے مسلمان ملکوں کے موسیقار بھی کثرت شراب نوشی سے مرے ہیں۔

آخر ایسا کیوں ہے؟ ان گانے والوں اور دوسرے آرٹسٹوں کی بد حالی اور قبل از وقت افسوسناک موت کی وجہ صرف یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے پیغمبر ﷺ نے ایسے پیشے اختیار کرنے سے منع کیا ہے جس سے معاشرے کے اندر برائیاں اور اخلاقی بگاڑ پیدا ہو۔ قرآن پاک ایسے لوگوں کے انجام سے واضح طور پر آگاہ کرتا ہے۔

”جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں کے درمیان بدکاری کی باتیں پھیلانی جائیں، ان کے لیے اس دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ اور اللہ خوب جانتا ہے مگر تم نہیں جانتے“

(سورۃ نور آیت: 19)

یعنی جو لوگ برائی کے بیج کاشت کرتے ہیں یعنی شہوت رانی اور موسیقی کے ذریعے برائی کو فروغ دیتے ہیں۔ بالآخر یہ نقصان انہی کو پہنچتا ہے۔ ان لوگوں نے اپنے پیدا کرنے والے کو فراموش کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے بھی اُن کو اِس طرح بھلا دیا کہ یہ لوگ اِس طرح فاحشات میں گم ہو گئے کہ کوئی نشہ آور چیزوں میں مبتلا ہے، کوئی عورتوں سے شہوت رانی میں مجو ہے۔ اور کوئی ناچ گانے میں گم ہے۔ قرآن کے الفاظ کے مطابق:

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسَاهُمْ أَنْفُسَهُمْ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝

(سورہ الحشر۔ آیت 119)

ترجمہ: ”اور مت ہو جاؤ ان جیسے جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا۔ مگر اللہ نے اُن کو اپنا آپ بھلا دیا اور یہی لوگ مافرمان ہیں۔“ (الحشر 119)

## باب ہشتم

### سچی تو بہ کرنے والوں کے قصے

”ایک ولی اللہ (saint) اور گنہگار (sinner) میں صرف یہی فرق ہوتا ہے کہ ولی کے پاس شاندار ماضی ہوتا ہے جبکہ گنہگار کے پاس شاندار مستقبل ہوتا ہے (جس میں وہ تو بہ کر کے اپنے ماضی کے گناہوں کی تلافی کر سکتا ہے)۔“  
(Oscar Wilde۔ آسکر وائلڈ)

اگر ہم قرآن کے انداز پر غور کریں تو ہم دیکھیں گے کہ ایک طریقہ جس سے قرآن اپنا پیغام لوگوں کے دل و دماغ تک پہنچاتا ہے، وہ سچے واقعات کا بیان ہے۔ قرآن ایک بیان ہے، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ واقعات کے ذریعے پیغام پہنچانا زیادہ مفید ثابت ہوتا ہے بہ نسبت خشک انداز بیان کے۔ انسانوں کو ایسے واقعات کی ضرورت ہوتی ہے جن کے ذریعے وہ زندگی میں کوئی سبق حاصل کر سکیں۔ اس کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ واقعات کا تعلق تاریخ سے ہوتا ہے اور قرآن ہمیں ہمیشہ تاریخ سے سبق حاصل کرنا سکھاتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

فَاَقْصِصْ الْقِصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ (سورہ الاعراف: 176)

ترجمہ: ”سو بیان کرو یہ واقعات تاکہ وہ لوگ غور و فکر کریں۔“

اس باب میں ایسے ہی دلچسپ واقعات پیش کئے جا رہے ہیں جن کا تعلق موسیقی کی دنیا

سے ہے۔ ان سچے اصلاحی واقعات کے ذریعے یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق توبہ کے دروازے اس وقت تک کھلے ہیں جب تک موت کی سختی شروع نہیں ہو جاتی۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغْرَعُوا (ترمذی)

”اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی توبہ قبول کرتا ہے جب تک اس کی جان حلق تک نہ پہنچے۔“

(امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ امام نووی نے بھی اس حدیث کو ریاض الصالحین میں روایت کیا ہے۔)

اگر کوئی شخص کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے لیکن پھر سچے دل سے توبہ کر کے اپنے کردار کی اصلاح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا اُس سے وعدہ ہے کہ اس کی توبہ کو قبول کرے گا اور اس پر اپنا فضل فرماتے ہوئے اسے معاف کر دے گا۔ ہماری تاریخ ایسی روشن مثالوں سے بھری ہے جس میں بہت سے لوگوں نے اللہ کے حضور سچی توبہ کی۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ”توبہ“ سے زیادہ پسندیدہ عمل اور کوئی نہیں ہے۔ وہ ان سے محبت رکھتا ہے جو توبہ کرتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق سے محبت ہی ہے کہ وہ انہیں آزما تا ہے تاکہ جب وہ گناہ کے بعد اس کی طرف پلٹیں تو وہ ان پر اپنی رحمتوں کی بارش کرے۔ قرآن پاک میں کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو توبہ کی نصیحت کی ہے۔

قُلْ يٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ

اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

(سورہ الزمر: آیت 53)

ترجمہ (اے نبی کہہ دو کہ اے میرے بندو، جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ۔ یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ وہ غفور رحیم ہے۔ (سورہ الزمر: 53))

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَلَىٰ رَبِّكُمْ أَنْ يُكَفِّرَ  
عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُم جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

(سورہ التحریم)

”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ اللہ سے توبہ کرو، خالص توبہ، بعید نہیں کہ اللہ تمہاری  
برائیاں تم سے دور کر دے اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے  
نہریں بہہ رہی ہوں گی۔“

## سچی توبہ کے ذریعے ایک گناہ گار کے عالم بننے کا واقعہ

زازان تابعی کا قصہ:

شیخ عبدالقادر جیلانی نے اپنی کتاب ”نعمۃ الطالبین“ میں مشہور صحابی رسولؐ کے دور کا اہم  
واقعہ لکھا ہے۔ ایک دن عبداللہ بن مسعودؓ کوفہ میں کسی مقام سے گزر رہے تھے۔ کدو چانک آپ  
نے سنا کہ چند فاسق ایک شخص کے گھر میں جمع ہیں۔ شراب کا دور چل رہا ہے اور ان کے پاس ایک  
مغنی زازان بھی ہے جو بانسری بجا رہا ہے اور پیارے لہجے میں گا بھی رہا ہے۔ ”فرمایا یہ آواز کس  
قد ر پیاری ہے کاش اس سے قرآن پڑھا جائے تو یہ اور بھی پیاری معلوم ہو۔“ پھر آپ اپنے سر پر  
چار ڈال کر آگے بڑھ گئے۔ آپ کی گفتگو زازان نے بھی سن لی۔ پوچھا کون تھے؟  
لوگوں نے کہا: عبداللہ بن مسعودؓ (صحابی) تھے۔

پوچھا کیا فرما رہے تھے؟

لوگوں نے کہا فرما رہے تھے ”یہ آواز کس قد ر پیاری ہے، کاش اس سے قرآن پڑھا جاتا تو پھر  
اس میں چار چاند لگ جاتے۔“

یہ سن کر زازان بڑا متاثر ہوا اور اس کے دل پر دہشت چھا گئی۔ فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور ہانسری کو زمین پر پٹخ کر توڑ ڈالا۔ اور دوڑ کر عبداللہ ابن مسعودؓ کے پاس پہنچا اور اپنا رو مال اپنی گردن میں باندھ لیا، کو یا قیدی ہے۔ آپؐ کے سامنے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ حضرت عبداللہؓ نے اسے گلے لگا لیا اور دونوں رونے لگے اور فرمایا میں اس سے محبت کیوں نہ کروں جس سے اللہ تعالیٰ نے محبت فرمائی۔ پھر زازانؓ نے ستار وغیرہ بجانے سے توبہ کی اور گانا بجانا بالکل چھوڑ دیا اور عبداللہؓ کی صحبت میں دن رات رہنے لگا اور ان سے قرآن پاک پڑھنے لگا اور ان سے کافی علم حاصل کر لیا۔ حتیٰ کہ علم شریعت کا امام بن گیا اور کئی حدیثیں بھی روایت کیں۔

بحوالہ: غنیۃ الطالبین۔ شیخ عبدالقادر جیلانی، نفیس اکیڈمی، کراچی 1989ء۔ کتاب التواہین۔ ابن قدامہ

القدیری۔ دارالاشاعت۔ کراچی 1999ء

### امام مالکؒ کی زندگی میں فیصلہ کن موڑ

امام مالکؒ کا تعلق علماء کے خاندان سے تھا۔ ان کے والد انسؓ ایک بڑے اسلامی عالم تھے۔ اس کے علاوہ ان کے تین چچا بھی شریعت کے عالم تھے۔ اپنے بچپن کے دور میں امام مالکؒ کا پسندیدہ مشغلہ اپنے پالتو کبوتروں کے ساتھ کھیلنا تھا۔ امام مالکؒ نے بہت خوبصورت آواز پائی تھی جس کی وجہ سے ان کی خواہش تھی کہ جب وہ بڑے ہوں تو وہ گلوکار (singer) بنیں۔ اُن کے بڑے بھائی نضر بن انس کا شمار اسلامی علماء میں ہوتا تھا اور وہ مدینہ کے علمی حلقوں میں اچھا خاصے جانے پہچانے جاتے تھے جبکہ اس وقت امام مالکؒ کو کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔

ایک دن انسؓ (امام مالک کے والد) نے دونوں بھائیوں سے فقہ کا ایک سوال پوچھا۔ نضر بن انس نے فوراً ہی صحیح جواب دے دیا جبکہ امام مالک اُس کا جواب نہ دے سکے۔ اِس پر اُن کے والد نے فرمایا ”کبوتروں کے ساتھ کھیلنے نے تمہیں خراب کر دیا“۔ بعد میں اُس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے امام مالکؒ فرمایا کرتے تھے کہ ان کے والد کے اُس

رہنمائی پر وہ اپنے بڑے بھائی سے رشک کا شکار ہو گیا اور اُس سے تعلیمی میدان میں مقابلے کا ارادہ کر لیا۔ اپنے وقت کے بڑے اسلامی عالم ابن ہرمر کے پاس دین کی تعلیم کی غرض سے 7 سال تک جاتے رہے۔

اس کے علاوہ ایک اور واقعہ نے بھی امام مالک کی زندگی کو بدلنے میں اہم کردار ادا کیا۔ جب وہ نوجوان تھے تو ایک دفعہ انہوں نے اپنی والدہ کے سامنے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ بڑے ہو کر گلوکار بننے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جواب میں ان کی والدہ نے انہیں ڈانٹا ڈپٹا نہیں بلکہ نہایت نرم لہجے میں انہیں سمجھایا: ”میرے بیٹے! چونکہ تمہاری شکل و صورت گانے والوں جیسی نہیں ہے، اس لئے تم گلوکار نہیں بن سکتے۔“ والدہ کا یہ جواب امام مالک کی زندگی میں فیصلہ کن موڑ ثابت ہوا اور امام مالک نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ بڑے ہو کر اسلام کے عالم بنیں گے، اسلئے انہوں نے بقیہ زندگی اسلام کا علم سیکھنے اور سکھانے میں گزارنے کا فیصلہ کر لیا۔

Al-Awadi, Dr. Hesham (2004). The Four Great Imams. California, U.S.A., Awakening.

### عمر بن عبدالعزیزؒ کی اپنے بیٹوں کے استاد کو ایک نصیحت

مسلمان خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ جو اپنے عدل و انصاف اور اللہ سے تقویٰ کی وجہ سے پانچویں خلیفہ راشد شمار کئے جاتے ہیں۔ شاہی گھرانے میں پیدا ہونے کے سبب وہ بہت زیادہ مذہبی نہ تھے اور جس طرح کے ماحول میں انہوں نے پرورش پائی، وہاں موسیقی اور گانا بجا عام تھا۔ ان کی زندگی ان تعیشتات سے بھری ہوئی تھی جن کی ہر کوئی خواہش کرتا ہے۔ ان کے پورے خاندان میں ان جیسے دیدہ زیب لباس کوئی نہ پہنتا تھا۔ 87 ہجری میں جب وہ مدینہ کے کورز کی حیثیت سے نامزد ہوئے تو صرف ان کا ذاتی سامان لے جانے کے لیے 30 اونٹ استعمال ہوئے لیکن 99 ہجری میں جب وہ امت مسلمہ کے خلیفہ بنے تو ان کی زندگی میں انقلاب آ گیا۔ انہوں نے اپنی عیش پسند زندگی کو چھوڑا اور عاجزی، پرہیزگاری، تقویٰ اور عدل و انصاف کے طریقے کو اختیار کیا۔

ان کے تقویٰ اور پرہیزگاری کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب وہ فوت ہوئے تو روم کے عیسائی بادشاہ نے یہ کہہ کر انہیں خراج عقیدت پیش کیا کہ ”وہ حضرت عیسیٰ کا دوسرا جنم تھے۔“ اور یہ کہتے ہوئے اس بادشاہ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

شامی ماحول میں پرورش پانے کی وجہ سے وہ گانے بجانے کے تباہ کن اثرات سے بخوبی واقف تھے۔ بلکہ ان کا حال یہ تھا کہ ”میں اس آگ میں ڈالا گیا ہوں مثل خلیل“۔ یہی وجہ ہے کہ جب انہوں نے پہلی بار اپنے بیٹوں کو اُن کے استاد ہل کے پاس بھیجا تو ایک خط میں درج ذیل نصیحتیں بھی لکھ بھیجیں:

”تمہاری تعلیم وتر بیت سے سب سے پہلے عقیدہ جو ان میں پیدا ہو، وہ آلات موسیقی سے نفرت ہے جن کا آغاز شیطان کی طرف سے ہے اور انجام خدا تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔ میں نے ثقہ علماء سے سنا ہے کہ باجوں کی محفل میں جانا، گانے سننا، اور اُن کا شوق دل میں ہونا نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی گھاس پیدا کرتا ہے۔ میری جان کی قسم! عقل مند آدمی کیلئے ایسے مقامات پر نہ جانا اور انکی نحوست سے بچ جانا زیادہ آسان ہے۔ بہ نسبت اسکے کہ دل میں نفاق جم جائے۔“ (تفسیر در المنہو را ز علامہ جلال الدین سیوطی)

اپنے بیٹوں پر ہی موقوف نہیں، آپؐ نے اس معاملے میں رعایا سے بھی کوئی رعایت نہیں برتی چنانچہ اپنے کورزوں کے نام حکم جاری کیا:

”یہ عجی لوگ چند چیزوں سے، جن کو شیطان نے اُن کی نگاہ میں مزین کر دیا ہے، دل بہلاتے تھے، پس اپنے ہاں کے مسلمانوں کو اُن چیزوں سے روکو۔ بخدا اب وقت آگیا ہے کہ وہ لوگ کتاب اللہ سے احکامات معلوم ہو جانے کے ساتھ ہی اُن چیزوں کو کرنا چھوڑ دیں چنانچہ اُن کو فضول کاموں، اہو و لعب اور گانے بجانے سے روکو، اور اگر وہ نہ رکیں تو انہیں حد میں رہتے ہوئے سزا دو۔“

(کتاب طبقات الکبیر از ابو عبد اللہ محمد بن سعد (مطبوعہ دہلی)

### ڈاکٹر بلال فلپس:

ٹورانٹو کے مائٹ کلب میں گٹا رسٹ سے اسلامی فقہ میں پی ایچ ڈی تک کا سفر

قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا الْوَيْلَ إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنْكُمْ  
سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ (سورہ التَّوْبَة: آیت 8)

ترجمہ: اے لوگوں جو ایمان لائے ہو پلٹو اپنے رب کی طرف سچی توبہ لے لے ہوئے امید ہے تمہارا رب تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

توبہ کا دروازہ ہر کسی کیلئے کھلا ہے لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے مثالی توبہ کی۔ ڈاکٹر بلال فلپس انہی لوگوں میں سے ہیں۔ اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے سعودی عرب کی یونیورسٹی آف مدینہ سے 1979ء میں ”اصول الدین“ میں B.A کی ڈگری حاصل کی۔ 1979ء سے 1987ء تک ریاض کے ہائی سکول میں اسلامی علوم پڑھانے کے بعد وہ انگلینڈ روانہ ہو گئے جہاں سے انہوں نے یونیورسٹی آف ویلز سے اسلامی علوم میں Ph.D کی ڈگری حاصل کی۔

1971ء میں اسلام قبول کرنے سے پہلے ڈاکٹر بلال فلپس جن کا تعلق کینیڈا سے ہے، موسیقی سے گہرا لگاؤ رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ اپنے ایک لیکچر کے دوران، وہاں پر موجود نوجوانوں کے ایک گروپ نے ”اسلام میں موسیقی کا کیا مقام ہے؟“ کے متعلق سوالات پوچھے اور اس سلسلے میں ان کے ماضی میں موسیقی کے ساتھ تعلق اور پھر موسیقی کا چھوڑنا بھی زیر بحث آیا، جس کے جواب میں ڈاکٹر فلپس نے یہ بیان دیا:

”حقیقت واقعہ یہ ہے کہ میں نہ صرف موسیقی سنتا تھا بلکہ خود بھی گانے بجانے کا ماہر تھا۔ میں راک میوزک کے مختلف آلات موسیقی خود بجاتا تھا۔ 1970ء کی دہائی میں میں گٹا بجاتا تھا اور ٹورانٹو (کینیڈا) کے ایک مائٹ کلب کے ساتھ گانے گایا کرتا تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد شروع میں تو مجھے کسی نے نہیں بتایا کہ اسلام میں موسیقی حرام ہے، اس لئے

میں ٹورانٹو کے مختلف مائیب کلبوں میں گانا بجانا کرتا رہا۔ میں کینیڈا کے شہر وینکوور (Vancouver) میں بھی میوزیکل شو کرتا تھا۔ تاہم اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے یہ محسوس کرنا شروع کیا کہ جب میں مائیب کلب میں ہوتا تھا تو وہ مجھے ایک مختلف دنیا لگتی تھی۔ میرے میوزیکل گروپ کے باقی تمام گلوکار غشیات کا استعمال کرتے تھے۔ مائیب کلب میں تقریباً ہر شخص کسی نہ کسی چیز کا نشہ کرتا تھا اور وہاں پر صرف میں ہی ایک ایسا شخص تھا جس کی عقل سلامت تھی اور کوکہ میں جسمانی لحاظ سے وہاں پر موجود ہوتا تھا لیکن میں وہاں کے حالات کا مشاہدہ کر رہا تھا اور مجھ پر بہت جلد واضح ہو گیا کہ وہ ماحول کتنا منحوس تھا۔ اب میرے لئے یہ ممکن نہ رہا تھا کہ میں اس کا حصہ بن رہا ہوں۔ اس لئے میں نے خود ہی فیصلہ کر لیا کہ میں موسیقی کو خیر باد کہہ دوں۔ میں نے اپنے تمام آلات موسیقی اور ریکارڈنگ ڈالے یا ضائع کر دیئے۔ بعد میں اسلامی تعلیمات کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد مجھ پر یہ آشکارا ہوا کہ موسیقی اسلام میں حرام ہے۔

میں اس بات سے بخوبی واقف ہوں کہ لوگوں پر موسیقی کے اثرات بہت گہرے ہوتے ہیں۔ یہ بہت شدت والے اور انسان کو ملت لگانے والے (Addictive) ہوتے ہیں۔

موسیقی کے اثرات اتنے شدید ہوتے ہیں کہ لوگ کسی بھی لمحے کوئی بھی گانا اپنے ذہن میں دھرا سکتے ہیں جو انہوں نے دس سال پہلے سنا ہو۔ گانا حرف بہ حرف مکمل طور پر وہاں موجود ہوتا ہے کیونکہ وہ انسان کے دل میں جگہ بنا لیتا ہے اور آہستہ آہستہ انسان کا دل ایسے گانوں سے بھر جاتا ہے۔ پھر جب وہی انسان، قرآن اور حدیث پڑھتا ہے تو وہ انسان کے دل میں گھر نہیں کر سکتے کیونکہ قرآن اور گانے ایک ہی جگہ نہیں رہ سکتے۔ ہم جتنی زیادہ موسیقی سنیں گے، ہمارے دل میں روحانی چیزوں کے لئے اتنی ہی کم جگہ ہوگی یعنی قرآن، حدیث اور دیگر دینی علوم۔ اور بالآخر موسیقی جسے اکثر علمائے اسلام نے ”شیطان کا قرآن“ کہا ہے، وہ دل میں ایمان کی جگہ آ جائیگی۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ موسیقی ہمارے اوپر اثر انداز نہیں ہوگی اور ہم صرف پڑھائی کرتے

ہوئے یا کوئی کام کرتے ہوئے اُسے سنتے ہیں لیکن انسان کا دل و دماغ اس طرح کام کرتے ہیں کہ اگر ہم کسی سسٹم میں "data" مسلسل ڈالتے رہیں تو اس میں تبدیلی آنا شروع ہو جاتی ہے لیکن یہ تبدیلی فوراً نہیں ہوتی بلکہ آہستگی سے ہوتی ہے۔ دراصل گانے انسان کے تحت الشعور پر اثر انداز ہوتے ہیں اور آخر کار انسان کے کردار اور رویے کو تبدیل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور یقیناً یہ چیز انسان کو اللہ سے دور کر دیتی ہے کیونکہ اگر موسیقی اور گانا بجانا انسان کو اللہ سے قریب کرتا تو اسلام نے اس کی ممانعت نہ کی ہوتی۔ اس لئے ایک مسلمان کے لئے موسیقی کی عادت سے چھٹکارے کا مطلب ہے کہ وہ اپنے پاس موجود تمام گانے بجانے کے ریکارڈ، کیسٹیں، سی ڈیز (CDs) وغیرہ سے چھٹکارہ حاصل کرے کیونکہ ہم موسیقی سے ایسی حالت میں تو نہیں کر سکتے کہ ہمارے پاس یہ چیزیں بدستور موجود ہوں۔ ایسی صورت میں ان میں دوبارہ ملوث ہو جانے کا خطرہ ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ایسی بچانے والی چیزوں سے دور رہیں۔ تلاوت قرآن زیادہ سے زیادہ سنیں۔ عربی زبان سیکھنے کی کوشش کریں تاکہ جب ہم قرآن سنیں تو ہمیں اس کے معانی سمجھ آئیں اور ہمیں ایسے لوگوں کی صحبت میں رہنا چاہیے جو اس طرح کے گناہ کے کاموں سے دور رہتے ہیں کیونکہ اگر ہم ایسے لوگوں سے دوستی کریں گے اور ایسے لوگوں کے ساتھ وقت گزاریں گے جو ہر وقت موسیقی سنتے رہتے ہیں تو ہمارے اس گناہ میں دوبارہ پھنس جانے کے امکانات بہت زیادہ ہوں گے۔“

اسی طرح ایک دوسرے موقع پر ڈاکٹر بلال فلپس نے بتایا کہ جب انہوں نے اسلام قبول کیا اور موسیقی سے توبہ کر لی تو وہ اپنے گھر میں اپنے غیر مسلم دوستوں کو اسلام کی دعوت و تبلیغ کرنے کے لئے بلایا کرتے تھے۔ انہوں نے بتایا:

”میں نے یہ نوٹ کیا کہ میرے گھر میں مدعو غیر مسلم دوست احباب جب مجھ سے گفتگو میں مصروف ہوتے تھے تو وہ کچھ اکتاہٹ محسوس کرتے تھے کیونکہ ہمارے کمرے میں بیک گراؤنڈ میں موسیقی نہیں چل رہی ہوتی تھی۔ انہیں کسی چیز کی کمی کا احساس ہوتا تھا۔ دراصل یہ مغربی تہذیب کا بہت بڑا ہتھکنڈہ ہے کہ چاہے ہم کسی ڈیپارٹمنٹل سٹور میں ہوں یا لیٹرین میں ہوں یا گاڑی میں ہوں، ہر وقت موسیقی پس منظر میں چل رہی ہو۔ ہر دم موسیقی سے لذت یاب

ہونے سے یہ بات یقینی ہو جاتی ہے کہ ہم ہر وقت دنیاوی لذات اور مادی خواہشات میں غرق رہیں اور اللہ کی یاد سے غافل رہیں۔ وہ اس بات کی یقین دہانی کرتے ہیں کہ ہمارے پاس اتنا وقت نہ ہو کہ ہم اپنی زندگی کے اصل مقصد کے بارے میں سوچ سکیں۔“

یہ ایک حقیقت ہے کہ موسیقی اور گانے بجانے کا اصل مقصد انسان کی روح کو سلا کر اس کے جسم کی خواہشات کو بیدار کرنا ہوتا ہے۔ بقول اقبالؒ :-

چشم آدم سے چھپاتے ہیں مقامات بلند

کرتے ہیں روح کو خوابیدہ، جسم کو بیدار

اس کے برعکس قرآن، انسان سے ایک بنیادی سوال پوچھتا ہے:

”فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ“ (سورہ التکویر: 26)

ترجمہ: ”اے انسان! تو کہاں جا رہا ہے؟“

آخر ہماری زندگی کا مقصد کیا ہے؟ ہماری موت کا مقصد کیا ہے؟ آخر کس سمت میں جا رہے ہیں؟ یہ سوالات ہیں جو قرآن ہم سے کرتا ہے اور صرف وہی ان کے جوابات بھی مہیا کرتا ہے۔

### مصری گلوکاراؤں اور رقاصاؤں کی توبہ کے واقعات

میڈیا اور موسیقی کی دنیا آنکھوں کو چکا چوند کر دینے والی ہوتی ہے۔ جب لوگ گیممر کی دنیا میں قدم رکھتے ہیں تو اس کی چمک اور شہرت کی وجہ سے اکثر اپنے حواس کھو بیٹھتے ہیں۔ موسیقی اور فلم کی صنعت کو میڈیا کی دجالی طاقت (seductive power) کی وجہ سے نظروں کو خیرہ کر دینے والا بنا دیا جاتا ہے لیکن حقیقت میں یہ دنیا بہت تاریک ہے۔ کوئی بھی گیممر کی اس دنیا کے تاریک اور بھیا تک پہلو کا ذکر نہیں کرتا کیونکہ جو بھی اس بلیک ہول (Black Hole) میں جاتا ہے گم ہو جاتا ہے اور واپس نہیں آ سکتا کہ اپنا حال زار لوگوں کو بتائے۔ تاہم کچھ مقدس روحیں ایسی بھی ہیں جو موسیقی کی تاریک دنیا سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئیں اور پھر انہوں نے ایک بچے مسلمان کی حیثیت سے بقیہ زندگی گزارنے کا فیصلہ کیا۔ حال ہی میں مصر کے ٹی وی، فلم اور ریڈیو شوز کی فنکاراؤں اور گلوکاراؤں میں ایک دلچسپ اور حیرت انگیز تبدیلی دیکھنے میں آئی ہے کہ ان

میں سے خاصی بڑی تعداد نے یہ اعلان کیا ہے کہ وہ شہرت کو پس پشت ڈالنے اور بقیہ زندگی خدا کے لئے وقف کرنے کا فیصلہ کر رہی ہیں۔

شوہز کی دنیا کی مشہور رقاصہ سحر حامدی نے حال ہی میں اپنا یہ فیصلہ سنایا ہے کہ وہ شہرت کی زندگی کو خیر باد کہہ کر خدا کی ایک تائب بندی کے طور پر بقیہ زندگی کو شہ گمنامی میں گزاریں گی۔ موسیقی کی دنیا کو ترک کرنے کا فیصلہ دراصل سحر حامدی کے اندر رہونے والی حق و باطل کی لاتناہی کشمکش کا نتیجہ ہے جس سے آخر میں سحر میں مکمل اخلاقی تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ اس معاملے میں سحر حامدی کیلئے نہیں ہیں جنہوں نے موسیقی کی دنیا کو خیر باد کہا ہے۔

1980ء کی دہائی میں ایک مذہبی لہر کے زیر اثر بہت سی گلوکاراؤں اور اداکاراؤں نے موسیقی اور فلمی دنیا سے توبہ کی اور ”دوبارہ پیدا شدہ مسلم“ (Born-again Muslims) بن گئیں۔ وہ خواتین جنہوں نے اپنے ماضی سے اللہ کے ہاں توبہ کی ان میں گانے ”لَا تَغْلِبْ أَلَيْسَاءَ“ کی اداکارہ حنا ثروت، گلوکارہ یاسمین الخيام، مشہور بیلے ڈانسر (belly dancer) زی مصطفیٰ، رقاصہ ہالہ الصافی اور سحر حامدی شامل ہیں۔

Said, Summer (August 2006, Rajab 1427). Egyptian Celebrities Turn to Religion. Young Muslim Digest

ان فلمی اداکاراؤں، گلوکاراؤں اور رقاصاؤں نے مصر میں یہ طریقہ بنا لیا ہے کہ جب بھی میڈیا کی دنیا کی کوئی عورت توبہ کر کے ان میں شامل ہوتی ہے تو وہ نئی آنے والی بہن کے اعزاز میں ایک پروگرام مرتب کرتی ہیں جس میں وہ اجتماعی طور پر تلاوت قرآن کرتی ہیں اور نئی آنے والی کو اپنے حلقے میں خوش آمدید کہتی ہیں۔ یہ تمام خواتین مل کر مسلمان علماء کی تقاریر سنتی ہیں۔ (ملک عباس اختر اعوان، فلمی دنیا کی خواتین قرآن کے سائے میں: 2006ء لاہور ساڈان پبلیکیشنز)

گیمر کی دنیا میں ایک زمانے میں شہرت کی بلند یوں کو چھونے والی ان تائب خواتین کی زندگیوں میں انقلاب لانے میں مصر کے عالم شیخ محمد متولی الشعراوی کا بہت دخل ہے۔ الشعراوی

نے اپنی تقاریر اور خطبوں میں ایسی خواتین کو اس بات پر ابھارا کہ وہ ایسے غلط پیشوں کو ترک کریں اور خدا کی یاد پر اپنی توجہ مرکوز کریں۔ اس تبلیغ میں دو نوجوان مبلغوں یعنی مصر کے عمر و خالد اور یمن کے شیخ حبیب بن علی کا بھی بہت دخل ہے۔

Said, Summer (Aug2006) Egypton celebrities turn to religion.

فلمی اور موسیقی کی دنیا سے تو بہکا سلسلہ صرف مصر کی گانے والیوں تک محدود نہیں۔ لبنان کی گلوکارہ عروہ اور نہاد فتوح بھی ان سعید روحوں میں سے ہیں جنہوں نے موسیقی سے تو بہ کی اور اسلام پر چلنے کا فیصلہ کیا۔ جب موسیقی سے تائب یاسمین الخیام سے پوچھا گیا کہ کیا اُسے اس بات پر حیرانگی نہیں ہوتی کہ کس طرح تھوڑے سے عرصے میں کئی خواتین نے گانے بجانے سے تو بہ کی تو یاسمین نے ایمان بھرے لہجے میں جواب دیا: ”ہمیں اس بات پر توجہ راہی ہو سکتی ہے کہ ایک بچہ غصے میں ماں کی کوڈ کو چھوڑ کر چلا جائے لیکن اگر وہی بچہ اپنی ماں کی کوڈ میں واپس آجائے تو ہمیں حیرانگی نہیں ہونی چاہیے۔“ (ملک عباس اختر احوال۔ فلمی دنیا کی خواتین قرآن کے سائے میں)

یہاں ہمیں یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ جن خواتین نے فلمی اور موسیقی کی دنیا سے تو بہ کی ہے وہ اب پبلک میں جا کر اپنے چہرے کا دیدار نامحرم مردوں کو نہیں کروا تیں۔ انہوں نے تو اب اپنی تمام زندگیوں اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے لئے وقف کر دی ہیں۔

#### جنید جمشید، پاپ میوزک سے اللہ کے راستے تک:

جنید جمشید پاکستان کے مشہور سابق پاپ سٹار ہیں جو 1964ء میں پیدا ہوئے۔ پاکستان کے تاریخ کے سب سے پہلے پاپ بینڈ وائل سائنز (Vital signs) میں وہ قائد گلوکار (Lead Singer) تھے اور اسی دور میں وائل سائنز نے 1987ء میں اپنے مقبول عام گانے ”دل دل پاکستان“ کی وجہ سے ملک گیر شہرت حاصل کی۔ دراصل پاکستان کے پاپ میوزک میں جنید جمشید پہلے میوزک سٹار تھے۔

اپنے کیریئر کے عروج پر جنید جمشید نے گیمراور شہرت کی دنیا سے پیٹھ موڑ کر اپنے آپ کو اسلام کے لئے وقف کر دیا۔ 2003ء میں جنید نے پاپ سٹار کے طور پر اپنے کیریئر کو ختم کرنے کا اعلان کیا تاکہ وہ روحانی زندگی گزاری سکیں۔ برطانیہ کے ویب رسالے "Muslim Voice" کو انٹرویو کے دوران جنید جمشید نے اپنی زندگی کے انقلابی موڑ کے متعلق بتایا:

”میری زندگی کا سب سے یادگار موقع وہ ہے جب میں اپنے ایک دوست کے ساتھ اکتوبر 1997ء میں تبلیغی جماعت کے ساتھ اللہ کے راستے میں نکلا۔ اس وقت مجھے اندازہ ہوا کہ اب تک میری زندگی کتنی بڑی غلطی ہے اور مجھے بدلنا چاہیے۔“

Gohir, Shaista (April 09, 2005). Junaid Jamshed: From Pop Stardom to the Path of Allah. (<http://www.mvuk.co.uk>)

تاہم 1997ء کے بعد جنید کو یہ بات سمجھنے کے لئے مزید 5 سال لگے کہ ان کا موسیقی کا کیریئر اور اسلام ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اگست 14، 2003ء میں جب جنید نے بالآخر پاپ میوزک کی دنیا کو الوداع کہا تو اپنے انٹرویو میں بتایا: ”یہ میرے لئے نہایت مشکل فیصلہ تھا۔ موسیقی نہ صرف میرا جوش، میرا کیریئر اور ذریعہ معاش تھی بلکہ مجھے صرف یہی ہنر آتا تھا۔“

موسیقی کی صنعت کو چھوڑ کر اسلام کی روشنی کی طرف سفر کے بعد جنید جمشید نے ریڈی میڈ کپڑوں کے فیشن سٹورز کے بزنس کا پاکستان کے دس شہروں میں آغاز کیا۔ ”مڑھائی سال کے قلیل عرصے میں ہم نے دن دو گنی رات چو گنی ترقی کی حالانکہ میں کوئی بزنس مین نہیں ہوں۔ یہ سب اللہ کا کرم ہے۔ وہ ہمارے چھوٹے چھوٹے اعمال کو بھی دیکھتا ہے اور اس کے انعامات بے حساب ہیں۔“ جنید جمشید نے بتایا۔

جب جنید جمشید نے موسیقی کی صنعت کو چھوڑنے کا اعلان کیا تو میڈیا میں بہت شور مچا اٹھا تھا۔ موسیقی کی دنیا اس خبر پر حیران بھی تھی اور پریشان بھی۔ جنید جمشید کے مداحوں (Fans) نے اپنے پسندیدہ نگر کو کھونے پر ماتم کیا۔ جنید جمشید کے الفاظ میں: ”شروع میں لوگوں نے یہ سوچا کہ میں پاگل ہو گیا ہوں، ان لوگوں کے لئے یہ باور کرنا مشکل تھا کہ ایک شخص جو اُن

کاپنڈیدہ سٹار تھا اور آج وہی شخص اُن سے کہہ رہا ہے کہ جو کچھ وہ ماضی میں کرتا تھا وہ غلط تھا۔ مزید یہ کہ اب وہ شخص انہیں اس چیز (اسلام) کی طرف بلا رہا ہے جس پر وہ عمل پیرا نہیں ہونا چاہتے۔“

آج لمبی داڑھی کیساتھ شلوار قمیص میں ملبوس جنید جشید ایک اسلامی عالم دکھائی دیتے ہیں اور حقیقت میں وہ بہت تیزی کے ساتھ اُس راہ پر گامزن ہیں۔ انہوں نے انٹرویو میں واضح کیا کہ ان کے لیے پاپ میوزک کو چھوڑنا کیوں ضروری تھا:

”میں گانا گاتے ہوئے سوچتا تھا کہ میرے سامنے ناچتی ہوئی لڑکی کسی کی بہن اور کسی کی بیٹی ہے اور میں رسول اللہ ﷺ کی امت کی بیٹیوں کو کس کام پر لگا رہا ہوں اور ایسی لڑکیوں کی کوکھ سے جنم لینے والے بچے محمد بن قاسم، صلاح الدین ایوبیؒ نہیں بن سکتے۔ آج اُمت کو گانے والوں کی ضرورت نہیں بلکہ محمد بن قاسمؒ، خالد بن ولیدؒ، ضرار بن ازورہؒ، ابوعبیدہ بن جراحؒ جیسے عظیم لوگوں کی ضرورت ہے اور وہ نیک ماؤں کے پاکیزہ جذبات، نیک تمناؤں اور ان کی حیاء، عفت اور پاک دامنی سے وجود میں آتے ہیں۔“

جنید جشید نے اپنے میوزیکل کیریئر کے بام عروج پر شہرت کو ٹھکرا کر زندگی کی نئی سمت میں سفر شروع کیا، پہلے موسیقی اُن کا جنون تھا۔ اب اسلام انکی زندگی ہے۔ جنید نے اپنی پوری زندگی اسلام کی تبلیغ کیلئے وقف کر دی ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ انہیں اپنے فیصلے پر کوئی پچھتاوا نہیں۔ (ملک اختر عباس امان۔ فلمی زندگی سے تو پر کرنے والے ستارے قرآن کے سائے میں، 2006ء۔ لاہور، اذان صحرا پبلیکیشنز۔)

میں اپنی زندگی کے ابتدائی دور میں لوگوں کو گناہ اور خدا کی نافرمانی کی دعوت دیتا تھا اور اب میں انہیں خدا کی رضا اور اس کے دین کے لیے کام کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ مجھے اپنی ماضی کی شہرت والی زندگی کو چھوڑنے کا کوئی افسوس نہیں۔ میری نئی زندگی سادہ، پاک اور خوبصورت ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کریں تو دنیا میں ہی ہماری زندگی جنت بن جاتی ہے۔ لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہوتے ہیں کہ انکا عیاشی کا دور کبھی ختم نہ ہوگا۔ میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس دنیا میں خوشی، غم، اچھا اور برا سب

عارضی ہیں۔ ہمیں یہ سب کچھ سمجھنا چاہیے قبل اسکے کہ بہت دیر ہو جائے۔

Gohir, Shaista (April 09, 2005). Junaaid Jamshed: From Pop Stardom to the Path of Allah. (<http://www.mvuk.co.uk>)

### شیخ یوسف ایسٹس۔ موسیقی کے بزنس سے تبلیغ اسلام تک:

امریکی نو مسلم شیخ یوسف ایسٹس (Yusuf Estes) امریکہ کی کٹر عیسائی فیملی میں پیدا ہوئے۔ ان کی فیملی اور آباء و اجداد نے پورے امریکہ میں بہت سے چرچ اور مدر سے قائم کئے۔ ابھی شیخ ایسٹس پرائمری سکول میں تھے کہ ان کے گھر والے 1939ء میں فیکساس کے شہر ہوسٹن نقل مکانی کر آئے۔

اپنی نوجوانی کے دور میں شیخ یوسف ایسٹس نے موسیقی کی مختلف اقسام میں دلچسپی لینی شروع کی۔ بالخصوص مذہبی موسیقی (Gospel Music) اور کلاسیکل موسیقی، چونکہ ان کا پورا خاندان مذہب اور موسیقی کا دلدادہ تھا، اس لیے انہی دونوں میدانوں میں شیخ ایسٹس نے علم حاصل کرنا شروع کیا۔ اگلے چند سالوں میں امریکہ کے مختلف گرجوں میں انہوں نے بطور مذہبی موسیقی کے پادری (Music Minister) کے کام کیا۔

چونکہ اپنی تعلیم اور تجربے کے لحاظ سے شیخ ایسٹس ایک عظیم موسیقار تھے، اس لیے 1960ء میں انہوں نے آلات موسیقی (Keyboard Musical Instruments) کی لوگوں کو تعلیم دینا شروع کی۔ 1963ء میں ان کی مدرسی کامیابیوں کی وجہ سے ریاست میری لینڈ (Maryland) کے شہر لاریل (Laurel) میں انہوں نے اپنا سٹوڈیو (Estes Music Studios) بنالیا۔ اس کے علاوہ دیگر بزنس کمپنیاں جو شیخ یوسف ایسٹس اور ان کے والد چلا رہے تھے۔ ان میں Estes Music Company اور Estes piano & organ شامل تھے، وہ اور ان کے والد منافع کے لیے پورے ملک میں میوزک اور ٹی وی بیچنے کے سٹور کھولتے تھے۔ شیخ یوسف کو (NAAMM National Association of American Music Manufacturers) کی رکنیت بھی حاصل تھی۔

شیخ یوسف ایملٹس موسیقی کی صنعت کے ساتھ کئی سال منسلک رہے۔ پھر 1991ء میں ایک عرب بزنس مین محمد کولطو رمہمان اپنے گھر ٹھہرانے کا موقع ملا۔ شیخ یوسف کے ذہن میں اسلام کے متعلق وہ تمام شبہات تھے جو آج میڈیا پھیلاتا ہے۔ محمد نے وہ تمام شبہات شیخ ایملٹس کے ذہن سے رفع کئے۔ بالآخر شیخ یوسف ایملٹس نے اپنی بیوی، بچوں اور والدین سمیت اسلام قبول کر لیا۔ آج ان کی بیٹی نقاب کرتی ہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد شیخ یوسف ایملٹس نے اسلامی علوم نہایت تندہی کے ساتھ حاصل کئے اور موسیقی کے پیشے سے توبہ کی۔ آج کل وہ امریکی مسلمانوں کے لیے National Muslim Chaplain کے فرائض انجام دے رہے ہیں اور امریکہ کی فوج، درسگاہوں اور جیلوں میں اسلام کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔

## باب نمبر

# اختتامی کلمات

Oh! Music is music and Islam is Islam,

and never the twain shall meet"

(آہ! موسیقی، موسیقی ہے اور اسلام، اسلام ہے

اور موسیقی ہے اور اسلام کلاما پ کبھی نہیں ہو سکتا)

اب جبکہ ہم اس کتاب کے اختتام پر پہنچ چکے ہیں۔ یہ امید کی جاتی ہے کہ اس کتاب میں پیش کئے گئے دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ موسیقی اسلام میں حرام ہے۔ سوائے چند خاص حالات میں، موسیقی کا مسئلہ کوئی اختلافی مسئلہ نہیں ہے۔ اگر آٹے میں نمک کے برابر چند چھوٹے موٹے علماء یہ کہہ بھی دیں کہ موسیقی سننے کی اسلام میں اجازت ہے تو یہ بات اس مسئلے کو اختلافی نہیں بنادیتی۔ فقہی آراء میں اختلاف تب قابل قبول ہوتا ہے جبکہ وہاں اجتہاد کی گنجائش ہو۔ اور یہ تب ہوتا ہے جب آراء میں اختلاف بہت ہو اور یہ صورت موسیقی کے مسئلے میں نہیں ہے کیونکہ ہر دور میں تقریباً تمام علمائے اسلام کا اس بات پر اجماع رہا ہے کہ موسیقی حرام ہے۔ ہمیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ایک دو عالموں سے تو غلطی ہو سکتی ہے لیکن علمائے اسلام کے سواد اعظم سے غلطی نہیں ہو سکتی جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ

اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر مجتمع نہیں کرے گا۔ (ترمذی کتاب الفتن)

نہ صرف اکثر علمائے اسلام کا آلات موسیقی کی حرمت پر اجماع ہے بلکہ کچھ علماء کے مطابق موسیقی سننے سے دل میں منافقت پیدا ہوتی ہے۔ امام مالکؒ سے جب موسیقی کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا:

إِنَّمَا يَفْعَلُهُ، عِنْدَنَا الْفَسَّاقُ.

”یہ فعل ہمارے ہاں صرف فاسق اور گنہگار لوگ ہی کرتے ہیں۔“

ہمیں یہ بات نوٹ کرنی چاہیے کہ امام مالک 93ھ سے 179ھ تک مدینہ میں رہے۔ یہیں وفات پائی۔ ایسی جگہ جو اصحاب رسولؐ کا مسکن تھا۔ اس لحاظ سے امام مالک کا موسیقی کے متعلق فتویٰ دراصل اصحاب مدینہ کی رائے بلکہ ان کے اجماع کو ظاہر کرتا ہے اور اسے موسیقی کے خلاف اسلامی قانون کی بنیاد سمجھا جاسکتا ہے۔

اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ موسیقی انسانی ذہن کو خدا کی یاد سے غافل کرتی ہے۔ اس وجہ سے اسلام نے نہ صرف موسیقی بجانا بلکہ سننا بھی حرام قرار دیا ہے۔ یہ شراب اور منشیات کی حرمت کی طرح ہے کیونکہ یہ چیزیں بھی انسان کی عقل کو مفلوج کرتی ہیں۔ موسیقی اور گانے کا آج عام ہو جانا دراصل قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

موسیقی اور گانا بجانا سننے والوں کے دلوں میں منافقت، گناہ، غفلت، شہوت اور رہت سی دوسری روحانی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ موسیقی روح کی غذا نہیں بلکہ روح کا کینسر ہے۔ موسیقی سننا انسان کا وقت، پیسہ اور قوتیں ضائع کرتا ہے۔ موسیقی دل پر زنگ چڑھا دیتی ہے جسے قرآن کے الفاظ میں ”زان“ کہا گیا ہے۔ (سورہ المطففین آیت نمبر 14)

سائنسی دلائل کی روشنی میں اس کتاب میں تفصیل سے یہ دکھایا گیا ہے کہ موسیقی اور گانوں کے بول صرف ایک کان سے داخل ہو کر دوسرے کان سے نہیں جاتے بلکہ اور بھی بہت کچھ کر ڈالتے ہیں۔ موسیقی لوگوں کو اس مقام پر لیجاتی ہے کہ ان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں ماؤف ہو جاتی ہیں اور وہ اپنے سفلی جذبات کے غلام بن جاتے ہیں۔ موسیقی انسان

کی عقلی صلاحیتوں کے توازن کو بگاڑتی ہے۔ روحانی ترقی میں رکاوٹ بنتی ہے۔ اور اخلاقی اقدار کو تباہ کر دیتی ہے۔ موسیقی اور گانے انسان کے جذبات کو بھڑکا کر اس کے حیوانی وجود کو ابھارتے جبکہ ملکوتی اور روحانی وجود کو سلاتے ہیں۔ بقول اقبالؒ:

چشم آدم سے چھپاتے ہیں مقامات بلند  
کرتے ہیں روح کو خوابیدہ، جسم کو بیدار  
(اقبالؒ)

موسیقی زما کاری اور نشہ کرنے کے لیے سیڑھی کا کام دیتی ہے۔ کیونکہ یہ اپنے سامعین میں سے شرم و حیا کو ختم کر دیتی ہے۔ میوزک اور ناچ گانے کو کمزوریتیں میڈیا میں عوام کو کنٹرول کرنے کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ موسیقی کی طاقت اس حقیقت میں پنہاں ہے کہ یہ انسان کی عقل کی بجائے اس کے جذبات اور لاشعور پر اثر انداز ہوتی ہے۔ بعض دفعہ تو محقق جان سلوبوڈا (John Slobada) کی تحقیق کے مطابق لوگ یہ دعویٰ تک کرتے ہیں کہ ان کا موسیقی سے تعلق دنیا کی ہر شے سے تعلق سے زیادہ مضبوط ہے۔

M. R. Jones & S. Holleran (Eds.) Cognitive Bases of Musical Behaviour.  
Washington DC: American Psychological Association

اس کتاب میں پیش کی گئی عمرانی سائنسی تحقیقات یہ واضح کرتی ہیں کہ موسیقی نوجوانوں کے زندگی اور دنیا کے متعلق نکلنے پر غالب اثر کرتی ہے جس میں ان کا زندگی گزارنے کا طریقہ (Life style) نفسیاتی اور جنسی نشوونما فیشن، کلچر اور ان کے اپنے والدین سے تعلقات شامل ہیں۔ امریکہ کے نو مسلم عالم اسلام اور صوفی بزرگ شیخ نوح حم کیلر (Nuh Hamim Keller) سے ایک مرتبہ یہ پوچھا گیا کہ کیا ریکارڈ ہوئی موسیقی سننے کی اسلام میں اجازت ہے؟ شیخ کیلر نے درج ذیل جواب دیا:

”کچھ لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ریکارڈ ہوئے میوزک کو سننے میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ وہ تو ریکارڈنگ سے آ رہا ہوتا ہے۔ اور کوئی موسیقار اس وقت وہ میوزک بجا رہا نہیں ہوتا۔ یہ

رائے قابلِ اعتراف نہیں کیونکہ 2002ء میں امریکہ میں ریکارڈ کئے ہوئے میوزک (یعنی گلوکاروں کی کیسٹس، CD وغیرہ) کے بکنے سے جو آمدنی ہوئی وہ 12 بلین ڈالر تھی۔ جبکہ گلوکاروں اور موسیقاروں کے پروگراموں میں روہدو گانے سننے والوں سے جو آمدنی ہوئی وہ 1.7 بلین ڈالر تھی۔ اس لیے یہ واضح ہے کہ لوگ یہ خریداری صرف موسیقی کی وجہ سے کرتے ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کی کم از کم چھ (6) صحیح احادیث واضح طور پر موسیقی اور گانے بجانے کو حرام قرار دیتی ہیں۔ پس اگر دل میں تقویٰ اور ایمان موجود ہے تو حکمِ شریعت صاف طور پر آلاتِ موسیقی کو حرام قرار دیتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ رسول کریم ﷺ نے یہ فرمایا تھا اور ہمارے فائدے کیلئے فرمایا تھا اور راہِ سلوک کے مسافر (سالمین) بخوبی جانتے ہیں کہ تو بہ سے پہلے کے دور کے سنے ہوئے موسیقی کے راگ اور گانوں کے بول ہمارے ذہنوں سے محو کرنا کتنا مشکل ہوتا ہے تاکہ ہم تلاوت قرآن کی تلاوت محسوس کر سکیں۔ اور ذکر ہماری روح پر اثر کر سکے وغیرہ وغیرہ۔

اگر ہم موسیقی کی فطرت پر غور کریں تو یہ دراصل بغیر کسی آمیزش کے موسیقار کے نفس کا اظہار ہوتا ہے۔ تو اُس کے گندے نفس کو ہم اپنے نفس میں کیوں داخل ہونے دیں۔ موسیقی کے زہریلے اثر کا افلاطون اور بہت سے دوسرے مفکرین نے بخوبی اندازہ کر لیا تھا..... جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ موسیقی سننا اور میوزیکل کانسرٹس میں جانا جائز ہے، وہ اندھے ہیں اور جو فقہاء ایسے فتوے دیتے ہیں وہ بھی اندھے ہیں کیونکہ فتوے کا ایک مقصد تزکیہ نفس ہوتا ہے.....

فَلْيَدْعُ مَنِ ذُنُوبَهُ ۝

ترجمہ: کامیاب ہو وہ جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا۔ (سورہ الشمس)

اللہ نے قرآن میں ہمیں شریعت کا یہی مقصد بتایا ہے۔ یہ فتوے کا اصل مقصد ہے (Interest of fatwa) یہ اس لیے نہیں ہوتا کہ لوگوں کو چھوٹ دے دی جائے کہ وہ جو چاہیں کریں۔ آج کے کئی نام نہاد فقہاء مفتی فتویٰ کے اصل مقصد کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ جنہیں اس کا اندازہ نہیں ہوتا کہ تزکیہ نفس کیا چیز ہے۔ ہم جو فتویٰ دے رہے ہیں اس کا پوچھنے والے شخص کی روح پر کیا اثر ہوگا۔ ہمارے فتوے کے نتیجے میں اس شخص کے دین کا کیا بنے گا۔

یہ ایسا مقصد ہے جس پر فتویٰ دینے والے کو وقف ہونا چاہیے۔ اور اسے اس کا التزام

کرنا چاہیے اور ہمارے دور میں کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو فتوے دیتے ہیں لیکن وہ حقیقی مفتی نہیں۔ چاہے انہوں نے تمام مذاہب فقہ کی ساری کتابیں زبانی یاد کر لی ہوں اور چاہے وہ جامع الازھر میں امام ہوں۔ یا کسی بھی اور جگہ اگر وہ مفتوی دیں گے کہ موسیقی حلال ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ انہیں موسیقی کے انسانی نفس پر اثرات کا علم نہیں اور انہیں انسانی نفس پر امریکن میوزک کے اثر کا بالخصوص پتہ نہیں۔“

Keller, Sheikh Nuh Ha Mim (2002 - 2005). Is listening to the recorded music permissible? (audio) (<http://www.sunnipath.com>)

آج مسلمانوں کا موسیقی میں استغراق ایک بیماری نہیں بلکہ ایک بڑی وبا کی ایک علامت ہے یعنی حب دنیا اور حب نفس۔ یہ مسلمانوں کی قرآن اور سنت سے دوری کا نتیجہ ہے۔ آج وہ مسلمان جو اپنے آپ کو ماڈرن مسلمان (Modernists) کہلاتے ہیں اور غیر مسلموں کے سامنے اسلام کا معذرت خواہانہ جدید ایڈیشن پیش کرتے ہیں، انہیں اپنے نظریات پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ انہیں اب دنیا کو اپنے آقا مغرب کی عینک سے دیکھنا چھوڑ دینا چاہیے جس کے مطابق تفریح کے ذرائع صرف دو ہی ہیں یعنی موسیقی اور فلمیں۔ اگر سوسائٹی کی اکثریت برائی کر رہی ہے تو یہ بات اس برائی کو جائز نہیں بنادیتی۔ یہی وجہ ہے کہ آج کے اس دور میں بھی کئی عالمی شہرت یافتہ گلوکاروں اور گلوکاراؤں نے اس کام سے توبہ کی اور دنیا کے لیے روشنی کا منارہ بنے۔ جیسا کہ پچھلے باب میں بیان ہوا ہے۔

ہمیں ایسی چیزوں کے پیچھے نہیں بھاگنا چاہیے جو ہمارے دلوں کو عارضی تسلی دیتی ہیں اور بعد میں ہمیں خالی پن کا احساس (Feelings of emptiness) ہوتا رہتا ہے جو دراصل احساس گناہ کی ایک قسم ہے۔

اس کتاب کا آخری حصہ ان خوش نصیب مسلمانوں کے لیے ہے، جو موسیقی میں غرق ہیں لیکن وہ اپنی اصلاح کرنا چاہتے ہیں اور روحانی ترقی کے خواہشمند ہیں۔ انہیں مایوس نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اللہ کے ہاں توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ وہ آج ہی اللہ کے ہاں اپنے ماضی کی گناہوں

والی زندگی سے سچی توبہ کر کے اور اسلام کے احکامات پر حتیٰ الامکان مکمل طور پر عمل کر کے دنیا کے لیے ایک روشن مثال بن سکتے ہیں۔ اس کتاب کا اختتام برطانیہ کی نو مسلم جرنلسٹ خاتون یونی وڈلے (Yvonne Ridley) کی آنکھیں کھول دینے والی سطور پر کیا جاتا ہے:

”سچی بات تو یہ ہے کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ مسلمان امت میں سے کوئی شخص سٹیج پر چڑھ کر خوشی سے ناچے اور چیخ چلا کر گانا بجانا کرے جبکہ پوری دنیا میں مسلمانوں پر ظلم و ستم کے اتنے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں۔ پوری مسلم دنیا میں ہمارے مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی رکوں سے خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں۔ موسیقی کے ستارز اور ہیروز کے ناموں کے نعرے لگانے اور ان کے ساتھ گانا گانے کے شور و غوغا میں اُن مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی چیخوں کی آوازیں دب کر رہ جاتی ہیں، جنہیں ازبکستان کی تاریک جیلوں میں ایلٹے ہوئے پانی میں زندہ جلا دیا جاتا ہے۔ ہم میں سے کتنے ہیں جو (میوزیکل کنسرٹس میں چیخنے چلانے اور ہاتھ ہلانے کی بجائے) کشمیر، افغانستان، چین، فلپین اور عراق میں اپنی بہنوں اور بھائیوں کو انصاف دلوانے کے لیے چیخیں چلائیں اور اپنے ہاتھوں کلہرائیں..... اے مسلمانو! جا کو! مسلمان امت کا خون رس نہیں رہا بلکہ تیزی سے بہہ رہا ہے۔ جو چیز حرام ہے اسے مت سنو! پوری دنیا میں آباد اپنی گلوبل مسلم فیملی کی آہ و پکار کو سنو!“

Ridley, Yvonne (April 24, 2006) Pop Culture in the Name of Islam.

(www.dailymuslims.com)

الحمد للہ کتاب کا اختتام ہوا

## کیا آپ معاشرے کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں؟

اصلاح معاشرہ کا ایک طریقہ یہ ہے کہ لوگوں تک حق بات پہنچائی جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ (صحیح مسلم)

”جو شخص کسی نیک کام کی طرف، کسی دوسرے شخص کی راہنمائی کرے گا، اُسے نیک کام کرنے والے کے برابر اجر اور ثواب دیا جائے گا۔“

آئیے اصلاح معاشرہ کے کام میں دین اسلام کی مدد کریں۔ آپ کی دی ہوئی کتابوں کی وجہ سے جس گھر میں جو اچھے اثرات ہوں گے، آپ اُس اجر میں برابر کے شریک ہوں گے۔ ڈاکٹر گوہر مشتاق کی اصلاح معاشرہ کے موضوع پر کتابوں کے سیٹ کو خرید کر اپنے رشتہ داروں کو تحفے میں دیں:

- 1..... ایک آنکھ والا دجال
  - 2..... موسیقی، اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں
  - 3..... انسانی دل اور قبول اسلام۔ ایک مذہبی اور سائنسی تجزیہ
  - 4..... معرکہ روح و بدن
  - 5..... پردہ : عقلمند خواتین کا انتخاب
  - 6..... دجالی دور اور مسلم نوجوان
  - 7..... واڑھی کی اہمیت، قرآن و سنت اور جدید سائنس کی روشنی میں
  - 8..... ویلنٹائن ڈے۔ بُت پرست رومیوں کا تہوار
  - 9..... سورۃ الواقعہ کی سائنٹفک تفسیر
  - 10..... سورۃ یس کی تفسیر: کتاب و سنت اور جدید تحقیقات کی روشنی میں
- (بقیہ اگلے صفحہ پر) <=====

- 11 ..... تزکیہ نفس، اسلام اور جدید علم نفسیات کی روشنی میں
- 12 ..... روزے کے روحانی اور طبی فوائد۔ قرآن، حدیث اور میڈیکل سائنس کی روشنی میں
- 13 ..... اللہ کی مدد کیوں نہیں آ رہی؟
- 14 ..... دجالی دور اور مسلم خواتین
- 15 ..... مسلم نوجوانوں کو درپیش سب سے بڑا مسئلہ
- 16 ..... عرش الہی سے لگتی قندیلوں میں، سبز پرندوں کے دلوں میں
- 17 ..... تاریخ کا سبق

تبلیغی مقاصد کے لئے پورا سیٹ یا بڑی تعداد میں کتابیں خریدنے پر خصوصی رعایت۔  
تفصیلات کے لئے درج ذیل پتہ پر رابطہ کریں۔ مکتبہ خواتین میگزین، منصورہ ملتان روڈ۔ لاہور

---

فون نمبر: 0321-4708024 / 042-35435667

